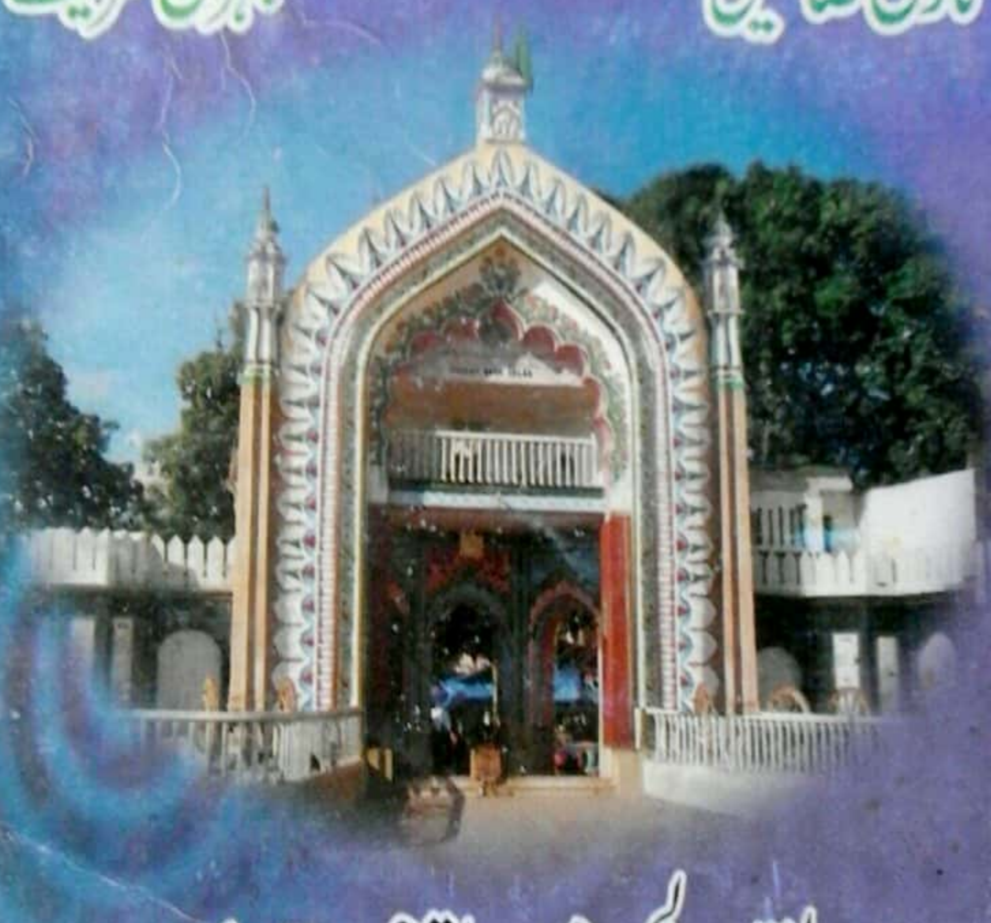
قال جاهدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم

(حدیث شریف)

مرأت مسعودی

تاریخ صالحین　　بہرائچ شریف



الفقیر ابوالحسن محمد صدیق حسن قادری

نام کتاب	مرأت مسعودی وتاریخ صالحین بہرائچ شریف
مرأت مسعودی	حضرت عبدالرحمن چشتی
صالحین بہرائچ	حضرت مولانا الحاج محمد صدیق حسن قادری
پہلا ایڈیشن ۱۰۰۰	فروری ۱۹۹۰ء
دوسرا ایڈیشن ۱۰۰۰	نومبر ۱۹۹۲ء
تیسرا ایڈیشن ۱۰۰۰	اپریل ۲۰۰۰ء
چوتھا ایڈیشن ۱۰۰۰	مئی ۲۰۰۶ء
پانچواں ایڈیشن ۱۰۰۰	جولائی ۲۰۱۰ء
ناشر (شعبۂ اشاعت)	المرکز الاسلامی دارالفکر غازی نگر درگاہ روڈ بہرائچ شریف
طباعت	تاج پریس بہرائچ
کمپیوٹر کمپوزنگ	محمد ارشاد الحق
قیمت	۵۰ روپیہ

ملنے کا پتہ

۱۔ المرکز الاسلامی دارالفکر غازی نگر درگاہ شریف بہرائچ

۲۔ حسن بک ڈپو غازی نگر درگاہ روڈ بہرائچ شریف

۳۔ جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف

شرف انتساب

چودھویں صدی ہجری کے محقق اعظم حضرت سیدنا امام رضا فاضل بریلوی وشہزادۂ اعلیٰ حضرت مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہما کے نام جن کے علم وفضل کے چراغ تا قیامت روشن رہیں گے۔ خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے اور اپنے والدین واساتذہ وتلامذہ واقرباء کے لئے دارین میں بھلائی کا بارگاہ ربّ ذوالجلال سے طالب ہوں۔ آمین

نذر عقیدت

بحر الکاملین سند العارفین حضرت سیدنا شیخ **فیروز شہید**
ترک بخاری ثم بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سراج السالکین تاج العارفین سیدنا **افضل الدین ابو جعفر**
امیر ماہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام العارفین حضور سیدنا شیخ مخدوم **محمد اجمل** بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطب العابدین بحر العلوم حضرت علامہ مولانا شاہ **محمد نعیم اللہ** بہرائچی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عارف آگاہ حضرت سیدنا **بسم اللہ شاہ** چشتی پنڈوی بہرائچی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاجی الحرمین حضرت الحاج **غنیمت حسین** علیہ الرحمۃ مہراج گنج بہرائچ شریف

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

الفقیر ابو الحسن محمد صدیق حسن قادری بہرائچی

فہرست کتاب لاجواب مرأۃ مسعودی وضمیمہ تاریخ بہرائچ شریف

مضامین	صفحہ
قطعہ تاریخ ولادت	۷
تعارف	۸
پیش لفظ	۱۰
فلسفہ جہاد وشہادت	۱۲
جہاد فی سبیل اللہ	۱۴
بارگاہ رسول سے بشارت عظمیٰ	۱۷
سیدنا سلطان الشہدا ایک نظر میں	۱۸
سخی دربار	۲۰
نذر عقیدت	۲۱
مرأت مسعودی غرض حال مصنف	۲۲
شجرۃ النسب	۲۵
بیعت وخلافت	۲۶
دریان پیدائش رجب سالار رہیلہ	۲۷
دریان سالار ساہو وسالار رزگی	۲۸
محمود غزنوی کا بھانجے کے دیدار کیلئے اجمیر آنا	۳۳
سلطان محمود کا ہندوستان سے واپس ہو کر	
غزنی میں مسجد ومدرسہ تعمیر کرانا	۳۵
سیدنا سالار مسعود استاذ کی بارگاہ میں	۳۶
[illegible] مسعود بارگاہ رب ذوالجلال میں	۳۷
واپسی سالار ساہو وسالار رزگی وسالار مسعود غازی	
ور رجب سالار رہیلہ غازی بطرف غزنی	
سالار ساہو کا کاہلیر کی جنگ میں	۳۸
سید سالار مسعود غازی کا کاہلیر کی طرف جانا	
اور زہریلی مٹھائی سے محفوظ رہنا	۳۹

مضامین	صفحہ
سلطان محمود کا سومنات کی طرف متوجہ ہونا اور سالار	
مسعود ورجب سالار رہیلہ سے مشورہ طلب فرمانا	۴۳
سالار مسعود ورجب سالار کا مسلمانان ردولی	
کی مدد فرمانا	۴۹
سالار مسعود ورجب سالار کا ہندوستان آنا	۵۱
سالار مسعود کا قیمتی خزانہ حاصل فرمانا	۵۵
سالار مسعود کا ستی پور علاقہ سندھ پر حملہ	۵۸
رائے سہپال کو شکست اور دہلی پر فتح	۶۰
رجب سالار کا لنکا یو نجار اور راجہ کو شکست دینا	۶۱
سالار مسعود ورجب سالار کا دہلی فتح کرنا	۶۵
کڑہ مانک پور کے راجاؤں سے ملاقات	۶۶
وصال والدہ محترمہ حضرت ستر معلی	۷۰
سالار مسعود ورجب سالار کا بہرائچ کی جنگ میں	
شہادت پانا	۷۱
وصال والد محترم سالار ساہو	۷۵
سالار مسعود کو خواب میں شہادت کی بشارت	۷۷
سالار مسعود کا اطراف کے راجاؤں سے	
تدبیر جنگ فرمانا	۷۸
سالار مسعود کا جام شہادت نوش فرمانا	۹۱
مختصر واقعات زوال خاندان محمود غزنوی	۹۵
بعد شہادت سالار مسعود کی پہلی کرامت	۹۷
زہرہ بی بی کا بینا ہو کر بہرائچ آنا	۹۸
حالات حضرت زہرہ بی بی کی یادگار	۱۰۲
چند کرامات وحالات	۱۰۲

فہرست کتاب لاجواب مرأۃ مسعودی وضمیمہ تاریخ بہرائچ شریف

مضامین	صفحہ
فیروز شاہ تغلق کی بہرائچ آمد	۱۰۴
جلوۂ ابن مریم	۱۰۷
ضمیمہ تاریخ بہرائچ شریف	۱۰۸
ہندوستان میں اسلام کی آمد	۱۰۹
دین حق کا مجاہد	۱۱۶
مجاہد اعظم ہند کا مجاہدانہ کردار	۱۲۱
مجاہد اعظم ہند ارباب نظر کی نظر میں	۱۲۴
مجاہد اعظم ہند ایک تاریخ ساز شخصیت	۱۲۶
غازی اسلام پر کئی راجاؤں کا حملہ	۱۳۲
انسانیت سوز حملہ	۱۳۵
شہید اعظم ہند اہل ہند کیلئے ابر رحمت	۱۳۶
سیدنا امیر نصر اللہ شاہ غازی	۱۳۹
حضرت سیدنا سالار سیف الدین غازی	
عرف سرخرو سالار	۱۴۲
حضرت نینا دائی	۱۴۴
حضرت سیف الدین نشان بردار	۱۴۴
سنگ سانگل	۱۴۴
اسپ نیلی	۱۴۴
گنج شہیداں	۱۴۵
حضرت زہرا بی بی	۱۴۵
سید احمد و سید خاصہ	۱۴۶
جھورا بھورا پہلوان	۱۴۶
حضرت امیر خضر	۱۴۶
گنبد واقع عیدگاہ	۱۴۷
قدم رسول گنج شہداء	۱۴۷
حضرت عالم شہید و حضرت خنجر شہید	۱۴۸
حضرت ابراہیم شہید	۱۴۹
حضرت فیروز شہید	۱۵۰
حضرت سیدنا امیر حسن پیر بہشتی شریف	۱۵۰
حضرت بھولے شہید	۱۵۱
انار کلی جھیل و چتوڑ جھیل	۱۵۲
محمد نالہ، حضرت قاسم شہید	۱۵۳
زنجیری گیٹ کا بیرونی منظر	۱۵۳
سید سالار سے منسوب قرآن شریف وصدری مبارک	۱۵۴
ابو جعفر امیر ماہ	۱۵۴
سیدنا مخدوم شیخ محمد اجمل بہرائچی	۱۶۱
حضرت شیخ سیدنا بڈھن بہرائچی	۱۶۲
حضرت میاں عنایت علی شاہ	۱۶۳
حضرت حافظ حیرت شاہ مجذوب	۱۶۴
حضرت بسم اللہ شاہ	۱۶۴
حضرت شاہ نعیم اللہ	۱۶۵
پانچو پیر علیہ الرحمۃ	۱۶۶
تکیہ حضرت چھڑے شاہ	۱۶۶
بابا منڈا شاہ علیہ الرحمۃ	۱۶۷
منقبت	۱۷۰
غازی ہند	۱۷۲
غزنوی نوجوان	۱۷۳
دیار سید سالار میں	۱۷۳
منقبت حضرت ابراہیم بارہ ہزاری	۱۷۳
منقبت حضرت سیدنا امیر ماہ	۱۷۴

قطعۂ تاریخ ولادت

سیّدنا سلطان الشہداء
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مہر مسعود جب ہوا تاباں
ہوگیا عرش و فرش نورانی
لکھی تاریخ یہ عنایت نے
قطب عالم حبیب سبحانی

سنہ ۱۴۰۵ھ

از غزا نامہ مسعود

تعارف

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا (اعلیٰحضرت)

سلطان الشہداء سالار اعظم ہند سیدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ والرضوان کی درگاہ فلک بارگاہ شہر بہرائچ شریف جواتری ہندکوہ ہمالہ کی گود میں آباد ہے واقع ہے جو صدہا سال سے ۴۲۴ھ سے مرجع خلائق ہے نیز اس شہر مبارک میں نہ جانے کتنے جام شہادت کے مست محو خواب ہیں جن کا صحیح شمار سوائے خدائے تعالیٰ اور اس کے محبوب کے کسی کو نہیں ہے اس کے علاوہ یہ شہر مبارک بہت سے عارفان روزگار و کاملان طریقت کی آرام گاہ ہے جو بڑی بڑی خانقاہوں میں آرام فرما ہیں۔ حضور سلطان الشہداء کے دربار عالی وقار میں ہندوستان کے مختلف صوبوں اور گوشوں سے بلا تفریق مذہب و ملت مخلوق خدا حاضر ہو کر خراج عقیدت پیش کرتے ہیں یہ درگاہ مختلف مذاہب کا بے مثال سنگم ہے۔ حضرت سالار اعظم ہندوستان کی اس سرزمین بہرائچ میں ایسے وقت تشریف لائے جس وقت اس مقام پر بھڑ قوم کے ظالم و جابر اُجڈ لوگ آباد تھے لودھی و برہمنی مشن جاری تھا لیکن ہر ایک دوسرے کے جان و مال کا دشمن تھا۔ تاریخی شواہد سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہاں ۲۱ راجہ اپنی چھوٹی چھوٹی ریاست کے حکمراں بنے ہوئے غریبوں کا خون پی رہے تھے۔ گویا کہ یہ زمین پورے بھارت میں ایک المیہ بنی ہوئی تھی۔

دریں حال ظلم و عدوان نے خدا کے فضل کو آواز دی تو ربّ کائنات نے انسانیت کی حفاظت نیز طغیان و سرکشی کا قلع قمع کرنے کے لئے سیّدنا سالار ساہو کے فرزند بی بی ستر معلیٰ کے دلبند حضرت محمود غزنوی کے ہونہار بھانجے کو منتخب فرمایا۔ پھر کیا تھا علی کے اس نور نظر کی نگاہ کیمیا نے بے شمار افراد انسانی کو تاریک وادیوں سے نکال کر ان کے لئے امن و آشتی و صلح و شانتی کا پیغام نشر فرمایا اور لامتناہی خداؤں سے پھیر کر وحدت کی طرف متوجہ فرمادیا جن کے نقوش قدم کی برکتیں آج بھی گم گشتہ راہ کیلئے مینار ہدایت ہیں۔

سالار اعظم ہند کا سلسلۂ نسب خلیفۂ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے گیارہویں پشت سے جا ملتا ہے خدا کے اس شیر نے عین ابتدائی شباب میں نفس کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور لاکھوں افراد انسانی کو مے توحید سے مست فرما دیا۔ تاریخ کا ہر ورق گواہ ہے کہ سالار اعظم کے خون نے اسلام کی ایسی آبیاری فرمائی جس کی تر و تازگی و شادابی قیامت تک باقی رہے گی۔ اور توحید و رسالت کے مستوں کو یہ درس دیتی رہے گی۔ ع

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ کی بہار زندگی کے اوراق اس کتاب میں ملاحظہ فرما کر درس عبرت حاصل فرمائیں آپ نے رشد و ہدایت کے لئے اتری ہندوستان کو پسند فرمایا اور بہرائچ میں جام شہادت نوش فرما کر ہمیشہ کے لئے اس سرزمین کو دار الامن بنا دیا۔ اور اہل حق کے لئے ہمیشہ کے لئے ایک پیغام حیات عطا فرما دیا کہ جب بھی سر پھرے اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و رفعت کے مٹانے کے درپے ہوں تو تم اپنی جان کو راہ خدا میں لٹانے کے لئے ہمیشہ تیار رہو۔ مولیٰ تعالیٰ شہدائے اسلام کے نقوش قدم پر ہم کو اور تمام مسلمانوں کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی　　ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را　　(علامہ اقبال)

گدائے بارگاہ مسعودی

الفقیر ابو الحسن محمد صدیق حسن قادری

بہرائچی

بانی و سربراہ اعلیٰ المرکز الاسلامی دار الفکر بہرائچ شریف

پیش لفظ

تالیف مرآۃ مسعودی و تاریخ بہرائچ شریف

حضرت عبد الرحمٰن چشتی علوی متوفی ۱۰۹۴؁ھ ماہ شعبان المعظم بروز شنبہ شہنشاہ نور الدین محمد جہاں گیر ابن جلال الدین اکبر بادشاہ کے حکم سے حضور سلطان الشہداء سیّدنا سالار مسعود غازی رضی اللہ عنہ کے صحیح حالات وشہادت کی جستجو میں اُتری ہند میں تشریف لائے اور اس زمانے کے مورخین رشیوں، مینوں، راہبوں سے ملاقات کی کوہ شمالی علاقہ نیپال کے ایک بہت ہی عمر رسیدہ تاریخ داں اچارج^۱ بھدر نامی برہمن سے ملاقات ہوئی۔ ذکر سیّد سالار پر گفتگو شروع ہوئی تو اس شخص نے ایک بہت ہی پرانی کتاب ہندی تاریخ پڑھ کر سنایا جس میں پورا واقعہ آمد وشہادت سیّدنا سالار مسعود غازی کا موجود تھا۔ نیز راجاؤں سے ملاقات ہوئی جو رائے شہر دیو کی اولاد میں سے تھے۔ اور پہاڑ پر آباد حکومت کر رہے تھے جب مصنف مرآۃ مسعودی نے ان حضرات سے گفتگو کی تو ان لوگوں کے ذریعہ بھی صحیح حالات کا علم ہوا پھر اس راہب کی تاریخ نیز ان راجاؤں کی گفتگو کو دور غزنویہ کے اہم تریں مؤرخ ملّا محمود غزنوی کی مرتبہ تاریخ سے مطابقت کی تو فرق معلوم ہوا۔ پھر ماہ رمضان المبارک ۱۰۹۴؁ھ میں بارگاہ مسعودی میں مکاشفہ کر کے صحیح حالات کو قلمبند کرنے کا اذن طلب فرمایا۔ عالم رؤیا میں سالار مسعود نے اذن مبارک عطا فرماتے ہوئے مزید حالات وواقعات کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اور یہ رہنمائی بھی مذکورہ افراد کے اقوال اور ملّا محمود غزنوی کی تاریخ کے عین مطابق تھی۔ (ملخص)

سیّدنا سالار کا اذن پا کر حضرت عبدالرحمٰن نے فارسی زبان میں تاریخی واقعات جمع فرما کر اس کا نام مرآۃ الاسرار رکھا پھر اس کا ترجمہ ملخص ہو کر مرآۃ مسعودی نام پڑا۔ مجھ حقیر فقیر سراپا تقصیر کی مدّتوں سے خواہش تھی کہ کوئی جامع تاریخ کہنہ ہاتھ آجائے جس میں بہرائچ شریف کے حالات کا ذکر ہوتا کہ اس کی مدد سے اور دیگر کتب کی مدد سے جدید اضافہ کے ساتھ

۱؎ جوراہبانہ طریقہ پر کوہ ہمالہ کی گود میں رہتا تھا۔

بہرائچ شریف میں آسودۂ خواب بزرگوں اور شہیدوں کے حالات پیش کر دیئے جائیں۔ جب یہ خیال تام دل میں بیدار ہوا تو سیّدنا سالار مسعود غازی کا فیض باطنی روحانی کارفرما ہو کر منزلیں عطا کرتا گیا۔ اور تاریخ کی متعدد کتب دستیاب ہو گئیں جس میں شہدائے بہرائچ وصوفیائے بہرائچ کا ذکر اور ان کے مقامات رفیعہ کے تذکرے موجود تھے۔ مطالعہ کے بعد دل کو نور وسرور حاصل ہوا اور بے فکر ہو کر اس پر خار وادی میں کود پڑا اور اپنی مشکل کشائی کے لئے لخت جگر ہی کا سہارا لیا۔ سالار مسعود کے فیضان شہادت وکرامت نے ان تمام منازل کو اس قدر آسان فرما دیا جس کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ تھوڑی سی جستجو کے بعد ایک صاحب کے گھر کے کاغذات پارینہ میں مرأۃ مسعودی خستہ حالت میں مل گئی جو مکمل کتاب اس تاریخ میں موجود ہے۔

نیز جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ کے کتب خانہ سے غزا نامہ مسعود مؤلفہ عالی جناب عنایت حسین بلگرامی مطبوعہ ۱۲۸۴ھ حاصل ہو گئی۔ ضیاء القلوب مؤلفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کی ایک کتب خانہ سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ آئینۂ مسعودی۔ آئینۂ اودھ۔ تذکرۂ سیّد سالار و تذکرۂ صوفیائے بہرائچ۔ خم خانہ تصوّف وسالک السالکین واخبار الاخیار وسفر نامہ ابن بطوطہ کے اقتباسات نے خادم کی دستگیری اور رہنمائی کی۔ بحمد اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ المکرّم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام کتب تواریخ کی مدد سے ایک مختصر اور جامع تاریخ بہرائچ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ ارباب علم وفضل سے عرض ہے کہ اگر کوئی غلطی تاریخی طور پر نظر آ جائے تو زبان طعن کے بجائے اصلاح کی کوشش فرما کر خادم کو اطلاع فرما دیں تاکہ آئندہ طباعت کے وقت اس کی درستگی کر دی جائے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک وسلم

محتاج دعا :- **محمد صدیق حسن قادری بہرائچی** مدیر المسعود

وخادم الطلبہ جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف

یکم رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ بروز شنبہ مبارکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فلسفۂ جہاد و شہادت

رضائے الٰہی کے لئے عملی طور پر کلمہ توحید و رسالت کی ترویج و اشاعت کے لئے بوقت ضرورت جسم و جان و مال اور اولاد ان تمام کی قربانی پیش کر دینے کا نام جہاد ہے اور راہ حق میں جام شہادت کو برضا و رغبت قبول کر لینے کا نام شہادت ہے۔

جہاد کا مقام عبادت

مَثَلُ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَثَلُ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْطُرُ مِنْ صَلٰوةٍ وَّلَا قِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(ترمذی شریف باب فضائل الجہاد)

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا جب تک جہاد سے لوٹ نہ آئے اس روزہ دار اور نمازی کی طرح ہے جو متواتر روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔

(ترمذی شریف باب فضائل الجہاد)

مجاہد کا ہر عمل عبادت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے بعد فرمایا۔

اَلْجِهَادُ سَنَامُ الْعَمَلِ

جہاد عمل کا کوہان ہے مطلب یہ ہے کہ مجاہد اسلام جب راہ خدا میں نکلتا ہے تو اس کا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا سب عبادت میں شمار ہے۔ یہاں تک کہ اگر مجاہد کا گھوڑا اسی میں بندھا بندھا گھاس چرنے کیلئے نکلتا ہے تو اس پر مجاہد کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

مرتبۂ شہادت

خدا کے راستے کا غازی اللہ کی رضا کے لئے جب اپنا سر کٹا دیتا ہے تو وہ کتنا ہی بڑا پاپی ہو ابر کرم کے چھینٹے اس کے تمام گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں۔ اور اعمال بد کی گندگیاں اس کے لہو کی گرمی سے مٹ جاتی ہیں۔

القتل فی سبیل اللہ یکفر کل خطیئۃ فقال جبرئیل الا الدین (ترمذی ابن ماجہ) خدا کی راہ میں قتل ہونا تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے حضرت جبرئیل نے فرمایا قرض کے علاوہ اور قیامت میں شہید کی یہ شان ہوگی کہ ان کے تر و تازہ زخم سے مشک و عنبر کی خوشبو پھوٹ رہی ہوگی۔ اس لئے پیغمبر اسلام نے راہ حق میں جام شہادت کے نوش فرمانے کی تمنا ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

والذی نفسی بیدی لو ودت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ راہ خدا میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

شہادت پر انعام خداوندی

اور جب بندہ جان عزیز کو دنیا کے عیش و عشرت کو چھوڑ کر مالک الملک کے حوالے کر دیتا ہے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو رب کائنات اس کو حیات دائمی غیر شعوری عطا فرما دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولا تحسبنّ الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتھم اللہ من فضلہ (آل عمران ۴ پارہ رکوع ۸)

اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ خیال نہ کرنا اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے۔

ایمان والے شہادت کی تمنا کرتے ہیں اور دین کو زندگی عطا فرماتے ہیں

جہاد فی سبیل اللہ

جہاد کا مفہوم جہاد کے معنٰی انتھک کوشش کے ہیں قرآن وسنت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے لئے اور دین کے فروغ کے لئے کمال درجہ کی جدّ وجہد کرنا یہ سعی اور کوشش زبان سے مال سے وقت اور عمر سے مشاکل میں تکالیف اٹھا کر جان کو مصیبتوں میں ڈال کر اور وقت ضرورت اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر کی جاتی ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ فساد، بدامنی طمع وہوس بغض وعداوت اور تعصب وتنگ نظری کی آگ کو فرو کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو تلوار اٹھانے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (الحج پ۱۷ ع۱۳) جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے انھیں لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیوں کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قدرت رکھتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بے قصور نکالے جاتے ہیں ان کا قصور صرف یہ تھا کہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے۔ اس آیت پاک میں جن لوگوں کے خلاف جنگ کا حکم دیا گیا ہے ان کا جرم صاف طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ظلم کرتے ہیں لوگوں کو بے قصور ان کے گھروں سے نکالتے ہیں اور اس قدر متعصب ہیں کہ محض اللہ کو پروردگار کہنے پر تکلیفیں پہونچاتے ہیں ایسے لوگوں کے خلاف صرف اپنی مدافعت ہی میں جنگ کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ دوسرے مظلوموں کی اعانت وحمایت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور تاکید کی گئی ہے کہ کمزور و بے بس لوگوں کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑاؤ۔ ایسی جنگ کو ظالموں اور مفسدوں کے مقابلہ میں اپنی مدافعت اور کمزوروں ومظلوموں کی اعانت کی جائے اللہ نے خاص راہ خدا کی جنگ قرار دیا ہے ارشاد ہے۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ جنگ بندوں کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہے۔ اور اس جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک خدا کے لئے بے گناہ بندوں پر دست درازی اور ظلم وجبر کرنے کا سلسلہ بند نہ ہوجائے

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ ان سے لڑتے جاؤ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

جہاد اور مجاہد کی فضیلت

یہی وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کی فضیلت سے قرآن کے صفحے بھرے پڑے ہیں جس میں لڑنے والوں کی تعریف اس طرح کی ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا کَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف۔ ۴) اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھے ہوئے جم کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (التوبہ پ۱۰ - ع۱) جو لوگ ایمان لائے جنھوں نے حق کی خاطر گھر بار چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے ان کا درجہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے اور وہی لوگ ہیں جو حقیقت میں کامیاب ہیں۔ پھر بھی وہ حق پرستی کی جنگ ہے جس میں ایک رات کا جاگنا ہزار راتیں جاگ کر عبادت کرنے سے افضل ہے جس کے لئے میدان میں جم کر کھڑے ہونا گھر بیٹھ کر ۶۰ برس تک نمازیں پڑھتے رہنے سے افضل بتایا گیا ہے جس میں جاگنے والی آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام کردی گئی ہے جس کی راہ میں غبار آلود ہونے والے قدموں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ کبھی آتش دوزخ کی طرف نہ گھسیٹے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کو جو اس سے بچ کر گھر بیٹھ جائیں اور اس کی پکار سن کر کسمسانے لگیں بااس غضبناک لہجہ میں تنبیہ کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے (ان سے کہہ دو اگر تمھیں اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے مندے پڑ جانے کا تمھیں ڈر لگا ہوا ہے اور وہ گھر بار جنھیں تم پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرتے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا کام پورا کرے یقین رکھو اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں بخشتا) (توبہ پ۱۰ -۲۴)

جنگ کی مصلحت اور ضرورت کو خدائے حکیم نے اپنے حکیمانہ ارشاد میں ظاہر فرمایا ہے وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ کَثِیْرًا (الحج پ۱۷ ع۵) اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے

ذریعہ دفع نہ کرتا تو صومعے اور گرجے اور معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے مسمار کردیئے جاتے۔

اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر اللہ عادل انسانوں کے ذریعہ سے ظالم انسانوں کو دفع نہ کرتا رہتا تو اتنا فساد ہوتا کہ عبادت گاہیں تک بربادی سے نہ بچتیں جن سے ضرر کا کسی کو اندیشہ نہیں ہوسکتا اس کے ساتھ یہ بھی بتادی کہ فساد کی سب سے زیادہ مکروہ صورت یہ ہے کہ ایک قوم عداوت کی راہ سے دوسری قوم کے معبد اور عبادت گاہوں تک کو برباد کردے ادھر اپنے اس منشاء کا بھی اظہار کر دیا کہ جب کوئی ایسا فساد برپا کرتا ہے تو ہم کسی دوسرے گروہ کے ذریعہ سے اس کی شرارت استحصال کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔

دعوت فکر و عمل

اسلام دشمن عناصر سیاسی اور اسلامی غلبہ کا ہماری قوم مسلم پر بہت برا اثر ہوا جس کا ایک بدیہی نمونہ سامنے ہے کہ ہماری قوم سے جہاد کا جذبہ مفقود ہوگیا جس قوم کی کامیابی و کامرانی کا سب سے عظیم راز جہاد میں مضمر ہے اس نے جب اپنی فوز و فلاح کی مفتاح کو گم کردیا ہے اسے پھر تباہی و بربادی سے کون بچا سکتا ہے؟ جو قوم حق کی حفاظت بھی نہ کرسکے اور اس میں ایثار و قربانی کا فقدان اس قدر بڑھ جائے کہ بدی و شرارت جب اس پر چڑھ کر آئے تو وہ اسے مٹانے یا خود مٹ جانے کے بجائے اس کے ماتحت زندہ رہنے کو قبول کرے تو ایسی قوم کے لئے دنیا میں کوئی عزت نہیں ہے۔ اس کی زندگی یقیناً موت سے بدتر ہے۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اے قوم مسلم اپنے دین و ایمان عزت و آبرو جان و مال کی حفاظت کے لئے ضرورت ہے کہ ع خانقاہوں سے نکل کرادا کر رسم شبیری اُولٰٓئِکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ دنیا و آخرت کی کامیابی انھیں لوگوں کیلئے ہے جو دنیاوی اغراض سے پاک ہوکر خالصۃً اللہ کی خوشنودی اور اللہ کے بندوں کی بھلائی کے لئے جہاد کرتے ہیں یہی وہ خدائے لم یزل کا بنیادی قانون اور اصول تھا جس کو علی کے لخت جگر سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ نے ہندوستان میں پورا فرمایا اور حق کی خاطر بہرائچ شریف میں جام شہادت نوش فرمایا۔

سیّدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ کو

بارگاہ رسول سے

بشارت عظمیٰ

حضور دانائے غیوب سید الاوّلین والآخرین صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد ہند کی فضیلت میں اپنی زبان فیض رسالت مآب سے ارشاد فرماتے ہیں جس کے راوی حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ ہیں۔

عن ثوبانَ مولیٰ رَسُولِ اللّٰہ صلّے اللّٰہ علیہ وسلّم عصابتانِ من اُمّتی احرزھما اللّٰہ مِنَ النّار عصابۃ تغزو فی الھند وعصابۃ تکونُ مع عیسیٰ بنِ مریَمَ علیہما السّلام (نسائی شریف)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب جہنم سے آزاد فرمایا ہے ایک گروہ وہ ہے جو ہندوستان میں غزوہ کرے گا اور ایک گروہ وہ ہے جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ رہے گا۔ (نسائی شریف)

دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ کی ہے۔

وعدنا رسُولُ اللّٰہ صلّے اللّٰہ علیہ وسلّم غزوۃ الھند فان ادرکتُھا انفق فیھا نفسی وَمَا لی فان اقتل کنت افضل الشھداء وان ارجع فانا ابوھریرۃ المحرر (نسائی)

رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جہاد ہند کا وعدہ لیا۔ تو وہ اگر میرے زمانے میں ہوا تو اپنی جان و مال قربان کروں گا اگر مارا گیا تو بہترین شہید بنوں گا اور اگر لوٹ آیا تو جہنم سے آزاد۔ (ابو ہریرہ)

ہرگز مردہ نہ گمان کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے۔ بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں۔ روزی دئے جاتے ہیں۔ (قرآن پاک)

﴿از مرأۃ مسعودی و غزا نامہ مسعود﴾

ولادت باسعادت	۲۱ شعبان المعظم ۴۰۵ھ بروز سنیچر بوقت فجر اجمیر شریف۔
حسب و نسب	امام محمد ابن حنفیہ کی اولاد میں (علوی سادات)
رسم بسم اللہ خوانی	۴۰۹ھ ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن کی عمر میں
استاذ محترم	حضرت سیدنا ابراہیم بارہ ہزاری
تکمیل تعلیم جملہ علوم و فنون سپہ گری	۴۱۴ھ نو برس کی عمر میں
خلافت و بیعت	۴۱۵ھ حضرت ساہو سالار غازی سے (دس برس کی عمر میں)
مسند رشد و ہدایت پر	۴۱۵ھ دس برس کی عمر میں
والد مکرم	حضرت سیدنا سالار ساہو غازی (پہلوان لشکر)
والدہ محترمہ	حضرت بی بی ستر معلےٰ۔ (بہن حضرت محمود غزنوی)
آپکی دائی صاحبہ	حضرت نینا دائی
نینا دائی کا مزار	اندرون قلعہ پورب اور دکھن کونے حجرے کے اندر
چچا محترم	حضرت سیدنا سالار سیف الدین سرخرو سالار غازی
چچا کا مزار	بہرائچ شریف محلہ بخشی پورہ میں واقع ہے
بڑے والد	حضرت سید نا میر نصر اللہ شاہ غازی
بڑے والد کا مزار	دکولی ضلع بہرائچ آرام گاہ ہے
بہن	(صرف ایک) حضرت نور بی بی صاحبہ
بہنوئی	حضرت سالار زنگی غازی
بھانجے	حضرت سیدنا رجب سالار رنبیلہ غازی
بھانجے رجب سالار کی شہادت	۱۱ رجب ۴۲۴ھ پنجشنبہ
بھانجے کا مزار پاک	یوسف جوت ابیلہ بہرائچ میں واقع ہے
سالار زنگی کا وصال	۱۷ شوال المکرم ۴۲۳ھ اکبر آباد مدفن ہے
ماموں	حضرت سیدنا سلطان محمود غزنوی
ماموں کے ساتھ فتح سومنات میں	۴۱۵ھ دس برس کی عمر میں
ماموں کی ولادت	۱۰ محرم الحرام ۳۷۱ھ
ماموں کا وصال	۲۳ ربیع الآخر ۴۲۱ھ بروز جمعرات ۶۳ برس کی عمر میں
ماموں کا مزار مبارک	قصر فیروز غزنین مدفن ہے
حجام کی زہریلی ناخنگیر کا اثر	۴۲۰ھ ستر کھ بارہ بنکی میں

والدۂ مکرمہ کا وصال پر ملال	کابلیر ۴۲۰ھ۔ غزنین مدفن ہے
والد ماجد کا وصال	۲۵ شوال ۴۲۳ھ ستر کھ بارہ بنکی مدفن ہے
شیر ببر سے مقابلہ	۴۲۳ھ ستر کھ کے جنگل میں والد کے ہمراہ ہوا
ستر کھ سے بہرائچ روانگی	۱۴ شعبان ۴۲۳ھ
بہرائچ میں آمد	۱۷ شعبان ۴۲۳ھ مشرقی اور جنوبی سرحد سے
بہرائچ میں پہلی عبادت گاہ	انار کلی جھیل کا بلند ترین حصہ جہاں آج بھی نشان یادگار ہے
بہرائچ کے اکیس راجاؤں سے مقابلہ	۱۱ رجب المرجب ۴۲۴ھ تا ۱۴ رجب المرجب ۴۲۴ھ
سال شہادت	۱۴ رجب المرجب ۴۲۴ھ بعد نماز عصر بروز اتوار
شہید کرنے والا	سہیل دیو نامی کافر
کل عمر شریف	۱۸ سال ۱۱ ماہ ۲۳ دن
مزار مبارک	بہرائچ کا آخری حصہ انار کلی جھیل کے پاس مرجع خلائق ہے
استاذ کی شہادت	۱۵ رجب المرجب ۴۲۴ھ بعد قتل سہیل دیو
استاذ کا مزار	محلہ اکبر پورہ بہرائچ میں زیارت گاہ عام ہے
سہیل دیو کا مقام قتل	بہرائچ سے پورب ۳ کلومیٹر چتورا جھیل کے پاس چھپے ہوئے جہاز میں
پہلی خادمہ مقدسہ سیدہ زہرا بی بی صاحبہ کی بہرائچ میں آمد	۴۲۵ھ
وصال زہرا بی بی	۴۳۰ھ بروز یکشنبہ (اتوار) بعد نماز ظہر بہرائچ پہلوئے غازی دفن ہوئیں
تبرکات موجودہ	قرآن پاک، قدوری شریف جس میں شہادت ہوئی
بادشاہ تغلق کی آمد و تعمیر درگاہ	۷۵۴ھ ۱۳۵۳ء

خصوصی کرامات

جذام، سفید داغ، نابینا، و دیگر امراض والوں کو شفاءِ کُلّی، لاوَلد کا بہ دعائے مسعود صاحب اولاد ہونا۔

سخی دربار

حسن بہرائچی

غازی دین شہنشاہِ ابرار — شیخ اخیار و سیّد سالار
قرۃ العین سیّدہ زہرا — جزبدن آل حیدر کرّار
شد ملقب بہ سیّد الشہداء — سیّد الاصفیا بظلّ فخار
کردیا جسنے زندہ دین نبی — قطب دوراں و مخزن اسرار
قبلۂ دیں ماشہ بہرائچ — کعبہ عشق منزل اخیار
ہے زیارت گہہ شہ سناں — میرے مسعود کا سخی دربار

حسنؔ مسعود کا حسن پرتو
نغمہ، سنج عندلیب بہار

منقبت

از صادق القادری گونڈوی

روضہ مہر درخشاں سید سالار کا — ہے جمال حق نمایاں سید سالار کا
رتبہ عالی فہم ادراک میں کیا اس کے — ہے لقب محبوب رحماں سید سالار کا
آج تک سائل نہ خالی بے مراد واپس گیا — ہے کرم ہر آن رقصاں سید سالار کا
تاجداروں سے بھی عالیشان ہے دربار کی — ہر گدا ہے شاد و فرحاں سید سالار کا
جسنے دیکھا اک نظر وہ کہہ اٹھا بے ساختہ — روضہ ہے جنّت نشاں سید سالار کا

صادقؔ رضوی پہ بھی لطف و کرم کی بار ہو
یہ بھی ہے رحمت کا خواہاں سیّد سالار کا

نذر عقیدت

بارگاہ سیّدنا سالار مسعود غازی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا بدر القادری علیہ:

محبّ خدا اے جواں سال غازی — کیا تو نے سرِ ذروہ سرفرازی
شہادت بھی تیری عجب ہے مجاہد — جہاں کی زباں پہ تو اب بھی ہے غازی
لہو ہاشمی تھا رگ و پے میں جاری — زباں پہ مچلتا تھا نغمہ حجازی
ابھرتا شباب اور مچلتی جوانی — مگر چشم ہے چشمہ پاک بازی
وہ طوفان تھا ایک برق و شرر کا — جسے کہتے ہیں تیری شمشیر بازی
کوئی رزم گر ہو کوئی ہو مقابل — عقابوں سے چھٹتی نہیں شاہبازی
ترا غلغلہ آج تک نو جواں ہے — فنا ہو گئی کفر کی تیرہ سازی
جہاں جھک رہا ہے تیرے آستاں پر — عجب ہار تھی جیت لی جس نے بازی
مجاہد نے یہ کہہ کے بُت توڑ ڈالا — کہ کرتے نہیں بت شکن بت نوازی
ترا ہر قدم فخر خارا شگافاں — ہے مجھ پہ گراں کار آئینہ سازی

وہ لَے چھیڑ جس سے تیری قوم جاگے
بہت ہو چکی بدرؔ نغمہ طرازی

تاریخ مراۃ الاسرار کا خلاصہ و ترجمہ، پوری کتاب بعینہٖ بعد تصحیح نقل ہے

مسمّٰی بہ

مراۃ مسعودی

عرض حال از مصنف مراۃ مسعودی

حقیر فقیر عبدالرحمٰن چشتی جو معتقدان محبوب ربّ العالمین و فیض پہونچانے والے دنیا و دین و سرگروہ مردان اہل یقین و منتخب شدہ حضرت معبود سلطان الشہداء سالار مسعود غازی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے کمترینوں میں سے ہے عرض کرتا ہے کہ یہ نامراد شروع حال سے حلقہ محبت و حاضری و اطاعت آستانہ متبرک سلطان الشہداء میں مست و مصروف تھا اور حالات پیدائش و تشریف آوری بملک ہندوستان و واقعات شہادت سرکار غازی میاں کے اکثر آدمیوں نے مختلف عنوان سے بیان کئے جو کتب تاریخ میں مخصوص و معروف موقعوں پر درج نہیں ہے اس وجہ سے ہمیشہ تلاش میں رہتا تھا کہ واقعی اور صحیح حال معلوم ہووے۔ آخرکار بعد تلاش بسیار پرانی تاریخ مصنفہ ملا محمود غزنوی مل گئی۔ ملا محمد غزنوی سلطان محمود بن سبکتگین کے ملازم تھے جو آخر عمر تک بخدمت سالار ساہو و سلطان الشہداء سالار مسعود غازی رہے اور بعد شہادت سلطان الشہداء انتقال کیا۔

الغرض تاریخ مذکور اوّل تا آخر حرف بحرف دیکھ کر خوش ہوا۔ اور جس قدر کہ شکوک پیدا ہو چکے تھے برطرف ہوئے لیکن چونکہ کتاب بہت بڑی تھی اکثر جنگ ہائے سلطان محمود غزنوی و سالار ساہو مندرج تھی اور جابجا ذکر سلطان الشہداء بھی لایا گیا تھا اور ختم کتاب پر واقعہ شہادت سلطان الشہداء

سالار مسعود بھی تھا اس لئے بعض دوستوں نے کہ جو حلقہ اطاعت واعتقاد آنحضور میں مستغرق رہ کر آستانہ متبرکہ میں رہتے تھے اس فقیر کو مجبور کیا کہ سلطان محمود غزنوی کے قصہ سے کسی کو کچھ غرض اور مطلب نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس میں سے انتخاب کر کے حالات سلطان الشہداء علیحدہ لکھے جاویں اور اس بندے کا بھی یہی مطلب تھا۔ لیکن بلا اشارت باطنی کے کہ جو خاص فیض ہے نہیں ہوسکا جو ایسی جسارت کرتا۔ آخر اس کتاب کے لکھنے کے واسطے سلطان الشہداء کی جانب متوجہ ہو کر استخارہ کیا جب تین حصے رات گذر گئی حضرت کو اس معاملے میں دیکھا کہ انتہائی مہربانی وشفقت سے فرماتے ہیں کہ تم کو لکھنے کی اجازت ہے۔ اس فقیر نے جب حضور کی نظر لطف ومرحمت پائی عرض کی کہ بندہ حسب الحکم آنحضرت لکھنا شروع کرتا ہے لیکن جس جگہ واقعات یا حالات بلند وپست یا کم وزیادہ اصل واقعہ سے ہو اس جگہ بندے کو اشارہ ہونا چاہیے تاکہ موافق اشارہ وحکم آنحضرت لکھوں۔ چنانچہ بکمال توجہ ومرحمت بندہ نوازی فرما کر فرمایا کہ لکھو۔ میں خبر رکھوں گا اور تجھ کو آگاہ کروں گا۔ الغرض بحکم باطن حضرت سلطان الشہداء واقعی حالات کو لباس حروف ظاہری اردو میں آراستہ وپیراستہ کر کے مراۃ مسعودی نام رکھا حق تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کو نیک وسعادت مند کرے گا۔ اس فقیر کی یہ دعا ہے۔ شعر

تجلی کاشف اسرار مرداں　　الٰہی عاقبت مسعود گرداں

الغرض حالات سلطان الشہداء، تاریخ مذکور سے نقل وانتخاب کر کے چھ داستانوں میں ظاہر کیا گیا ہے وبعضے حالات وخوارق سلطان الشہداء دوسری کتابوں میں دیکھ کر اور اکثر مردمان اہل باطن سے خود سنکر اسکو عالم باطنی میں تحقیق کر کے اور پھر انتخاب کر کے لکھا ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ سہو وغلطی کا دیکھنے والا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْحَقِیْقَتِ وَالصَّوَابُ۔

داستان اوّل در بیان پیدائش رجب سالار رہیلہ غازی

داستان دوم متوجہ ہونا سالار ساہو وسالار زنگی پہلوان لشکر کا ہندوستان کی طرف حسب الحکم سلطان محمود غزنوی برائے امداد مظفر خاں و پیدا ہونا سالار مسعود کا اجمیر میں۔

داستان سوم دربیان واپسی سالار رزنگی وسالار ساہو وسالار مسعود بطرف غزنی ومخالف کرنا حسن میمندی وزیر سلطان محمود کا سالار مسعود ورجب سالار رہیلہ کے ساتھ بہ سبب بُت سومنات۔

داستان چہارم دربیان رخصت ہونا سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی کا سلطان محمود سے واسطے آنے ہندوستان کے اور پہونچنا ملتان میں اور فتح کرنا دہلی کا اور گذرنا دریائے گنگ سے اور سترکھ[1] میں قیام کرکے اطراف سے فوج مجتمع کرنا۔

داستان پنجم دربیان سالار ساہو کا سترکھ میں پہونچنا اور سیّدنا سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی کا بہرائچ کی طرف آنا ووصال ہونا سالار ساہو وسالار رزنگی کا سترکھ میں وسالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی کا بہرائچ میں کافروں سے جنگ ہائے عظیم کرکے شربت شہادت نوش فرمانا۔

داستان ششم دربیان اظہار کرامت سیّدنا سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی وبعد شہادت بناء عمارت وروضہ متورہ وبعض احوال عادات آں محبوبان بارگاہ خدائے تعالیٰ عبدالرحمٰن علوی چشتی

ماھنامۂ المَسعُودُ
بارگاہ سیّدنا سالار مسعود غازی کا
ایک علمی شاہکار ہے

[1] سترکھ بارہ بنکی میں ایک مقام ہے جہاں سالار ساہو آرام فرما ہیں۔

شجرۃ النسب والحسب سیّدنا سالار مسعود غازی

علیہ الرحمۃ والرّضوان

اَسَدُ اللّٰہ الغَالِبُ عَلیّ ابنِ اَبِی طَالِبُ رَضِی اللّٰہُ عَنہ

ابنہ

① سیّدنا ابو القاسم امام محمد ابن حنیف غازی[1]

ابنہ

② سیّدنا عبد المنان غازی

ابنہ

③ سیّدنا بطل غازی

ابنہ

④ سیّدنا ملک آصف غازی

ابنہ

⑤ سیّدنا عمر غازی

ابنہ

⑥ سیّدنا محمد غازی

ابنہ

⑦ سیّدنا طیّب غازی

ابنہ

⑧ سیّدنا طاہر غازی

[1] ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام و کنیت حضور کے حکم سے رکھی۔

(بہار شریعت) جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ دلّی

لبنہ — سیّدنا عطاء اللہ غازی | لبنہ — سیّدنا نور اللہ غازی

سیّدنا عطاء اللہ غازی
لبنہ
سیّدنا سالار ساہو غازی
لبنہ
سیّدنا سالار مسعود غازی — دختر نوربی بی، منسوب سالار زنگی
لبنہ
سیّدنا سالار رجب غازی

سیّدنا نور اللہ غازی
لبنہ
سیّدنا قطب غازی
لبنہ
سیّدنا سالار زنگی غازی
لبنہ
سیّدنا سالار رجب غازی

بیعت وخلافت

سیّدنا سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی

حضور سیّدنا سالار مسعود غازی کو خرقہ ارادت وخلافت اپنے باپ دادا سے پہونچا تھا۔ والدہ سیّدنا سالار مسعود غازی کہ نام ان کا بی بی سُتر معلّی تھا اور وہ سلطان محمود ابن سبکتگین کی ہمشیرہ تھیں۔ سیدنا طاہر غازی کے دو پسر تھے بڑا لڑکا عطاء اللہ غازی اور چھوٹا لڑکا نور اللہ غازی ہونا کتب تواریخ میں مرقوم ہے و شجرہ نسب سیّدنا رجب سالار اس طرح سے ہے۔ رجب سالار غازی ابن سالار زنگی غازی بن قطب غازی بن نور اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیّب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ عمر غازی بن شاہ ملک آصف غازی بن شاہ بطل غازی بن عبد المنان غازی بن ابو القاسم محمد حنفیہ غازی بن اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہٗ۔ حضرت رجب سالار غازی نے بھی خرقہ ارادت وخلافت اپنے باپ دادا سے ہی پایا تھا۔ سبحان اللہ! اس قسم کی بلند ہمتی و بہادری کہ اپنی جان عزیز کو راہ خدا میں دے دی اور سیّدنا رجب سالار ہٹیلہ غازی کی والدہ مکرمہ نوربی بی نام تھا جو بہن سالار مسعود بن سالار ساہو تھیں۔ الغرض سبکتگین کے باپ الپتگین کو بہ سبب حوادث زمانہ ایک زمانہ تک مغلوں کی قید میں رہنا پڑا۔

اپتگین کہ سلطان السلاطین اور اہل ذول تھا اور بہت سادہ لوح تھا اس واسطے بعض مورخین نے اس کی حیثیت نسبی کو نامناسب طور پر لکھا ہے۔ لیکن مصنف جہاں آرا نے ان کے سلسلہ نسب کو یزدجرد شہریار بن خسرو بن ہرمز بن نوشیرواں کسریٰ تک پہونچایا ہے۔ صاحب تواریخ روضۃ الشہداء کے آخیر حصہ کتاب میں جس جگہ کہ اولاد امام المشارق والمغارب ابی عبداللہ الحسین شہید کربلا کی تعداد مذکور ہے اس جگہ سلطان محمود سبکتگین کو اولاد حضرت امام حسین بن علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم میں لکھا ہے۔ ہر دو حال قابل قبول ہیں۔ سبحان اللہ اس قسم کی بلند ہمتی و بہادری و عشق جاں بازی براہ خدا کہ جو سیدنا سالار مسعود غازی اور سیدنا رجب سالار رہٹیلہ غازی کی تھی۔ سوائے خاندان اسداللہ الغالب دوسرے میں ممکن نہیں ہے کہ بعد ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ نعمت جاودانی و خاصہ عطائے سبحانی اپنے مطلوب میں پہونچا یعنی سیدنا سالار مسعود غازی و رجب سالار رہٹیلہ غازی پر کہ آج تک ان کے ثمرات و کرامات دیکھ کر ان کی ولایت پر ہر خاص و عام ایمان لایا۔ قولہ تعالیٰ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ☆ یہ انھیں حضرات کے بارے میں ہے۔ شعر

زندہ آنست کہ جانی دردست اوست کہ از عشق نشانے دوست

داستان اوّل دربیان پیدائش رجب سالار رہٹیلہ بمقام غزنی

سیدنا رجب سالار بتاریخ ۹ ماہ رجب المرجب ۳۸۳ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت اوّل ساعت بمقام غزنی پیدا ہوئے۔ ہر چہار طرف سے آواز شادیانہ آنے لگی اور سالار زنگی پدر سالار موصوف انتہائی ذوق و شوق میں جو کچھ نقد و جنس اپنے پاس رکھتے درویشوں و فقیروں کو نچھاور کئے اور ایک پر مسرت تقریب میں عام اور خاص لوگوں کو اکٹھا فرمایا۔ ازاں بعد منجموں کو اپنے روبرو بلا کر دریافت کیا کہ میرے لڑکے کا ستارہ دیکھو کہ کیسی ساعت میں پیدا ہوا ہے۔ منجمان نے علوم نجوم میں تلاش و معلوم کر کے عرض کی کہ فرزند اوّل ساعت آفتاب میں بہت بڑا اسعادتمند ہے مثل قطب آسمانی دنیا میں آیا ہوا ہے۔ بہت غیور ہے بعد از بلوغ بادشاہ کے وزیر سے دشمنی ہوگی۔ اور نام اس کا رجب سالار رہٹیلہ غازی ہوگا۔ دین محمدی کے معاملہ میں ثابت قدم رہے گا۔ سالار زنگی اس خوشخبری

کو سن کر بہت باغ باغ ہوئے اور منجموں کو بہت انعام واکرام سے نوازا۔
چنانچہ صاحب تواریخ محمودی اس معاملے میں مفصل ذکر کرتے ہیں کہ جب بیس سال گذرے سالار ساہو سالار زنگی اجمیر میں آئے تھے اس وقت رجب سالار ہٹیلہ غازی کی عمر بائیس سال کی تھی۔ رجب سالار ہٹیلہ غازی بھانجے ہیں سیدنا سالار مسعود غازی کے جو زمانہ میں مثل آفتاب روشن وتابندہ ہیں۔ چنانچہ اکثر مقالات پر اس نام کو دوسرے نام سے بھی مشہور کرتے ہیں اور بعض دیار میں رجب سالار ہٹیلہ غازی کہتے ہیں اور بعض جگہ عجب سالار ہٹیلہ غازی کہتے ہیں اوّلاً سالار ساہو کے یک دختر نیک اختر غزنی میں پیدا ہوئی تھی بعد ازاں اٹھائیس سال گذر گئے کوئی اولاد نہیں ہوئی پھر جب سالار ساہو مظفر خاں کی امداد کے لئے اجمیر آئے تو ربّ قدیر نے سالار ساہو کو جہاد کے صلہ میں ایک فرزند کی بشارت عطا فرمائی جن سے سالار ساہو کا نام قیامت تک روشن رہے گا۔ لہٰذا حضرت خضر علیہ السلام نے فرزند نرینہ کی بشارت دی اور ایک سیب عنایت فرمایا اسی رات سالار مسعود رحم مادر میں جلوہ گر ہوئے۔ پھر یہی بچہ بڑا ہو کر اپنے لہو سے اسلام کی آبیاری فرماتا ہے۔

داستان دوم در بیان متوجّہ ہونے سالار ساہو وسالار زنگی کا معہ لشکر کے ہندوستان کی طرف بحکم سلطان محمود برائے امداد مظفر خاں

جب سلطان محمود غزنوی انار اللہ برھانہ ملک زنگبار وملک روم وملک ایران وملک توران اپنے تحت وتصرّف میں لائے۔ سب جگہ شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم جاری فرمایا بحکم جَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کا منتظر تخت نشیں ہوا۔ اتفاقاً چار آدمی شتر سوار بطور فریادی ہندوستان کی طرف سے آتے ہوئے ظاہر ہوئے۔ حاضرین دردولت ومعینان مملکت نے اسی وقت بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے فوراً ان کو طلب کیا ان لوگوں نے بعد ادائے آداب زمین بوسی عرض کی کہ مظفر خاں ہرمز بادشاہ کا مصاحب تھا جبکہ سلطان ابوالحسن لشکر کثیر کے ساتھ ہاتھیوں پر سوار ہو کر آیا ہرمز کو قتل کیا اور قریب تھا کہ مظفر خاں کو معہ عورت وبچے تمام آدمیوں کے قتل کر دے مجبوراً تمام اقرباء کے انھوں نے

جنگل میں قیام اختیار کیا اور اب چند سال ہوئے کہ اجمیر میں سکونت اختیار کی نامسال رائے بھیرون وراے سوم کرن ساتھ چوالیس ۴۴ اشخاص رائے دہندگان یا مشیر کاران قرب و جوار سے جمع ہو کر مظفر خاں کے مقابلہ پر آنا چاہتے ہیں تا کہ مسلمانوں کو ہلاک کر دیں۔ ہر چہار جانب کفر پھیلا ہوا ہے اس واسطے سوائے ذات بابرکات حضور والا سے اور کوئی دوسرا نظر نہیں آتا جو ہندوستان میں اہل اسلام کی جانب توجہ کرے۔ سلطان محمود نے جواب دیا کہ تم لوگ خاطر جمع رکھو انشاءاللہ مسلمانوں کی میں مدد کرتا ہوں۔ خواجہ حسن میمندی جو بادشاہ کا وزیر خاص تھا اس سے پوچھا کہ اس جگہ خطبہ کس کا پڑھا جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس وقت سوائے حمد خدائے تعالیٰ و نعت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکر خلفائے راشدین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان جامع القرآن و علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حسنین کے اور کسی دوسرے کا نہیں پڑھا جاتا ہے۔ اب جبکہ بادشاہ امداد فرماتا ہے خطبہ سلطان محمود کا پڑھا جائے گا۔

بادشاہ اس کلمہ سے بہت خوش ہوا۔ خواجہ حسن میمندی سے فرمایا کہ فوراً ایک سردار تجویز کر کے لاؤ تا کہ ہمراہ اس کے لشکر تیار کروں۔ پھر بہت گفت و شنید کے بعد سالار رسا ہو (پہلوان لشکر) فوج کے سردار مقرر ہوئے اور سالار زنگی کو بھی مقرر کیا اور چند معزز و معتمد اشخاص ساتھ اسی ہزار سوار جنگ آزمودہ مزید ایک تلوار و دو خنجر خاص و ایک سو نو گھوڑے عراقی سالار رسا ہو پہلوان کو بالخصوص عنایت کیا اور ایک تلوار خاص اور پچاس گھوڑے عراقی سالار زنگی کو مرحمت کیا اور دوسرے اشخاص معززین و معتمدین کو جوڑے اور عمدہ گھوڑے عطا کر کے نصیحت فرمایا کہ رضامندی برادرم سالار رسا ہو و سالار زنگی بہر حالت ضروری ہے اور خدمات حسب مرضی ان کی بجالانا۔

اجمیر شریف میں ورود مسعود

الغرض بتاریخ ۹ ماہ ذی الحجہ ۱۰ھ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سالار رسا ہو و سالار زنگی لشکر آراستہ کر کے قندھار سے اجمیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ بادشاہ اس زمانہ میں غزنی سے قندھار آیا تھا اور وہ ہر چہار اشخاص شتر دار جو مظفر خاں کے پاس سے آئے تھے ان کو رہبر بنا کر براہ ٹھٹھہ اجمیر

مسلے برتن، با لمحدی

کی طرف روانہ ہو کر منزل بہ منزل طے کر کے جب ایک شبانہ روز کی راہ باقی رہ گئی اس کو پیشتر برائے خبر بھیج دیا اور خود برلب آب جو مقام کیا۔ ایک شخص نے مصاحبان سالار ساہو میں سے آکر عرض کی کہ پہاڑ پر درخت کے نیچے ایک فقیر خدا ترس بیٹھا ہوا ہے۔ وہ آپ کے حالات بصد خلوص پوچھ رہے تھے میرا مشورہ ہے کہ فوراً ملاقات کرو۔ سالار ساہو نہایت خلوص اور آرزو سے فقیر کی خدمت میں گئے۔ فوراً فقیر نے فرمایا کہ آؤ سالار مسعود کے باپ سالار ساہو اٹھ کر آداب خدمت بجالا کر بیٹھے فقیر نے فرمایا کہ اس سفر میں تم کو دو نعمتیں حاصل ہوں گی۔ ایک کافروں سے فتحیابی دوسری فرزند نرینہ ایک ظرف پانی سے بھرا فقیر کے آگے رکھا تھا۔ فقیر نے سالار ساہو سے اشارہ کیا کہ اس پانی سے وضو بناؤ اور دو رکعت نماز نفل ادا کرو ہر رکعت میں سورہ فاتحہ گیارہ مرتبہ، سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ آخر تک پڑھو اور بعد سلام پھیرنے کے سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر سجدہ میں سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ، تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر حق تعالیٰ سے حاجت چاہو انشاء اللہ تعالیٰ فرزند قطب سعید الوقت اقبال مند حاصل ہوگا۔ اس کے بعد کہا کہ اپنا ہاتھ اس درخت کی طرف بڑھاؤ، جیسے ہی سالار ساہو (پہلوان لشکر) نے ہاتھ درخت پر ڈالا ایک میوہ ان کے ہاتھ میں آیا فقیر نے کہا کہ اس میوہ کو احتیاط سے رکھنا جب زوجہ تمہاری غزنی سے اس جگہ آوے، نصف میوہ اس کو دینا اور نصف تم کھانا۔ اس زمانہ میں اکثر آدمیوں نے اس واقعہ غیبی سالار ساہو کا مشہور کیا جیسا کہ تاریخ محمودی میں مفصل مذکور ہے۔ اس وقت سالار ساہو اپنے دل میں انواع واقسام کے خیالات پائے اور ہر قسم کے ارادے دل میں گذرتے کہ وہ ساعت سعید کہیں جلد دکھلائی دے اور زمینوں سے اکثر خزانہ دفن شدہ حاصل کیا اور تمام اسباب غنیمت کو اپنے آدمیوں اور فوج میں تقسیم کیا۔

الغرض جب خبر آمد سالار ساہو و سالار رزنگی و لشکر سلطان محمود کی پہونچی کہ لشکر کثیر تیار ہو کر مظفر خاں کی امداد کے لئے آتا ہے، رائے بھیرون و رائے سوم کرن نے صلاح کی دو لشکروں کے ساتھ جنگ اچھی نہیں، بہتر یہ ہے کہ اس وقت طرح دیں، بعد جمع ہونے ہر دو لشکر کے سمجھ کر ایک سے جنگ کرنا چاہئے۔ پس محاصرہ اجمیر چھوڑ کر کچھ فاصلہ پر سات سات گروہ کھو کھرہ پہاڑ میں مامور کر دیں۔ ادھر امداد کا منتظر مظفر خاں استقبال کر کے ہر دو امیر پہلوان لشکر کو اجمیر میں لائے اور عرض کی

کہ میں معہ اپنے بال بچوں کے قلعہ اجمیر سے باہر کسی دوسری جگہ پر رہتا ہوں، حضور قلعہ میں قیام فرماویں۔ سالار ساہو سالار زنگی نے اس کو قبول نہ کیا، فرمایا کہ میں تو تمہاری امداد کے واسطے آیا ہوں، کیا مجھکو یہ مناسب ہے کہ تمہارے بال بچے قلعہ سے باہر رہیں اور میں اس قلعہ میں قیام کروں۔ لہٰذا سالار ساہو سالار زنگی نے حوض پھکر کے کنارے کہ جو تھوڑے فاصلہ پر تھا قیام کیا۔

اور چند روز مقیم رہے اور مظفر خاں کی صلاح سے فوج آراستہ کر کے کافروں کے مقابلہ پر آئے، دونوں طرف سے جوانان بہادر جنگ میں آئے تھے۔ تین شبانہ روز میدان جنگ کثرت مردماں سے پر مثل کیڑے مکوڑے کے جماؤ کے معلوم ہوتا تھا۔ تیسرے دن فتحیابی کی ہوا لشکر سالار ساہو سالار زنگی کی طرف چلی۔ کافران شکست کھا کر بھاگے، لشکر اسلام نے کچھ دور تک ان کا پیچھا کیا، اکثر سرداران فوج کو قتل کیا، بعضوں کو قید کیا۔

سالار ساہو سالار زنگی نے انھیں کناروں کی جگہ واپس آکر قیام کیا اور اہل اسلام کو جو شہید ہوئے تھے وہاں دفن کر کے تمام مال و اسباب غنیمت کفار کو اپنے لشکر کے آدمیوں پر تقسیم کیا۔ دوسرے دن اجمیر کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ کے دروازے پر جا کر خطبہ سلطان محمود غازی کے نام سے پڑھا۔ تمام واقعات گذشتہ مع مبارکبادی و فتحیابی و فراری کفاران سلطان محمود کے پاس لکھے بیان کئے کہ اجمیر کے اطراف میں اکثر جگہ جہاں مظفر خاں کا قبضہ تھا اس کو فوج کے قیام کے لئے اپنے تحت و تصرف میں لے آیا ہوں۔

فرمان شاہی پاکر ستر معلّٰی کی اجمیر میں آمد اور سالار مسعود کی ولادت

سالار ساہو سالار زنگی جہاں جا کر بیٹھے خراج ہر طرف سے آنے لگا اور کافران مفرورین قنوج کی طرف جا کر مسمی اجیپال کی پناہ میں رہے۔ الغرض جیسے ہی قاصد مکتوب سالار ساہو سالار زنگی مژدہ فتحیابی لے کر سلطان کے پاس پہونچا سلطان بہت خوش ہوئے اور خلعت خاص سالار ساہو سالار زنگی کو روانہ کیا اور ایک فرمان بمہربانی تمام کہ ریاست اس نواح کی ہر دو برادران مذکورہ کی ملکیت و قبضہ میں رہے صادر فرمایا اور یہ بھی تحریر کیا کہ اگر رائے اجیپال اطاعت اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ مجھکو مطلع کیا جاوے تا کہ میں خود لشکر لے کر ایک مرتبہ اس کی ولایت

رجب المرجب

کی سیر کروں۔ اور ستر معلی کو حکم دیا کہ جملہ خلعت خاص معہ فرمان اجمیر میں اپنے شوہر کے پاس لے کر جائیں۔ چنانچہ ستر معلی اجمیر پہونچیں سالار ساہو بہت خوش ہوئے۔ بقدرت حق سبحانہ وتعالیٰ اسی شب بتاریخ ۹ شہر شوال سنہ ۴۰۴ھ سیدنا سالار مسعود اپنے باپ کے پشت مبارک سے رحم مادر میں آئے جب نو ۹ ماہ بآرام وسلامتی سے گذر گئے تب دسویں ماہ بتاریخ ۲۱ ماہ شعبان المعظم سنہ ۴۰۵ھ روز یکشنبہ وقت صبح صادق اوّل ساعت آفتاب کہ جو بڑی نیک ساعت تھی سالار مسعود مثل آفتاب کے پیدا ہوئے۔ اور مانند حسن یوسفی وچمک ابراہیمی ونور محمدی ان کی پیشانی پر چمکتا تھا اور ایک بارگی چاروں طرف شادیانہ ہائے خوشی بجنے لگے۔

اسی خوشی میں سالار ساہو جو کچھ ان کے تحت وتصرف میں نقد وجنس تھا درویشوں اور فقیروں ودیگر امراء پر نچھاور کیا اور چند دنوں تک ہر فرقہ کے لوگوں کو یکجا کر کے جس میں اہل دنیا واہل اقربا شامل تھے محفل جشن آراستہ رکھی جیسا کہ صاحب تواریخ محمودی نے اس واقعہ کو بالتفصیل لکھا ہے اس مختصر موقع پر تفصیل مطول کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے بعد نجموں کو اپنے سامنے طلب کیا کہ فرزند مسعود کا ستارہ دیکھیں کہ کس ساعت میں ولادت ہوئی ہے منجمین نے علم نجوم سے دیکھ کر عرض کی کہ فرزند سعادتمند اوّل ساعت آفتاب کی جو بہت بڑی نیک ساعت ہے مثل قطب دنیا میں پیدا ہوا ہے اور بہت غیور رہے۔ کوئی شخص اس سے سبقت نہیں لے جا سکتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد بادشاہ کے وزیر سے مخالفت کی بنا پر ترک وطن کرے گا اس کے بعد ملک کو کہ جو کسی مسلمان کے قبضہ میں نہیں آ سکا یہ اپنے قبضہ میں لائے گا اور دین محمدی کے معاملہ میں مستقل مزاج رہیگا۔ اس خوشخبری کو سن کر سالار ساہو باغ باغ ہوئے۔ اور نجومیوں کو بہت انعام دیا ان واقعات کو بعض لوگوں نے سلطان کی خدمت میں عرض کیا سلطان محمود بھانجے کی ولادت سن کر بہت خوش ہوئے اور خلعت شاہانہ برائے سالار ساہو وستر معلی وسالار مسعود روانہ فرمایا اور ایک فرمان بدست خاص خود انتہائی خصوصیت کے ساتھ بایں مضمون کہ ریاست ملک ہندوستان ان دونوں بھائیوں کو معہ فرزند مبارک ہوئے تحریر کیا۔ خواجہ حسن میمندی جو ذاتی دشمنی سالار ساہو وسالار زنگی سے رکھتا تھا اور بادشاہ کی زیادہ مہربانی دیکھ کر جلتا تھا۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ مصرعہ

دشمن چہ کند چوں مہرباں باشد دوست

ترجمہ:۔ دشمن کیا کر سکتا ہے اگر دوست مہرباں ہووے۔

Scanned with CamScanner

سلطان محمود غزنوی کا بھانجہ کے دیدار کیلئے اجمیر آنا بعدازاں متھرا اور قنوّج کی جانب لشکر اسلام لے کر متوجہ ہونا

الغرض سالار سیف الدین وسالار رزنگی نے رائے اجیپال کو راہ راست پر آنے کی بہت کچھ ہدایت کی مگر وہ راستی کے پلّہ پر نہ آیا۔ اور انتہائی کفر کے باعث کوئی صحیح اثر اس کے دل میں نہ ہوا۔ بلکہ اطراف اجمیر کے کفاران کے پاس فرار کر گیا اور وہاں ان لوگوں کو ورغلانا شروع کیا کہ ملک کو بادشاہ ویران و برباد کیے دیتا ہے۔ سالار ساہو وسالار رزنگی اس کی کوتہ اندیشی سے تنگ آگئے۔ مجبوراً واقعہ سے بادشاہ کو اطلاع دی۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے اپنا لشکر تیار کر کے ہندوستان کی طرف رخ کیا۔ سالار ساہو وسالار رزنگی ومظفر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ استقبال کیا۔ بادشاہ کو اوّل اجمیر میں لائے، سالار مسعود کو بادشاہ نے اپنی نظروں سے ملاحظہ فرمایا اس کے بعد جملہ اقسام کی چیزیں، نقد وجنس بادشاہ کے سامنے آنے لگیں جس کو بادشاہ نے سالار مسعود کو دے دیا۔ بادشاہ جب تک اجمیر میں مقیم رہا ایک ساعت سیدنا سالار مسعود کو اپنی نظر سے علیحدہ نہیں ہونے دیا۔ اس کے بعد لشکر بہ لشکر آراستہ کر کے متوجہ قنوج ہوا۔ سالار ساہو وسالار رزنگی پہلوان لشکر ومظفر خاں کو فوج تیار رکھنے کیلئے روانہ کیا۔ وہ متھرا میں آئے، متھرا میں گویا کفر کی کان تھی۔ بہت بڑے بڑے معبدگاہ اہل ہنود کے تھے۔ اس کے بعد اس نواح میں جس جگہ زمیندار کافر و سرکش کو دیکھا اور سنا ان کو تخت وتاراج کیا اور رائے اجیپال والی قنوج کی طرف توجہ فرمائی، وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر وہاں سے فرار ہو گیا۔

چنانچہ یہ واقعات تواریخ روضۃ الصفا میں مفصل تحریر ہیں کہ جب سلطان محمود جنگ ولڑائی سے فارغ ہوئے تو ایام سرما میں اپنے لشکر کو تکان سفر سے آرام کرنے کا حکم دیا اور موسم بہار میں براہ راست شبانہ روز سپاہ خاص کو روانہ کیا اور بیس ہزار مرد واقعہ طلب تبت میں رائے کی لڑکی کے واسطے کہ وہ جادوگر تھی اور جنگ کے ارادے سے بادشاہ کے آنے کی منتظر بیٹھی تھی، قنوج کی طرف

روانہ ہوئے۔ اکثر لوگوں کے درمیان مشہور ہے کہ قنوج میں کسی بادشاہ نے قبضہ نہ پایا مگر گشتاسپ
کہ بہت بڑا بادشاہ وقت تھا، چنانچہ واقعات ملک گیری اسفندیار میں ذکر آیا ہے اور سکندر نامہ سے
بھی معلوم ہوتا ہے کہ سکندر بادشاہ روم سے قنوج تک آیا تھا۔ رائے والی قنوج کی لڑکی کو پکڑ لے
گیا تھا۔ لیکن اُمّت حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں سلطان محمود سے
پہلے اور کوئی دوسرا بادشاہ قنوج میں نہ آیا تھا۔ غزنی سے قنوج تک تین مہینہ کا راستہ ہے، الحاصل
جب سلطان محمود اطراف کشمیر میں پہونچا تو وہاں کا راجہ بادشاہ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا، اہل
اسلام اس وقت تک اس جگہ پر پہونچ چکے تھے جو تمام اہل ہند کا درمیانی حصہ ہے۔ اس سے مراد شہر
متھرا ہے۔ کیونکہ مکرر اس کا ذکر آیا ہے اسی جگہ معبد کفار نہایت بہترین دیکھنے میں آئے اور جملہ
عمارات اس شہر کی ایک ہزار مکانات کی تھی۔ جو سیاہ و سفید پتھروں سے بنے ہوئے تھے اور
بُت خانہ ہائے جواہرات و موتیوں سے اس قدر بنے ہوئے تھے کہ شمار میں نہیں آتے تھے۔

ان عمارتوں کو دیکھنے کے بعد سلطان محمود نے اطراف غزنی میں احکام جاری کئے اور اس میں
تحریر کیا کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ مثل یہاں کی دوسری عمارت بناوے تو عمارت پر ایک لاکھ دینار
اور موتی خرچ کرے گا تو چالیس سال میں عمدہ کاریگران کی کوشش سے بنا سکتا ہے اور جملہ بُت خانوں
میں جس قدر صنم ہائے طلائی بنے ہوئے ہیں اور انکی ہر ایک آنکھوں میں یاقوت جڑے ہوئے ہیں
کہ اگر اس کو بادشاہوں کے سامنے بیان کیا جاوے تو بغیر دیکھے ہوئے پچاس ہزار دینار کو وہ خرید لے
اور ایک دوسرا بُت ایسا ہے کہ جو سونے اور نہایت بیش بہا موتی سے بنا ہوا ہے کہ جو چار سو مثقال
(یعنی ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے) وزن کے برابر ہوگا۔ ایسے بُت تین سو سے زیادہ
تھے پس بادشاہ نے کہا کہ جب تک ان بُت خانوں کو آگ لگا دی جاوے اور میں قنوج کی طرف
متوجہ ہوتا ہوں اور اپنی بہت بڑی فوج کو پیچھے چھوڑ دیا کہ جس کی وجہ یہ ہے کہ اجیپال راجہ
میری تنہائی دیکھ کر اپنی جگہ مقیم رہے اور بھاگنے کو ننگ و عار سمجھے۔ ایسا معاملہ ہندوستان کے بادشاہ
تھا۔ اس عنوان سے بادشاہ جس قلعہ و قصبہ میں پہونچا اس کو تباہ و برباد کیا۔ ادھر اجیپال خبر مذکور پا کر جنگ
و مقابلہ کرنے کیلئے اپنے مکان سے باہر آیا۔ بادشاہ بتاریخ ۱۸، ماہ شعبان المعظم ۴۰۵ھ فتحیاب
ہوا۔ اور دریا کے کنارے پر سات قلعہ دیکھے کہ ہر قلعہ ان میں سے آسمان کی بلندی کے برابر ہے

اس میں قیام کیا اور وہاں دس ہزار بُت خانے پائے۔ اور ہندوؤں کو بے حد ان بُتوں سے معتقد پایا۔ اس قلعہ کے رہنے والے ان بُت خانوں کی تعمیر ہونے کی تاریخ ساٹھ ہزار سال پہلے سے بتلاتے ہیں یہ انتہائی مبالغہ آمیز بات ہے۔ المختصر اجیپال کے ہمراہی مردمان ان سب واقعات کو دیکھتے تھے۔ پس قلعہ کے رہنے والے دروازہ بند کر کے اپنا طریقہ کفر ظاہر کرنے لگے۔ مگر بادشاہ نے ایسی کوشش وتدبیر کی کہ ایک ہی دن میں ساتوں قلعے فتح کر لئے، بے شمار آدمی قتل ہوئے اور بہت مال غنیمت بادشاہ کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد پھر چندر پال کے قلعہ کی جانب لشکر بھیجا اس کے ملک اور فوج کی کثرت دوسرے اندازہ نہیں کر سکتے۔ جب چندر رائے و چندر پال نے لشکر اسلام کی سختی کو دیکھا قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے بادشاہ کے لشکر نے ان کا پیچھا کیا۔ بہت مال اور بہت سے ہاتھی قیمتی پائے جن پر شاہی ملازمان نے تصرف کیا۔ بادشاہ نے تھوڑے دن چندر پال کے قلعہ میں قیام کیا، اگرچہ چندر پال بذات خود کثیر خزانہ و بہت ملک رکھتا تھا لیکن منہ موڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ راتوں رات دونوں لشکر اسلام نے تین شبانہ روز تک پیچھا کیا اور کافروں کو خوب قتل کر کے ان کے ہتھیار و مال لے لئے اور رائے چندر پال کے خزانے سے مبلغ تیئیس ۲۳ ہزار دینار بادشاہ کو بھیجے۔

سلطان محمود کا ہندوستان سے واپس ہو کر غزنی میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر فرمانا

۴۰۵ھ میں سلطان محمود جب ہندوستان سے واپس ہوئے غزنی میں جامع مسجد کی بنا ڈالی اور قریب اس کے عالی شان مدرسہ بنایا۔ اور اس میں ہر علوم کی عمدہ عمدہ کتابیں رکھوائیں تاکہ ہر آدمی اس کو پڑھ کر فائدہ اٹھاوئے صاحب تواریخ محمودی لکھتے ہیں کہ بادشاہ ہندوستان سے جنگ کر کے فراغت پائی اور غزنی واپس ہونے لگے تو سالار ساہو پہلوان لشکر و سالار زنگی نے چاہا کہ ہم بادشاہ کی خدمت میں رہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ ملک جو تمہیں دونوں بھائیوں کا فتح کیا ہوا ہے اس ملک کا ریاست دار میں تمہیں کو قرار دیتا ہوں۔

لاہور کے قریب سالار ساہو کو خلعت خاص و پندرہ عراقی گھوڑے و سالار زنگی کو خلعت خاص و سات عراقی گھوڑے مرحمت کئے اور ہر دو امیروں کو رخصت کیا۔ سالار مسعود کے حق میں بادشاہ کی بے حد توجہ و رعایت رہتی تھی اور مظفر خاں کو بھی خلعت و عمدہ گھوڑے دے کر سالار ساہو

وسالار زنگی کے ہمراہ کر کے تاکید کی کہ ہر طرح ان کا خیال رکھنا اور مطیع رہنا۔ الغرض سالار سا
وسالار زنگی اجمیر میں آئے اور یہاں قدیم وجدید ملک میں رعایا کی تسلی ومظلومان کی تشفی کے لئے
جابجا افسران مقرر کئے اور اجیپال کیلئے ہر سال تحفہ بھیجنا مقرر کیا بشرط قبولی خدمت قنوج آیا
کرے اور خود باحشمت وشوکت اجمیر میں بیٹھ کر بہ نیابت سلطان محمود بائیش وعشرت ہندوستان
کی حکومت کرنے لگے۔

سیّدنا سالار مسعود استاذ کی بارگاہ میں

جب عمر سالار مسعود کی چار سال چار ماہ چار دن کی پہونچی ان کو حضرت میر سید ابراہیم کے
پاس بھیجا کہ بسم اللہ شروع کراویں اور چند ہزار ٹنکہ اور چار گھوڑے مع خلعت میر مذکور کی نذر میں بھیجا
جس طرح سے کہ انعامات وخیرات پیدائش کے وقت دیئے گئے تھے اس سے زیادہ حق تعالیٰ نے ان
علم لدنی عطا فرمالیا۔ ابھی دسویں سال کو نہیں پہونچے تھے اکثر علوم صوری ومعنوی اوپر ان کے ظاہر ہونے
لگے اور دس بارہ سال کی عمر تو عبادت حق تعالیٰ میں مصروف رہتے تھے اور تمام اوقات باطنی اشغال
میں بسر کرتے تھے اور ایک منٹ کے لئے بھی کوئی حجرے سے باہر نہیں آتا تھا۔ جس سے فقرائے اہل
نفس حسرت کرتے تھے۔ البتہ بعد ادائے نماز چاشت باہر آتے اور کامل فقراء وعامل علماء کی صحبت
رکھتے تھے اور کھانا انہیں لوگوں کے ساتھ کھاتے تھے۔ اور بعد ادائے نماز ظہر دیوان خانے میں آتے
تھے۔ رجب سالار رہیلہ جن کا نام عجب سالار غازی تھا۔ غزنی سے ہمراہ ستر معلی اجمیر میں آئے
تھے۔ عمر رجب سالار رہیلہ غازی کی اس وقت بائیس سال کی تھی سالار مسعود غازی اور دیگر امراء بادشاہ
کے لڑکوں سے جو سب باہم ہمسن تھے جمع ہو کر رجب سالار سے شکار سواری سیکھتے تھے اور کبھی تیر
اندازی ونیزہ بازی میں مشغول ہوتے تھے اور کبھی میدان جنگ میں کھیلتے تھے۔ الغرض جہاد اکبر
جہاد اصغر کے جملہ کاموں سے ہر طریقہ پر آراستہ وپیراستہ ہو گئے تھے اور اس صحبت میں جملہ اقسام کے
تذکرات مثل علمی مسائل بہ نکتہ بینی وشعروں کا پڑھنا وامور سلطنت وبادشاہ وامراء وفوج وعلماء کے ساتھ
برتاؤ وعمل اختیار کرنے کے اصول وفقراء ومساکین کے ساتھ سلوک کرنے کے ہوا کرتے تھے اور کوئی
صلاح وگفتگو سوائے تذکرات بالا کے دوسری نہیں ہوتی تھی۔ اور جملہ حاضرین صحبت بھی کم

دوسری بات کے تذکرات نہیں آنے دیتے تھے سالار مسعود غازی بہت بڑے بلند ہمت اپنے گروہ میں تھے اور اسی طرح رجب سالار ہٹیلہ غازی بھی تھے۔ اس زمانہ میں تمام آدمی ان کو حاتم ثانی کہتے تھے کہ ان کی خدمت میں آتا تھا ممکن نہ تھا کہ اس کو کوئی چیز نہ دیویں خواہ روپیہ خواہ خلعت خواہ گھوڑا خواہ تلوار و خنجر۔ غرضیکہ اس کی ضرورت آئندہ کے موافق ایک چیز دیتے تھے ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

سیّدنا سالار مسعود غازی بارگاہ ربّ ذوالجلال میں

سالار مسعود ظاہر و باطن میں یکساں صاف دل رہا کرتے تھے اور باطناً صفائی و پاکیزگی کیساتھ شغل الٰہی سے کام رکھتے تھے اور ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔ اکثر نماز غسل کر کے ادا کرتے تھے اور اپنے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ پر بستر صاف رکھتے تھے اور عمدہ کپڑے پہنتے تھے، عطر بہت لگاتے تھے، پان بہت کھاتے تھے اور ہزار ہا آدمی جوان فرشتہ خصلت ولائق زمانہ آپ کی خدمت میں رہتے تھے اور آپ کے اس طریقہ کو جو شخص آکر دیکھتا حیران رہ جاتا اور کہتا کہ سلطان اسلام کون ہے اور جس شخص نے جمال یوسفی سالار مسعود حسن و جمال نمک داودی رجب سالار ہٹیلہ غازی دیکھا عاشق ہوا نیک سلوک اور افعال پسندیدہ جب تک آپ زندہ رہے کرتے رہے۔ اور آج بھی ظاہری نگاہوں سے روپوش ہو کر خلق کثیر کو اپنے جام نورانی سے مستفیض فرما رہے ہیں اور بہرائچ شریف کے چپہ چپہ پر آپ کے اخلاص کی مہر ثبت ہے نیز فرزندان توحید کے لئے کہف امان ہے اور صاحب نظر یہ کہتے ہیں

آنکس کہ جمال مصطفےٰ رابیند — شک نیست کہ اہل صفا رابیند
ایں ست کمال مرد در راہ یقیں — در ہر چہ نظر کند خدا را بیند

داستان سوم در بیان واپسی سالار ساہو وسالار زنگی سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی بطرف غزنی ودشمنی کرنا حسن میمندی کا سالار مسعود غازی رجب سالار ہٹیلہ غازی سے سومنات کے بُت کے سبب، سالار ساہو کاہلیر کی جنگ میں

جب سالار زنگی وسالار ساہو نے دس سال کی مدت میں اکثر ممالک ہند کو فتح کیا اور قبضہ کیا اور کفاران کی طرف سے اطمینان ہوا بغیر خطرہ خراج یعنی مالگذاری آنے لگی سلطان محمود اس زمانہ میں ملک خراسان تشریف لے گئے تھے۔ کفاران نے جو پہاڑ پر رہتے تھے باہم صلاح واتفاق کر کے اطراف کاہلیر[1] کو تباہ وبرباد کیا۔ حاکم کاہلیر نے اصل حالات تحریر کر کے درخواست بادشاہ کو بھیجی۔ بادشاہ نے پہونچتے ہی اس درخواست کے ایک سخت حکم بنام سالار ساہو وسالار زنگی نافذ فرمایا کہ نصف لشکر برائے حفاظت اطراف اجمیر چھوڑ دو اور خود نصف لشکر لے کر جنگ کرنے کے لئے کاہلیر جاؤ اور کافروں کی ایسی گوشمالی کرو کہ پھر دوسری مرتبہ ایسا کرنے کی ہمت نہ کریں میں خود اس وقت جنگ میں مصروف ہوں ورنہ میں خود ہی پہونچتا اور وہ حصہ کاہلیر جو کشمیر پہاڑ کے دامن میں واقع ہے اس کے بیچ میں قلعہ جو بہت بلند ہے، رائے کلچند جو ملک ومال لشکر پر اپنے گھمنڈ رکھتا ہے اس کو قبضہ میں لاؤ پھر ۴۰۵ھ ہی میں سلطان محمود بھی قنوج کی طرف متوجہ ہوئے اور اطراف کشمیر میں پہونچے۔ اس زمانہ میں ہزاروں کوشش وانتظام سے قلعہ رائے کلچند کو فتح کیا اور اپنے گماشتے خود بٹھلائے۔ واقعات فتحیابی قلعہ مذکور وقتل ہونا رائے کلچند کا مع پچاس ہزار لشکر کے تواریخ روضۃ الصفا میں مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ اس مختصر کاغذ میں گنجائش نہیں ہے۔ القصہ سالار ساہو پہلوان فوج ہر وقت وہاں پہونچاتے رہے۔ وسالار زنگی وسیّد ابراہیم

[1] کاہلیر اطراف کشمیر میں ایک پہاڑی آبادی ہے۔ رائے کلچند کاہلیر کا خود مختار راجہ تھا۔

و مظفر خاں و دوسرے رؤساء معتمد کہ جو سرحد میں تھے سالار مسعود و سالار رجب ہٹیلہ کے پاس چھوڑا بادشاہ بھی پے در پے کوچ کرتے ہوئے کاہلیر کی طرف پہونچے تھے وہاں کافران بے حد و بیشمار جمع تھے۔ اطراف کاہلیر کو خاک و برباد کر دیا وہاں کا حاکم تاب نہ لایا کافروں کا قلعہ بندر ہتا تھا۔ کافروں کا ملک غارت کر کے رخ گھروں کی طرف کیا۔ سالار ساہو پہلوان بھی وہاں پہونچ گئے اور سالار رزنگی پہلوان بھی کافروں سے مقابلہ کرتے رہے۔ کئی روز مسلسل جنگ کے بعد لشکر اسلام کو فتح ہوئی کافران شکست کھا کر بھاگ نکلے اور مختلف مقام پر چھپ گئے۔

چنانچہ چالیس سے زائد کفاران قید اسلام میں آئے اور کئی ہزار قتل ہوئے اس لڑائی میں بہت بڑی فتح ہوئی۔ سالار ساہو پہلوان و سالار رزنگی پہلوان نے کاہلیر میں آکر فتح نامے لکھے اور اطراف میں بھیجے۔ بادشاہ بھی بہت خوش ہوئے اور اسی وقت فرمان بدستخط خاص صادر فرمایا کہ میں نے حکومت کاہلیر تم دونوں بھائیوں کو انعام میں دیا اس مقام پر اپنے واسطے گھر بنالو اس طرح سالار ساہو و سالار رزنگی پہلوان کے لئے کاہلیر کی اقامت تجویز ہوئی۔

سیّد سالار مسعود غازی کا کاہلیر کی طرف جانا اور شیوکن کی زہریلی مٹھائی سے محفوظ رہ کر شان عارفانہ ظاہر فرمانا

کاہلیر کی فتح کے بعد ایک قاصد سالار مسعود غازی و رجب سالار ہٹیلہ غازی کے لانے کیلئے اجمیر روانہ کیا گیا کہ نور دیدہ مع اپنی والدہ کے میرے پاس آویں۔ اجمیر کے اطراف کے امیر لوگ کہ جو تابع جمال سالار مسعود تھے خوش ہوئے۔ دوسرے دن مع اپنی والدہ و دیگر اشخاص و رجب سالار ہٹیلہ غازی و نیز چند ہزار سواران پاس بیٹھنے والے و مثل ستاروں و چاند لازوال کے تھے کاہلیر کی طرف متوجہ ہوئے منزل بمنزل شکار کھیلتے ہوئے گئے۔ اور قصبہ راول میں پہونچے شیوکن خسر پورہ جو زمیندار قصبہ کا تھا اور حسن میمندی کا رشتہ دار لگتا تھا۔ سلطان الشہداء سالار مسعود کے استقبال کے واسطے آیا عرض کی کہ بندہ کو سرفراز کیجئے، آج بندہ کے گھر مقام فرمایئے کہ جس میں جملہ زمینداروں کے درمیان بندہ کی عزت ہووے ایسا اتفاق کہ بدنہادی شیوکن کی

پیشانی سے ظاہر تھی سالار مسعود غازی نے کسی طرح کچھ قبول نہ کیا۔ کہ اس کافر دغاباز کے گھر میں قیام کریں۔ اپنے دستور کے موافق قصبہ کے باہر قیام کیا پھر شیوکن نے عرض کی کہ کھانا خدمت گاروں کے واسطے میں حاضر کروں۔ سالار مسعود غازی ور جب سالار رہیلہ غازی نے فرمایا کہ میں موافق سنت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہندو کے گھر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ بہت ہی عرض ومعروض کے بعد بھی سالار مسعود نے شیوکن کی آرزو کو ٹھکرادیا اور کھانا قبول نہ فرمایا تو پھر بصد اور کہا تھوڑی سی مٹھائی قبول فرمالیں اور اس غلام کو عزت بخشیں۔

آخر کار شیوکن نے دوسو من مٹھائی طرح طرح کے قسموں کی منگوائی اور قسم اوّل کی مٹھا سالار مسعود غازی ور جب سالار رہیلہ غازی کے واسطے لایا اور ان تمام مٹھائیوں میں زہر ملا ہوا سالار مسعود غازی ور جب سالار رہیلہ غازی نے نور ولایت سے معلوم کر کے کل مٹھائی اپنے باور چی کے حوالے کر دی اور تاکید فرمائی کہ کوئی شخص اس مٹھائی کو نہ کھاوے شیوکن کو خلعت دے کر رخصت فرمایا۔ اور وہاں سے کوچ کر کے دوسری منزل میں آئے ملک نیک بخت نے فرمایا کہ جو شیرینی شیوکن لایا تھا وہ حاضر کرو۔

رجب سالار رہیلہ غازی نے فرمایا کہ اوّل کتوں کو دی جائے بعد ازاں خرچ کیجاوے، شکاری کتوں کو اپنے سامنے بلوایا اور مٹھائی جو اوّل قسم کی تھی کتوں کو دی۔ بفور کھاتے ہی مٹھائی تمام کتے اس کے زہر سے مر گئے۔ سالار مسعود غازی ور جب سالار رہیلہ غازی جہاں بہت سے لوگ جمع تھے تشریف لائے اور اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ وہ مردک کافر مجھکو بھی ظاہر بیں آدمی خیال کر کے دھوکہ میں لانا چاہتا تھا۔ تمام لوگ جمع شدہ اس کرامت سالار مسعود ور جب سالار رہیلہ غازی سے متحیر ہو کر زمین پر سجدہ میں گر گئے اور تعریف کرنے لگے۔ رجب سالار رہیلہ غازی نے کہا کہ کیا غضب ان کافروں نے میرے ساتھ کیا ہر جب سالار رہیلہ غازی کے دماغ میں غیرت حیدری کچھ ایسی موجزن ہوئی کہ فوراً قسم کھائی انشاء اللہ تعالیٰ کافر مردود کا سر تن سے جدا کروں گا میرا نام رجب سالار رہیلہ غازی ہے۔ اور اس کافر کو یقین ہووے کہ فرزند اسد اللہ الغالب ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا۔ الغرض یہ خبر ستر معلی کے پاس پہونچی وہ زار وقطار رونے لگیں کہ خداوندا کیا غضب ہو گیا کہ مردود کافروں نے میرے بچوں کے ساتھ دغا کی۔ سالار مسعود غازی کو اپنے پاس بلا کر

گود میں بٹھایا اور فقراء و مساکین کو بہت زیادہ صدقہ دیا۔ رات گذری صبح کے وقت کوچ ہوا۔ رجب سالار غازی نے سالار مسعود غازی سے عرض کی کہ آج کے دن یہاں قیام فرمایئے۔ ہر دو سرداران سالار مسعود غازی ور جب سالار بہلیہ غازی راستہ میں باہم گفتگو و صلاح کرتے گئے واسطے کافروں کے قتل کے بالآخر سالار مسعود غازی نے رائے مذکور کو منظور کیا اور بہت خوش ہوئے سالار مسعود غازی نے اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آ کر عرض کی کہ آج کے دن یہاں قیام فرمایئے، یہاں شکار گاہ خوب ہے اور میں شکار کھیلنے ہی آیا ہوں۔ الغرض سلطان الشہداء سالار مسعود غازی ور جب سالار غازی مع چند ہزار جوانان نو عمر فرشتہ صورت جان دینے والے کھلاڑی کے قصبہ راول کی طرف متوجہ ہوئے اور شیو کن کی خبر لانے کے لئے کہ وہ کس حالت میں ہے جاسوسوں کو مقرر کیا اور خود بدولت قریب قصبہ مذکور پہونچے جاسوس خبر لائے کہ شیو کن ٹھاکر بت خانہ میں پرستش کر رہا ہے۔ اسی جگہ سے گھوڑے دوڑا دیئے کافروں کو بھی خبر ہو گئی وہ بھی قصبہ مذکور سے برآمد ہو کر جنگ کرنے لگے۔ جوانان جانباز اپنی تلواریں بلند کر کے ہر طرف پروانہ کے مانند دوڑنے لگے، کفار مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور فرار ہوئے غازیان و بہادران اسلام ان کے ہر ایک گلی میں نظر آتے تھے۔ چند کافروں کو تلوار کے نیچے لائے، رجب سالار بہلیہ غازی نے شیو کن مردود کو گوشہ کمان سے زندہ پکڑا اور بخدمت سالار مسعود لائے۔ سلطان الشہداء سالار مسعود نے فرمایا کہ اے شیو کن کافر نالائق! نہیں جانتا تھا کہ ہم فرزندان اسد اللہ الغالب ہیں پھر حکم دیا کہ اس کافر کو معہ عورت و بچوں کے باندھ کر لشکر میں لے جاؤ اور تمام شہر کو تاراج کر دو۔ شعر

رجب سالار شہے رو ردست — مرد در حرب حریان کرد پست

رجب سالار بہلیہ بہت بڑے زبردست بادشاہ ہیں — لڑائی میں مرے اور لڑنے والوں کو زیر کیا

القصہ: شیو کن کو معہ عورت و بچوں کے باندھ کر لشکر گاہ میں لائے۔ اوّل کرامت و فتح سالار مسعود غازی کے نام سے دوسرے بنام سالار رجب بہلیہ غازی اس طریق سے نصیب ہوئی۔ شعر

صوری ز خود خواہ فتح از خدا — کہ لشکر بدیں ہر دو ماند تمام

اور ستر معلی نے حکم دیا کہ شادیانہ بجادیں اور صدقہ بہت دیا اور سالار مسعود غازی نے جملہ لشکروں کو گھوڑے و خلعت و زر نقد عطا فرمایا۔ اس زمانہ میں سالار مسعود غازی کی عمر بارہ ۱۲ سال کی تھی۔ الغرض دوسرے دن ان واقعات کو لکھ کر سلطان محمود کے پاس روانہ کیا اور سالار مسعود غازی نے معہ اپنے لشکر کے کاہلیر کی طرف کوچ کیا۔ اس زمانہ میں رجب سالار چوبیس ۲۴ کے تھے۔ تواریخ محمودی نے اس کا مفصل ذکر کیا ہے۔

القصہ سالار مسعود غازی ورجب سالار بہلیہ غازی کے قاصدان کے پہونچنے سے پہلے مسمّی رائے نرائن برادر شیو کن نے بمشورہ وزیر حسن میمندی بخدمت سلطان محمود پہونچ کر فریاد کی کہ میرے بھائی شیو کن کو معہ زن و بچے کے سالار مسعود غازی ورجب سالار بہلیہ غازی باندھ کر لے گئے ہیں اور قصبہ راول کو تباہ و برباد کر دیا۔ بادشاہ یہ واقعہ سن کر حیران ہوا عین اسی وقت تحریری واقعات مرسلہ سالار مسعود غازی ورجب سالار بہلیہ غازی بھی پہونچ گئے اور شیو کن کی نمک حرامی ظاہر ہوگئی۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے سالار مسعود غازی ورجب سالار بہلیہ غازی کو خط بطور فرمان تحریر فرمایا کہ آں فرزند کی تحریر آنے سے پہلے یہاں دوسرے نے اس طریق پہ واقعہ سے اطلاع کی تھی قید میں قصوروار کی کافی طور پر نگہداشت رہے ہیں اپنے سامنے تحقیق کر کے سزا دوں گا فرمان مذکور پڑھ کر سالار مسعود غازی ورجب سالار بہلیہ غازی بہت خوش ہوئے اور وزیر حسن میمندی کے گھر میں بہت افسوس ہوا اور ملال ہوا اور کہا کہ نفاق پوشیدہ ظاہر ہوگیا۔

القصہ جب ایک کوس کا فاصلہ کاہلیر کا باقی رہا سالار ساہو و سالار زنگی پہلوان کو خبر ہوئی اپنے فرزند کے شوق دیدار میں بے اختیار برائے استقبال خود آئے۔ جیسے ہی نظر سالار ساہو پہلوان و سالار زنگی پہلوان پر سالار مسعود کی پڑی گھوڑے سے اتر کر مانند مور سلیمان اپنے باپ کی قدم بوسی پر متوجہ ہوئے۔ سالار ساہو و سالار زنگی بھی گھوڑے سے اترے سالار مسعود غازی کو گود میں لیا۔ بعد ازاں جامہ بادشاہی پہنایا اور سر پر کلاہ مرصع و مطلل رکھا اور کمرہ بند طلائی باندھا اور گھوڑے پر سوار کیا۔ رجب سالار کو بھی گود میں لیا اور بہت عمدہ جامہ پہنایا، کلاہ مرصع سر پر رکھا کمر بند زریں باندھا اور خاص گھوڑا سواری کے واسطے مرحمت فرمایا اور باہم سب لوگ گفتگو کرتے ہوئے گھر آئے۔ راہ میں دونوں امیر فرشتہ شکل عراقی گھوڑوں پر سوار جو نہایت مظبوط و چالاک مثل ہرن کے دوڑنے والے

بجلی کی طرح چمکنے والے مانند طاؤس قدم بہ قدم طرارے بھرتے ہوئے آئے۔ اور بحالت سواری ہر چہار طرف متبسمانہ دنیا کا نظارہ فرماتے رہے اور چند آدمی حسن یوسفی دیکھ کر از خود رفتہ اور بالعموم لوگ متحیر تھے۔

مردی باید کہ باشد شہ شناس　　تا شناسد شاہ را در ہر لباس

مرد کو چاہیے کہ بادشاہ کا پہچاننے والا ہو　　کہ جس میں بادشاہ بھی اس کو پہچان سکے

المختصر ساہو سالار معہ سالار مسعود چند روز تک برابر ایک ساتھ خوش وخرم رہے اور سالار ساہو پہلوان صدقات وانعامات کافی دیتے رہے۔ سالار مسعود غازی محض بخاطر داری والدین بہ ظاہر دنیاداران ان کے پاس رہتے تھے مگر بہ باطن ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہا کرتے تھے تھوڑے دنوں کے بعد بفرمان سلطان محمود غزنوی غزنی روانہ ہو گئے۔

سلطان محمود غزنوی کا سومنات کی طرف متوجّہ ہونا اور سالار زنگی و اپنے بھانجوں سیّدنا سالار مسعود غازی اور رجب سالار رہٹیلہ غازی سے مشورہ طلب فرمانا

سلطان محمود ایک مدت دراز سے یہ ارادہ رکھتے تھے کہ نہروالا گجرات کی طرف چڑھائی کر کے بُت خانہ سومنات کو جو اہل ہند کا بہت بڑا معبد ہے برباد کیا جاوے۔ پس جیسے ہی بادشاہ جنگ خراسان سے فارغ ہوئے غزنی کی طرف پھرے حکم نامے بنام سالار ساہو و سالار مسعود و سالار زنگی علیحدہ علیحدہ جاری کئے کہ دوسرے معتمد آدمیوں کو قلعہ کاہلیر میں چھوڑ دو اور خود معہ فرزندان سالار مسعود غازی و دوسرے رجب سالار رہٹیلہ غازی میرے پاس روانہ ہو جاؤ۔ جب وہ لوگ خدمت میں پہونچے بادشاہ بہت مہربانیوں کے ساتھ پیش آیا۔ اور بالخصوص سالار مسعود و رجب سالار رہٹیلہ غازی کے ساتھ ایسی مہربانی ومحبت کی کہ ہر دو صاحبزادگان نازاں ہوئے بادشاہ نے سالار ساہو و سالار زنگی کو خلوت میں بلایا اور سومنات میں چڑھائی کرنے کے واسطے صلاح لی۔ انھوں نے عرض کیا کہ خداوند عالم کی مہربانی اور قہر سے کفاروں کے دل پر اتنا اثر جما ہوا ہے کہ کوئی شخص مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا ہے اس معاملہ میں جو آپ کی رائے ہے وہ بہتر

ہے۔ انتظام فرمایئے، فتح ونصرت آپ کے قدم چومے گی۔

اس گفتگو سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور یہ تجویز خواجہ حسن میمندی کے خلاف طبع ہو
بعد گفتگوئے بسیار یہ طے پایا کہ سالار ساہو وسالار زنگی کاہلیر کی طرف رہ کر فتنہ وفساد اہل
کو روکیں اور ہوشیار رہیں اور سالار مسعود غازی ور جب سالار رہلیلہ غازی معہ لشکر بادشاہ
ساتھ رہیں۔ بعد رخصت کرنے سالار ساہو وسالار زنگی کے لشکر جانب سومنات روانہ فرمایا س
مسعود ور جب سالار رہلیلہ کو ساتھ چند ہزار جوانان لشکر کے اپنے ساتھ قیام کے لئے کہا
اکثر لڑائیاں یہاں بھی ہوئیں۔ سلطان محمود اوّل ملتان میں آیا اور پھر لشکر سومنات کی طر
روانہ کیا۔ سومنات ہندوستان کے بہت بُت رہنے کی جگہ تھی۔ حضرت شیخ فریدالدین ع
قدس سرہٗ کا بیان ہے کہ سومنات موضع تھا اور جو بُت اس موضع میں تھا اس کا نام **لات**
چنانچہ فرماتے ہیں۔ شعر

یافتند آں بُت کہ نامش بود لات لشکر محمود اندر سومنات

پایا اس بت کو کہ نام اس کا لات تھا پس لشکر محمود اندر سومنات کے داخل ہو

چنانچہ مؤرخین کہتے ہیں کہ سومنات کا بت خانہ جو دریا کے کنارے تھا اور اہل
نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اس بت کی طاعت کے لئے وہاں آتے تھے اور دس ہزار بت خا
بڑے بڑے اس کے متعلق تھے۔ اور ہزارہا جواہرات وموتی اس جگہ چڑھتے تھے کہ اس کا عشر
بھی بادشاہوں کے گھر نہیں تھا۔ ایک ہزار آدمی جنیؤ پہننے والے اس بت خانے کے اندر عبادت
مصروف رہتے تھے اور ایک سونے کی زنجیر بوزن دو سو من وہاں لٹکی رہتی تھی اور کچھ لوگ گھنٹہ بجا
والے اور پانچ سو رنڈیاں ناچنے والیاں اور تین سو پتھر تراشنے والے ودوسرے ایک سو گانے وال
مقرر تھے اور سب لوگ تنخواہ اس بت خانے سے پاتے تھے۔ نہر گنگ جو دہلی اور قنوج
پورب طرف سومنات اور نہر گنگ کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے۔ اتنے ہی آدمی اس راستہ
بیٹھے ہی رہا کرتے تھے جو روزانہ دریائے گنگ سے تازہ پانی لا کر سومنات کو دھویا کرتے تھے۔

القصہ جب بادشاہ نے ۴۱۰ھ میں ملک ہندوستان کے اکثر بُت خانوں کو توڑا سومنا
کے معتقدین کہنے لگے کہ سومنات ان بُتوں سے رنجیدہ وناخوش ہے ورنہ بادشاہ کا لشکر ہلاک

دیتا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ نے کہا کہ اب تک لوگوں کا یہ خیال اب سومنات کو توڑ دینا چاہئے تا کہ خیال وو ہم اہل ہنود کا برطرف ہو جائے۔ پس سنہ مذکور بالا ہی میں بادشاہ ملتان سے سومنات کی طرف متوجہ ہوا۔ چونکہ پانی والا راستہ آنے کے لائق نہ تھا۔ لہٰذا خشکی کے راستے سے جو بہت جنگلی و خونخوار تھا روانہ ہوئے۔ راستے میں جابجا قلعہ بھی پائے گئے۔ خداوند عالم کے فضل و کرم سے قلعہ والے لوگ بھی استقبال کو آئے اور ملازمت بھی کرلی اور رہبری بھی کرتے تھے۔ غرض راستے میں جس قدر بُت خانے بادشاہ کو نظر پڑے سب توڑ ڈالے اور برباد کرتے ہوئے سومنات تک پہونچے وہاں دریا کے کنارے ایک بہت بڑا قلعہ دیکھا اور موج دریا اس قلعہ کی چہار دیواری تک پہونچتی تھی بہت سی خلائق سر اٹھائے ہوئے مسلمانوں کا طرز و انداز دیکھ رہے تھے اور معتقدان اہل ہنود اپنے بتخانوں میں کہہ رہے تھے کہ معبود میرے تمام لشکر اسلام کو ہلاکت میں ڈالدے اس موقعہ پر کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ شعر

اگر صد سال گبر آتش فروزد چو یک دم اندراں افتد بسوزد

الغرض دوسرے روز مسلمانوں کا لشکر پائے قلعہ تک پہونچا اور جنگ کرنے لگا جب رات ہوگئی لڑنے والے بہادران اپنے قیام گاہ پر آئے۔ دوسرے دن پھر قلعہ کی طرف خود ہی متوجہ ہوئے اور تمام غازیان محمودی نے بغیر پس و پیش یکبارگی اپنے کو قلعہ کے اندر پہونچادیا۔ کافروں کے پاس کوئی علاج نہیں رہا۔ دوڑتے ہوئے بُت خانے میں آئے، سومنات کو بغل میں لیا رونے لگے اور بت خانے سے دروازے پر آکر جانیں دے دیں۔ پچاس ہزار بلکہ اس سے بھی زائد ہندو لوگ قتل ہوئے باقی ماندہ کشتی پر سوار ہو کر بھاگ گئے۔ تواریخ محمودی سے صاف ظاہر ہے کہ محمود غزنوی نے سولہ حملہ سومنات پر کئے مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی، پھر سترہویں حملہ میں ربّ قدیر نے خواجہ ابوالحسن خرقانی کی نصیحت پر عمل کرنے پر کامیابی عطا فرمائی اور بادشاہ سترہویں حملہ میں سومنات کے اندر نظر آرہے تھے۔ اندر جا کر دیکھتے ہیں کہ جس گھر میں سومنات تھا وہ بہت لمبا چوڑا تھا اور اس میں چھپن کھمبے لعل و زمرد سے جڑے ہوئے نصب تھے۔

سومنات ایک بُت پتھر سے تراشا ہوا تھا، طول اس کا پانچ گز تھا جس میں دو گز زمین کے اندر گڑا ہوا تھا اور تین گز اوپر ظاہر میں تھا۔ بادشاہ خود بت خانہ میں آیا اور گرز اپنے ہاتھ میں لیکر سومنات

کو ملا اور وہ بہت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور کتنے ہی ہزار دینار سرخ شاہی خزانہ کو حاصل ہوا۔
جب سلطان نے دیکھا کہ ملک بہت بڑا ہے اور پہاڑ پر زر خالص یعنی سونے کی کان ہے اور ایسے جواہرات عمدہ کو جو دوسرے ملک میں نہیں ہیں اور یہاں بغیر مشقت و تکلیف ہاتھ آتے ہیں چلو کہ چند سال یہاں قیام کریں۔ اراکین شاہی نے عرض کیا ملک خراسان بہزار دقت و کوشش ہاتھ آیا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کو خالی چھوڑا جائے، اس ملک میں گھر بنانا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ بنا بر انتظام اس ملک میں کس کو چھوڑنا چاہئے۔ مددگاران حضرات نے کہا کہ اس ملک میں کسی شخص کا رہنا ممکن نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ خاندان میں جو ور شاہوں ان میں سے کسی کو اس ملک کے انتظام کے واسطے چھوڑنا چاہئے۔ اس مقام پر باتیں بہت ہیں کہاں تک لکھی جائیں۔ الختصر تسلیم نامی شخص کو جو اس مملکت میں نہایت کمترین بادشاہوں میں سے تھا اس کو قلعہ سومنات سپرد کیا اور اس کے اوپر مال گذاری مقرر کردی کہ سال بہ سال خزانہ سرکار میں داخل کیا کریں اور خود سندھ کی طرف سے براہ خشکی جنگل میں اسلامی لشکر کو لیکر اس مقام سے چلے۔
چنانچہ تاریخ فیروز شاہی کلاں میں بادشاہ کے بعد کا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جب بادشاہ نے انتظام کر کے براہ جنگل چلنے کی تیاری کی تو حکم دیا کہ ایک راہ بر یعنی راستہ بتلانے والا تلاش کر کے لایا جاوے لوگ ایک ہندو کو لائے اور اسکو پیش کیا۔ یعنی لشکر اسلام اس کے پیچھے روانہ کردی گیا۔ جب ایک دن رات برابر چلے تو وہ موقع ہوا کہ قیام کریں۔ اس موقع پر ہر چند تلاش کیا گیا کہیں پانی نہ تھا۔ یہ حالت بادشاہ سے ظاہر کی گئی حکم ہوا کہ اس ہندو راہ بر کو بلا کر حاضر کیا گیا فرمایا تو کس واسطے ایسے جنگل میں لایا کہ جہاں پانی و گھاس تک نہیں ہے اس ہندو نے جواب دیا کہ میں نے اپنے کو سومنات پر نچھاور و فدا کر دیا ہے اس لئے تم کو اور تمہارے لشکر کو اس جنگل میں لایا ہوں میں جہاں ایک قطرہ پانی نہیں ہے۔ حکم ہوا کہ اس ہندو کو دو ٹکڑے کر دیا جاوے اور سب لوگ اسی جگہ قیام کرو۔ جب رات ہوئی سلطان محمود اپنے خیمے سے باہر آیا منہ زمین پر رکھ کر بدرگاہ ذوالجلال والاکرام دعا میں مصروف ہوا جیسے ہی تھوڑی رات گذری تھی کہ یکایک اتر جانب لشکر سے ایک چمک ظاہر ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ سب لشکر اسی چمک کی طرف روانہ ہو لشکر چمک کے پیچھے روانہ ہوا جب صبح ہو گئی حق تعالیٰ نے لشکر اسلام کو منزل پر پہونچایا

کہ وہاں پانی تھا اور سب مسلمانوں نے بلا سے نجات پائی۔ خداوند کریم نے اس بادشاہ کو بہت کرامت عطا کی تھی۔ اس جگہ پر بادشاہ کی کرامت کو سمجھنا چاہیے۔

صاحب نفحات الانس لکھتے ہیں کہ جس وقت سلطان محمود سومنات کی لڑائی پر گیا تھا خواجہ ابوحسن چشتی بھی اس لڑائی میں بطور مددگار چلنا چاہتے تھے۔ چنانچہ خواجہ ستر سالکین و چند فقیروں کے ساتھ روانہ ہوکر اس جگہ پہونچے اور بنفس نفیس خود مشرکوں سے جو بتوں کے بندے تھے جہاد کرنے لگے۔ ایک روز مشرکین نے غلبہ کیا لشکر اسلام نے اپنے مقام پر آ کر پناہ لی قریب تھا کہ شکست ہو جاوے خواجہ ابومحمد چشتی کے قصبہ چشت میں بہت مرید تھے وہاں محمد کاکو نام کو خواجہ نے آواز دیا، دیکھا کاکو دروازہ پر اپنے حال میں مضطرب ہے اور جنگ کر رہا ہے محمد کاکو کو دیکھتے تھے کہ لاکھوں کافر پتھر دیوار پر مار کر بھاگ رہے تھے۔ اس واقعہ کو شیخ کاکو سے پوچھا گیا انھوں نے یہ حال بیان کیا کہ جس حق تعالیٰ نے بہ مثل ابومحمد چشتی عارف کامل کو بادشاہ کی امداد کے لئے مامور فرمایا تو پھر اس کے آگے پیچھے کون شخص مقابلہ کی تاب لا سکتا تھا۔

تواریخ محمودی میں لکھتے ہیں کہ چند دنوں کے بعد بادشاہ غزنی پہونچا اور بت سومنات کو جامع مسجد کے دروازہ پر ڈال دیا تا کہ مسلمان جب نماز کے واسطے جامع مسجد میں آویں تو اس بت کے سینہ پر پیر رکھتے ہوئے اس مسجد میں جاویں۔ جب یہ خبر کافروں کو پہونچی تو ان لوگوں نے قاصدوں کو خواجہ حسن میمندی وزیر کے پاس بھیجا کہ بت پتھر سے بنا ہوا ہے تمہارے کام نہیں آ سکتا ہے پس اس کا دو چند سونا مجھ سے لے لیا جاوے اور وہ بت مجھے دے دیا جاوے۔

خواجہ حسن میمندی نے بادشاہ کی خدمت میں یہ عرض داشت پیش کی کہ کفار دو چند سونا دیتے ہیں واطاعت قبول کرتے ہیں اگر صلاح حضور والا ہو تو سونا لے لیا جاوے اور بت واپس کر دیا جاوے۔

بادشاہ نے التماس خواجہ حسن میمندی کو منظور کیا کفار سونا لائے وہ خزانہ میں پہونچایا گیا۔

چند دن گذرے ایک روز بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھا تھا کہ کفاروں کے قاصد نے آ کر عرض کی کہ خداوند نعمت سومنات کے عوض ہم لوگوں نے سونا سرکار میں پہونچا دیا لیکن اپنی امانت یعنی بت سومنات کو نہ پایا۔ بادشاہ کو ان کا یہ کہنا اچھا نہ معلوم ہوا اور کوئی جواب نہ دیا اٹھے اور سالار مسعود اور رجب سالار رہیلہ کا ہاتھ پکڑ کر محل کے اندر لے گئے اور پوچھا کہ اے فرزندان سعیدان

تمہارے دل میں کیا آتا ہے بت کو ہم دیویں یا نہ دیویں سالار مسعود غازی ورجب سالار
غازی نے فوراً عرض کی کہ بادشاہ میرے جب کہ پروردگار عالم قیامت کے دن کرسی عدال
پر بیٹھے گا اور بلاوے گا کہ آزر بت خانے والے اور محمود بت بیچنے والے کو میرے سامنے
حاضر کرو۔ اس وقت کیا جواب دینا ہوگا، اس بات نے بادشاہ کے دل میں بہت بڑا اثر پیدا کیا
بادشاہ حیران ہوا کہا اگر اس بات کو میں مانتا ہوں ضرور عہد شکنی ہوتی ہے۔ سالار مسعود غازی ورجب
سالار ہٹیلہ غازی نے عرض کی کہ بت میرے حوالے کر دیا جاوے اور کافروں سے کہہ دیا جاوے
کہ سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی سے بت لے لو۔ بادشاہ نے اس کو پسند کیا اور
سے چلا گیا حسن میمندی وزیر کافروں کو ہمراہ لیکر بخدمت بادشاہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو
بت کافروں کو دے دوں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس بت کو سالار مسعود غازی ورجب سالار
غازی اپنے گھر لے گئے ہیں وہاں ان لوگوں کو بھیج دو کہ ان سے جا کر لے لیویں۔

خواجہ حسن میمندی نے سر جھکایا اور یہ کلمات پڑھے اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ
دو ضدیں پوری نہیں ہوتی ہیں، بہر حال کافروں سے کہہ دیا کہ بت سالار مسعود غازی ورجب سا
ہٹیلہ غازی کے پاس ہے وہاں جاؤ لے لو۔ کافروں نے دروازہ سالار مسعود غازی ورجب سا
ہٹیلہ غازی پر آ کر بت مانگا۔ رجب سالار ہٹیلہ غازی متحیر ہوئے، کچھ جواب نہ دیا خود اٹھ
سالار مسعود غازی کے گھر چلے گئے، ان کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی میں لے گئے صلاح کی کہ بت سومنا
کو توڑ کر صندل و چونہ و پان میں ملا کر ان کے آگے بھیج دیا جاوے اس میں آپ کی کیا رائے ہے
بات سالار مسعود غازی کو بہت پسند آئی اور سالار مسعود غازی نے ایسا ہی کیا۔

اوّلاً فرمایا کہ ان لوگوں کو اچھی طرح بٹھایا جاوے اور اس بت کو معہ کان ناک وغیرہ کے
مائدہ بنا کر صندل و چونہ و پان میں لگا کر ان کے آگے بھیجا جاوے۔ پس ان کافروں کی اس طرح
خاطر داری کی گئی۔ اور اس سے کفار اس وقت بہت خوش ہوئے، صندل ملا پان کھایا، تھوڑی دیر کے
بعد بت مانگا سالار مسعود غازی نے جواب دیا کہ میں نے بت تم کو دے دیا۔ وہ لوگ متحیر ہوئے
کہا کہ کہاں میں نے بت پایا۔ شاہ نیک بخت یعنی سالار مسعود غازی نے واقعہ جو کچھ تھا وہ کہہ
دیا کہ صندل و چونہ و پان میں تمہارا بت تھا۔ بعضوں نے قے کی اور بعض نے روتے پیٹتے ہوئے

حسن میمندی وزیر کے پاس گئے جو کچھ واقعہ تھا وہ پھر بیان کیا یہ سن کر حسن میمندی نے مثل سانپ کے بل کھایا اور کہا کہ بادشاہ ہمارا دیوانہ ہو گیا ہے جو نا تجربہ کار لڑکوں کی رائے پر کام کرتا ہے۔ محض تم لوگوں کی خاطر ہم بادشاہ کی وزارت چھوڑ دیتے ہیں تم لوگ ہمارے ساتھ چلو ہم بادشاہ کا ملک برباد کئے دیتے ہیں تاکہ بادشاہ کی آنکھ کھل جاوے۔

القصہ کفار اٹھے رؤسا و امراء کے سامنے گئے خواجہ حسن میمندی نے اس روز وزارت کا کوئی کام نہیں کیا اور بہت رنجیدہ رہا اور ارکین دولت بھی ساکت و خموش رہے۔ چنانچہ تواریخ فیروز شاہی کلاں میں سلطان محمود کا بیحد متردد و متفکر رہنا مقدم رکھا ہے ایک یہ کہ کفاران ہند کو محدود کر کے رائے اجیپال کے قلعوں کو معہ بتخانہ کے خراب و برباد کیا دوسرے لشکر نہر والا گجرات کی طرف گیا۔ یہ دونوں کام سالار ساہو غازی و سالار زنگی کے اشارے سے تھے۔ اور محض بت سومنات کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ کے مشورے سے تھا چنانچہ ذکر کیا گیا ہے کہ بادشاہ کے لشکر کے ہر دو امیران یعنی سالار ساہو و سالار زنگی سپہ سالار تھے ہر طرف سلطان محمود نے لشکر کشی کی۔ اور ایک ملک گیری یعنی ہندوستان کی تخیالی صرف سالار ساہو و سالار زنگی والے کے اعزا کی کوشش جانکاہی سے ہوئی اس لئے حسن میمندی نے اپنی ناقدری کا اندیشہ کیا اور فکر مند رہا کرتا کہ کس طرح سے ان لوگوں کو ملک سے نکال کر باہر کر دیا جائے اور ہر وقت فتنہ و فساد کی تدبیریں کرنے لگا اور بادشاہ بھی اس دشمنی سے حیرت زدہ تھا۔ ظاہر بھی سبب بنا سالار مسعود اور رجب سالار کا غزنی سے کوچ کرنے اور ہندوستان کی طرف توجہ کرنے کا مگر حقیقت میں خداوند قدوس کو ان لوگوں سے اپنے محبوب کے دین کی اشاعت کا کام لینا تھا اور یہ صرف بہانہ تھا۔

قصبہ ردولی سے دو افراد کا فریادی بن کر غزنی جانا اور سالار مسعود ور جب سالار کا مسلمانان ردولی کی مدد فرمانا

سید رکن الدین و سید جمال الدین عرب بطور فریادی ہندوستان کے قصبہ ردولی سے بادشاہ کے دربار میں پہونچے۔ ان کی فریاد نہ سنی گئی تب سید رکن الدین و سید جمال الدین نے قلعہ ہی میں خاک کا ڈھیر جمع کیا اور اس خاک میں کچھ ڈھونڈھنے لگے۔ ارکان دولت بادشاہ

نے پوچھا کہ خاک میں کیا گم ہو گیا ہے انھوں نے جواب دیا کہ بادشاہ گم ہو گیا ہے۔ انھوں نے یعنی ارکان دولت نے کہا کہ بادشاہ تو تخت پر بیٹھا ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ دو مرد فریادی ہندوستان کے قصبہ ردولی سے آئے اور خاک کا ڈھیر جمع کرتے ہیں۔ حسن میمندی وزیر آیا سید رکن الدین وسید جمال الدین کا ہاتھ پکڑا اور بادشاہ کے سامنے طلب کیا اس وقت بعد ادائے آداب عرض کی کہ رائے رول قصبہ ردولی میں چاہتا ہے کہ میرے عزیزوں کو بے حرمت کرے اور مسلمانوں کو ہلاک کر ڈالے کیوں کہ ہر چہار طرف کفار ہیں۔ سوائے حضور کی ذات کے اور کوئی دوسرا عالم پناہ دروازہ نظر نہیں آتا ہے کہ خدا کے واسطے اہل اسلام کو بچاوے، بادشاہ نے فرمایا کہ تم لوگ اطمینان رکھو انشاء اللہ میں مسلمانوں کی مدد کرتا ہوں۔

دوسرے دن بادشاہ نے دربار آراستہ کیا اور فرمایا کون ہے جو ان لوگوں کی مدد کو جائے اور شوکت اسلامی بلند کرے پھر کیا تھا رجب سالار ہٹیلہ غازی و سالار مسعود غازی نے مجلس میں حاضرین کو مخاطب کر کے اپنی پاکیزہ زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ حکم خدا یہی ہے کہ ملک ہندوستان جنت نشان کو میں اپنے قبضے میں لاؤں، بیڑا مجلس میں اٹھالیا پھر رجب سالار ہٹیلہ غازی نے کہا کہ سب جگہ شریعت محمدی جاری کر کے خطبہ سلطان محمود کے نام سے پڑھنا چاہئے۔ بادشاہ اس کلمہ سے خوش ہوا سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی بادشاہ سے رخصت ہوئے اور مسلسل کوچ و مقام کرتے ہوئے ردولی پہونچے اور ردولی پر چڑھائی کر دی رائے رول زمیندار قصبہ ردولی اوّل گھروں کو چھوڑ کر پشت مکان سے بھاگ نکلا۔ آپ نے سید رکن الدین اور سید جمال الدین کو قدیم جگہ ردولی میں بٹھا دیا اور پھر غزنی روانہ ہو گئے اور بادشاہ اسلام اس کی اطلاع دی بادشاہ بہت خوش ہوا۔ ردولی ضلع بارہ بنکی کا ایک قصبہ ہے جہاں شیخ وقت احمد عبدالحق آرام فرما ہیں۔

جیٹھ میلہ کے موقع پر ہونے والی بارات کی ابتداء ردولی شریف ضلع بارہ بنکی سے ہوئی

داستان چہارم بوجہ دشمنی حسن میمندی رخصت ہونا سالار مسعود غازی ورجب سالار غازی کا سلطان محمود سے واسطے آنے ہندوستان کے وپہونچنا ملتان وفتح کرنا دہلی کا اور دریائے گنگ سے اتر کر ستر کھ بارہ بنکی میں قیام کرنا اور اطراف سے فوج تیار کرنا

جس وقت دونوں شہزادے فتح رودلی کے بعد غزنی پہونچے حسن میمندی کی دشمنی میں اور اضافہ ہوگیا اور تدبیر زیاں سوچتا رہتا۔ ادھر بادشاہ کو فکر لاحق ہوئی اس کئے کہ بادشاہ اس کے طرز عمل سے بخوبی واقف ہوگیا تھا مگر بادشاہ ٹال رہا تھا اس وجہ سے کہ وہ پرانا وزیر تھا اور سلطنت کے کاروبار سے بخوبی واقف تھا۔ بہرنوع اس کی دل جوئی بہت کی مگر اکثر کفاران سرحد سے قول واقرار کرا کے اس نے اپنا اطمینان کرلیا تھا اور بادشاہ کی طرف سے رنجیدہ ہونے کی وجہ سے ہر طرف بنیاد شر پیدا ہی کرتا رہا۔ لیکن کسی طرح اس وزیر کی تسلی نہ ہوئی جس وقت بادشاہ اس کو دیکھتا مثل بل کھائے ہوئے سانپ کے متحیر پاتا اور یہ معلوم کرتا کہ سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی کے دیکھنے کی تاب نہیں لاتا ہے اور سالار مسعود وسالار رجب ہٹیلہ غازی بھی اسکی صحبت سے متنفر تھے۔ ایک روز بادشاہ نے سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ غازی کو تنہائی میں بلایا اور نہایت شفقت سے فرمایا کہ حسن میمندی بدنہاد ہے انتہائی شرمندگی اٹھانے سے میرے اور تمہارے ساتھ دشمنی کئے ہوئے ہے دوسروں کے ذریعہ سے فساد پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس سے میں خوب واقف ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ رفتہ رفتہ تھوڑے زمانے میں اس کو خدمت وزارت سے معزول کردوں۔ اور امیر حسنک میکائیل کو اس عہدہ پر مقرر کروں۔ اس وقت تم کاہلیز کی طرف جاؤ شکار کھیلو اور والدین سے ملاقات کرو۔ تھوڑے دنوں کے بعد ہم تم لوگوں کو بلالیں گے۔ میرے خیالات تمہارے

بارے میں پہلے ہی کے ایسے ہیں سالار مسعود غازی ور جب سالار رہلیلہ غازی روشن ضمیر تھے بادشاہ کی طبیعت کا حال معلوم کرلیا۔ رجب سالار رہلیلہ نے عرض کی کہ والدین کے پاس مجھ کو کیا کام ہے۔ اگر حکم ہو تو ہندوستان کی طرف جاؤں اور توحید کا ڈنکا بجاؤں اور اسلام کی آواز بلند کروں تا کہ وہاں خطبہ خداوند عالم کے نام کا پڑھا جاوے۔

بادشاہ کو یہ رائے اچھی لگی مگر بادشاہ نے کہا کہ اس مرتبہ تم لوگوں کا جانا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا یا اس مرتبہ فرزندوں کی جدائی شاق ہے تھوڑے دنوں کے لئے اپنے ماں باپ کے پاس چلے جاؤ، میں جلد بلوالوں گا۔ الغرض دوسرے دن سالار مسعود غازی اپنے مخصوص لشکر کے ساتھ مسلح ہو کر سلطان محمود کے پاس آئے، بعد ادائے آداب سلام شاہانہ رخصت مانگی۔ بادشاہ نہایت حیران ہوا اور بہت محبت ظاہر کیا اور کہا کہ یہ غیرت حیدری ہے جو سالار مسعود کے دماغ میں ایسی اثر کر رہی ہے کہ میرے اس طرح محبت کرنے کے باوجود اپنے دل میں جگہ نہ دی اور رخصت کے طلب گار ہو گئے۔ بادشاہ کا اتنا اصرار دیکھنے پر عرض کیا کہ چند روز سیر کر کے پھر خدمت میں پہونچوں گا۔

غرض بادشاہ نے ہر قسم کے خلعت خاص و پانچ گھوڑے عراقی و دو زنجیر مست ہاتھی مرحمت فرما کر رخصت کیا۔ ولیکن جدائی بہت رنجیدگی کا باعث ہوئی۔ پس خط بدستخط خاص بنام سالار ساہو پہلوان لشکر تحریر فرمایا کہ فرزند سالار مسعود کو تمہاری تسلی کے لئے اس جگہ بھیجتا ہوں ان کی دلجوئی بہت کرنا اور اپنے سامنے نگاہ بر نگاہ رکھنا چند روز میں بلوالوں گا۔ المختصر سالار مسعود غازی ور جب سالار رہلیلہ غازی مثل شیر و شکر بادشاہ کے سامنے سے نکل کر سوار ہوئے اور اس وقت شہر کے باہر قیام کیا اور شہر میں یہ مشہور ہو گیا کہ سالار مسعود ور جب سالار رہلیلہ غازی واسطے امداد دین محمدی و بت سومنات کافروں کے نہ دینے کے حسن میمندی نے ان کے اوپر اس قدر غصہ کیا کہ وہ ایک روز یہاں رہنا نہیں چاہتے ہیں اور اپنے جد امجد کی سنت پر عمل پیرا ہو کر دین محمدی کی اشاعت کے لئے گھر بار چھوڑ رہے ہیں۔ اس خبر کوچ کو پا کر اکثر خلائق شہر اور قرب و جوار کی سالار مسعود ور جب سالار رہلیلہ غازی سے ملنے کے لئے جانے وآنے لگی۔ دوسرے دن رجب سالار رہلیلہ غازی جو سالار مسعود غازی کے بھانجے تھے ساتھ تین گروہ ہزار سوار نیزہ دار

چمکتے ہوئے دو عصا بردار و دس جوڑ نقارہ و سات شہنائی تمام انتظام مراتب کے ساتھ دربار سلطان محمود میں آئے۔ اور رخصت چاہی بادشاہ نے خلعت خاص و دو گھوڑے عراقی ایک زنجیر مست ہاتھی و تلوار و اپنا پٹکا عنایت فرما کر رخصت فرمایا۔ اس وقت رجب سالار رہیلہ غازی نے بادشاہ سے کہا کہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے یہ اپنی گھوڑی (اسپ مادیہ نیلی) بھی مرحمت فرمایئے سلطان محمود نے گھوڑی بھی دیدی رجب سالار رہیلہ غازی نے اس گھوڑی کو لا کر سالار مسعود غازی کو دیدیا سالار مسعود غازی بہت خوش ہوئے۔ بادشاہ نے اسی وقت بدستخط خاص سالار زنگی پہلوان کو صادر فرمایا کہ فرزند رجب سالار رہیلہ کو اس جگہ تمہاری تسلی کے لئے بھیجتا ہوں اس کی دلجوئی بہت کرنا اور اپنے سامنے رکھنا۔ تھوڑے دنوں کے بعد میں بلوالوں گا۔ رجب سالار رہیلہ غازی بادشاہ کے سامنے سے نکل کر سوار ہوئے اور شہر کے باہر سید سالار مسعود غازی کے ساتھ قیام کیا پس کیا تھا تمام انسان آپ کا جمال جہاں آرا دیکھتے تھے، محبت والوں سے صبر ممکن ہی نہ تھا بلا لحاظ اجازت بادشاہ سے ملنے کے لئے ہر ایک بے اختیار سالار مسعود غازی رجب سالار رہیلہ غازی کی ہمراہی کرتا تھا۔

الغرض سالار مسعود غازی و رجب سالار رہیلہ غازی برابر کوچ و مقام کرتے ہوئے پورب کی طرف روانہ ہوئے۔ صاحب تواریخ محمودی لکھتے ہیں کہ گیارہ گروہ لشکر (۲۳ ہزار) سالار مسعود و رجب سالار رہیلہ غازی کے لشکر میں تھے۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ حضور ریاست عالی کی رکاب میں چودہ گروہ سواروں کے تھے اور گیارہ گروہ سواران سوائے شاگرد پیشہ ہمراہ سالار مسعود غازی و رجب سالار رہیلہ غازی گئے۔ و تین گروہ سواران رکاب میں حاضر ہیں اور جمال حسن یوسفی سالار مسعود و رجب سالار رہیلہ غازی کے دیکھنے کے لئے لوگ اس طرح مانند بجلی کے گئے ہیں کہ جیسے کبھی کسی کو کوئی فکر و خیال اپنا اور اپنے بال بچوں یا عزیزوں کا تھا ہی نہیں، اس موقعہ پر کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ قطعہ

آمد ز طلب دوست کہ مردانہ شدم — اول قدم از وجود بیگانہ شدم
او علم نمی شنید لب بر بستم — او عقل نمی خرید دیوانہ شدم

القصہ دونوں حضرات جب سالار ساہو و سالار زنگی پہلوان وستر معلی اور نور بی بی کے پاس پہونچے تو یہ سب لوگ از خود رفتہ و بے قرار کاہلیر سے برآمد ہو کر لشکر گاہ

سالار مسعود دور جب سالار رہلیہ میں آئے۔ والدین وہمشیرہ اپنے صاحبزادگان سے مل کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ رجب سالار رہلیہ وسالار مسعود غازی یہاں رہو، آپ نے اس کو منظور نہ کیا جب دیکھا کہ صاحبزادگان یہاں نہیں رہتے تو کہنے لگے کہ اگر چہ میں رہتا ہوں لیکن تم لوگوں کی محبت سے تمہارے ہمراہ رہوں گا۔ سالار مسعود دور جب سالار رہلیہ نے کہا کہ اگر میرے ساتھ آپ ہوتے ہیں تو بادشاہ کو حسن میمندی وزیر کا یہ کہنا کہ یہ لوگ باغی ہو گئے ہیں یقین ہو جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ میں بادشاہ سے عرض کروں گا جواب دیا کہ میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے بعد میں سیر کر کے آتا ہوں، مجبوراً قبول ومنظور کرنا پڑا سالار ساہو پہلوان و سالار رزنگی پہلوان نے تین سرداروں کو منتخب کر کے سالار مسعود غازی ور جب سالار رہلیہ غازی کے ساتھ کئے۔ ایک ملک حسن عرب تین ہزار سواروں کے ساتھ۔ دوئم امیر اشرف لاہوری بیس ہزار سواروں کے ساتھ۔ تیسرے ملک نصرت حرب معہ پندرہ ہزار سوار اور ساتھ ہی سرگروہ ایک ملک سنجر گیارہ ہزار سوار۔ دوسرے ملک ایاز معہ سات ہزار سوار۔ تیسرے ملک جانباز معہ ایک ہزار سوار چوتھے ملک قیصر معہ چار ہزار سوار۔ پانچویں شذیق معہ پانچ ہزار سوار۔ چھٹے ملک بیرم معہ ایک ہزار سوار ساتویں میاں دولت کے ساتھ چار ہزار سوار ومزید ایک ہزار سوار سو سوار تھے۔ یہ سب ایسے خاص بہادر تھے کہ جہاں ایک اٹھے وہاں ہزار پانچ سو تلوار یک بارگی اٹھ جائیں۔ اپنے لشکر سے علیحدہ کر کے ایک سال کی تنخواہ ماہواری دیدی اور اپنے لڑکے کے ساتھ مل کر رونے لگے۔ دل مثل خون روتا۔ اور تمنا وامید منقطع تھی کہنے لگے کہ خداوند کریم نے اٹھائیس سال بعد میری لڑکی کو فرزند دیا بعض لوگ اسکو بھی نہ دیکھ سکے۔ اے فرزند مجھے چھوڑے جاتا ہے سالار ساہو پہلوان نے بہت اضطراب ظاہر کیا اور ستر معلّٰی اپنے فرزند دلبند کے شوق وذوق وانتہائے محبت سے ایسی مضطرب ہو گئیں کہ ہر گز کسی کو پہچانتی نہ تھیں، جس کسی کو دیکھتی تھیں مسعود مسعود کہتی تھیں شعر

دیدہ ہر جا کہ نیم روی ترا می بینم　　　　درودیوار ہم آئینہ شد از کثرت شوق

درودیوار بھی کثرت شوق میں مثل آئینہ کے ہو گئے کہ جدھر ہم دیکھتے ہیں تمہاری ہی صورت دیکھتے ہیں زیادہ تر رونے سے آنکھوں میں روشنی بھی نہ رہی تھی۔ لڑکے کی محبت میں مثل یعقوب ثانی پریشان پھر رہی تھیں دین ودنیا کی خبر نہ رکھتی تھیں اوران کو جو کچھ الہام ہوتا تھا عمل میں لاتی تھیں۔

سالار مسعود کو اپنے غلبۂ اشتیاق میں ان خالات کا کچھ احساس نہ ہوتا تھا بلکہ سالار مسعود غازی بظاہر و بہ باطن وراثت نبوی کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ حدیث نبوی ﷺ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس طرح سے علمائے حقیقی کی شان میں وارد ہوا ہے کہ ظاہر میں دنیا کا بادشاہ رہے اور باطن میں اپنے کو ہر وقت خدائے مطلق کے سامنے سمجھے اور بظاہر ہزاروں آدمی خدمت گذاری کے لئے کھڑے رہیں اور باطن فرشتے فرمابرداری کے واسطے حاضر رہیں۔ ظاہر میں دنیا والوں سے بات چیت میں مصروف باطن میں دل و کان بطرف الہام جویاں۔ بظاہر احکام شریعت سے آراستہ و بباطن ہمہ وشما سے برخاستہ بظاہر جلال کرنے میں احتیاط اور بباطن امن و صلح کی دنیا میں با جمال و جلال ہم راز خداوند عالم، جملہ صفات سے متصف ہو کر ظاہر و باطن یکساں تھے، ہو کر ایسے جوان شائستہ اطوار و محرم اسرار کو محبوب بارگاہ کیوں نہیں کہہ سکتے ہیں۔ شعر

رفتہ ز مسعود یکے جملہ صفات بشر

چونکہ ہماں ذات بود باز ہماں ذات شد

سالار مسعود غازی کی ہندوستان میں آمد اور غیب سے خزانہ حاصل فرمانا

القصہ سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی برابر کوچ کرتے ہوئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور چند مصاحب و امراء شکار کھیلنے کے لئے ساتھ گئے باز کو ایک جانور پر چھوڑ دیا۔ باز خلاف عادت ایک درخت پر جا کر بیٹھ گیا، سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ اس درخت کی طرف چلے اور درخت کے نیچے پہونچے دونوں امیر بھی پیچھے سے آئے آپ نے شکار کھیلنے والے امراء سے فرمایا کہ تم باز کو ہاتھ پر بلاؤ میں ایک ساعت کے لئے خدا کی یاد میں مصروف ہو جاؤں، بعد مصروفیت آنکھ کھلی داہنے بائیں دیکھا اٹھے کہ اس وقت رجب سالار ہٹیلہ غازی جو ہر زبان کے جاننے والے تھے یہ خواب دیکھا کہ جیسے زیر درخت خزانہ دفن کیا ہوا ہے اور رجب سالار ہٹیلہ غازی کہنے لگے کہ یہ خداوند کریم کی طرف سے اشارہ ہے انشاء اللہ کامرانی دستگیر ہوگی۔

فوراً حکم ہوا کہ بیل واروں کو حاضر کرو، اس درخت کو کاٹ کر جڑ کھوڈ ڈالیں اور بہت زیادہ کھودیں، جب زمین بہت گہری مانند کنویں کے کھودی خزانہ دفن شدہ بیحد و بے قیاس نکلا، حکم ہوا کہ اس خزانہ کو باہر لاؤ۔ الغرض خزانہ نکالتے گئے اور ڈھیر لگاتے گئے سبحان اللہ جس شخص کو جب اس طرح کا تصرف ظاہر و باطن دیا گیا ہو اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ سلطان محمود کی بادشاہت پر نظر کرے یا اس کو اپنی خاطر میں لاوے۔ اس کرامت سالار مسعود و رجب سالار بہلیہ سے تمام لشکر کی روزی ایک دوسرے عالم سے پیدا ہوئی۔ راحت و سرور میں سارا ماحول ڈوب گیا۔ شعر

چہ غم دیوار اُمت را کہ باشد چوں تو پشتیباں
چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں

الغرض چند روز وہاں قیام فرمایا، اس وقت رجب سالار بہلیہ غازی نے فرمایا کہ اس قدرتی خزانہ سے تین ماہ کی تنخواہ ملازمین قدیم کو دیں و چھ ماہ کی تنخواہ دوسروں کو اور تمام لشکر کو دیں۔ سالار مسعود و رجب سالار بہلیہ غازی نے منشی کو فرمایا کہ پروانہ ہر طرف کو لکھئے کہ جو بیکار بیٹھا ہووے وہ نوکری کے واسطے آوے جیسے ہی خط ہر طرف پہونچے ایک لاکھ اسی ہزار سوار جدید نوکر ہوئے۔ رجب سالار بہلیہ غازی نے سالار مسعود غازی سے فرمایا کہ ملازمان جدید کو چار ماہ کی تنخواہ دیدی جاوے۔ اور تمام آدمی قدیم و جدید کو جو کچھ ہوا ادا کیا جاوے لیکن خزانہ میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی خزانہ مذکور ہمراہ لے کر کوچ کیا۔ رجب سالار بہلیہ غازی نے ملک نیک بخت (سالار مسعود غازی) سے فرمایا کہ اس روپے سے باورچی خانہ کی کسی چیز میں خرچ نہ کیا جاوے۔ سالار مسعود و رجب سالار بہلیہ کی عادت تھی کہ کچھ خواہش جو شخص بھی کرتا اس کو انعام دیتے خواہ خلعت خواہ روپیہ، خداوند کریم نے خلق محمدی ان کو نصیب کیا تھا۔ اور سواری میں بھی یہی مشغلہ رکھتے تھے۔ جس شخص نے جو کچھ استدعا کی اور کبھی خود احوال پرسی فرما کر اور کبھی کسی کو بغیر طلب اسکی چاہت کے مطابق بقدر استعداد عطا فرمایا۔ ہر شخص کے ساتھ مقصود محض یہ تھا کہ اس کو کوئی نہ کوئی چیز عطا ہو تمام لشکر ملازمین و دیگر رفقاء و نیز خلق خدا غرضیکہ جو شخص آپ سے ملتا ظاہر و باطن سے فیضیاب ہوتا تمام آدمی بہرہ دینے والے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ بعضے کامل فقراء اور عامل علماء کے جو محض آپ کی محبت کے باعث لشکر میں رہتے تھے ان کو بھی روزانہ کھانے کے

وقت بلاتے تھے اور اپنے قریب بیٹھاتے تھے۔ اور کھانے کے بعد علمی مسائل و وحدانیت خدا و عمر کریم کے تذکرے ان سے کرتے تھے اور بعد ادائے نماز عشاء تنہا بڑے خیمے میں آتے تھے اس وقت جملہ آدمی باہر ہو جاتے تھے مگر چند خدمت گاران خاص مثل میاں ابراہیم کہ قبر انکی قصبہ کنتور ضلع بارہ بنکی میں ہے بالخصوص حاضر خدمت رہ کر ادب خدمت بجالاتے۔

جیسے کہ خیمے میں وضو کا پانی موجود رکھنا کسی کی مجال نہ تھی کہ خیمے کے آگے پیچھے جاتا تمام رات خیمہ تنہائی میں سالار مسعود اور رجب سالار رہیلہ غازی یاد خدا میں مصروف رہتے تھے۔ اگر اتفاقیہ کوئی شخص مصاحبان سے اس وقت میں آجاتا تو آپ اس کو بوجہ مصروفیت خاص یاد خدا کے نہیں پہچانتے۔ بلکہ اس کو سبحان اللہ بہت مہربانی سے اسی خلوت میں بٹھاتے بمصداق ایں شعر

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پست پائے خود نہ بینم

رجب سالار رہیلہ غازی و سید سالار مسعود غازی صرف خدا کے واسطے جہاد اکبر بھی اور جہاد اصغر بھی مثل قدم بہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے تھے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے سالار مسعود ور جب سالار رہیلہ غازی کو استعداد دی تھی کہ اکثر عالمان وامیران ان کی خدمت سے مستفید ہوتے تھے لوگ کہتے تھے کہ جو صاحب بارہ لاکھ سوار رکھے وہ لائق خطبہ ہوتے ہیں یعنی اپنے نام کا خطبہ پڑھواتے ہیں آپ کتنے ہی لاکھ سوار رکھتے ہیں کس واسطے تخت سلطنت پر جلوہ افروز نہیں ہوتے ہیں۔ آپ نے کبھی اتفاق نہ فرمایا بلکہ رجب سالار رہیلہ و سالار مسعود غازی فرماتے کہ تخت سلطان محمود کو مبارک ہووے میں بادشاہی کرنے کے واسطے نہیں نکلا ہوں۔ میں نے صرف محبت حق تعالیٰ میں دین محمدی کو وسعت دینے کے لئے اس طرف رخ کیا ہے کہ کافروں کو وحدانیت خدا کی طرف دعوت دوں۔ اور خداوند عالم کے عشق میں اپنی جان نثار کروں۔ اور دنیا بھر کی پریشانیوں سے نجات پاؤں مقصد میرا دنیا کی بادشاہی کرنا نہیں ہے بلکہ جو دین و دنیا کا پیدا کرنے والا ہے اس کو پاؤں بادشاہی سے میں نے منہ موڑ دیا شعر

مئے صرف وحدت کسے نوش کرد   کہ دنیا و عقبےٰ فراموش کرد

جس شخص نے خدا کے وحدانیت کی شراب پی لی وہ دنیا و عقبےٰ کو بھولا۔

سیّدنا سالار مسعود کا ستی پور علاقہ سندھ پر حملہ بعدہٗ ملتان اور دہلی کا فتح کرنا اور حسن میمندی کا انتقال ہونا

القصہ سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی باشوکت وحشمت ظاہر وباطن سندھ کے کنارے پہونچے حکم فرمایا کہ کشتیوں کو حاضر لاویں۔ تلاش کر کے کشتیاں حاضر لائی گئیں۔ اور جب رجب سالار رہیلہ غازی کو رخصت فرمایا کہ تم تین پلٹن ہزار سواروں کی وامیر حسن عرب وامیر بازید وامیر جعفر کو ہمراہ لے جاؤ۔ یہ تینوں سردار بھی روانہ ہوئے مایک پلٹن ہزار سواروں کی رجب سالار رہیلہ کے پاس رہے۔ وہ ایک تلوار کمر میں باندھ کر مانند ذوالفقار حیدری روانہ ہوئے اور دریائے سندھ اترے اور دس روز دریائے کنارے سندھ کے قیام کیا، بعدہٗ ستی پور پر دھاوا کیا۔ رائے ارجن زمیندار ستی پور پہلے ہی گھر چھوڑ جنگل کی طرف بھاگا وہاں پہونچ کر اس کا گھر کھود ڈالا پانچ لاکھ روپیہ طلائی نکلا اور اسباب بہت ہاتھ آئے رجب سالار رہیلہ نے حکم فرمایا کہ اوّل اس حملہ میں جو کچھ ملا ہے تم لوگوں کو میں نے بخش دیا۔ اب اس جگہ پر ہم ڈیڑھ ماہ رہیں گے۔ یہاں شکارگاہ اچھا ہے۔

چناچہ دریا کے کنارے قیام فرمایا اور شکار کھیلا اور رجب سالار رہیلہ غازی معہ اپنے تمام لشکر سے چاروں طرف دوڑتے وتاراج کرتے تھے۔ اور کفاران کو خدا کی وحدانیت کی طرف بموجب شرع محمدی توجہ دلاتے تھے کہ اگر ایمان لاؤ بہتر ہے ورنہ تم کو تلوار کے نیچے لاتا ہوں میں۔ ایک روز محفل سرور آراستہ ہوئی اور کھانے ہر قسم کے مصارف کثیر کے ساتھ تیار کرا کے بالعموم بطور انعام بخشش تقسیم کئے گئے۔ پس آپ نے فرمایا کہ اے یارو شکر ہے خدا کا کہ یہ ملک حسن میمندی وزیر کے تحت قلم سے باہر ہے۔ جہاں میں چاہوں آزادانہ رہوں روا ہے۔ اور جس طرف چاہوں سیر کروں آرام ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بندہ کے لئے خدا کی بندگی کرنا بہت ہے۔ اس کے یہ معنیٰ ہوئے کہ بندۂ خدا ہووے اور محتاج مخلوق ہووے۔ یہاں تک کہ محتاجی مخلوق کی بر نہ آوے ہرگز حق کا دیکھنا کس واسطے کہ انکا رولی خیالات سے تعلق رکھتا ہے جس وقت کہ یہ آدمی محتاج کسی دوسرے کا ہووے گروہ آدمیوں کا کس طرح آتا ہے۔

القصہ سالار مسعود ورجب سالار رہیلہ اس جگہ سے کوچ کر کے چند روز میں خطۂ ملتان میں

پہونچے۔ ملتان ویران تھا کیونکہ کسی وقت میں سلطان محمود نے دوسرے خطۂ ملتان کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور پھر وہ آباد نہ ہوا تھا۔ رائے انکپال زمیندار ملتان پہلے خطۂ ملتان آباد شدہ میں تھا اس نے اپنا قاصد سالار مسعود و رجب سالار ہٹیلہ کے پاس پہونچایا کہ پرائے ملک میں اس طرح دوڑے ہوئے آتے ہو کیا یہ مناسب ہے؟ شاید کہ کپڑا جسم پر بار ہو جائے سالار مسعود و رجب سالار ہٹیلہ نے فرمایا کہ ملک خدا کا ہے بندہ کا نہیں ہوتا ہے۔ جس شخص کو خدا دیوے وہ قابض و متصرف ہوتا ہے، آباد اجداد کے طریقہ پر پھر اسد اللہ الغالب کے وقت سے اس زمانہ تک ہمارا یہی کام ہے کہ کافروں کو خدا کی طرف سچی نیت کرنے اور شریعت محمدی پر عمل کرنے کی میں توجہ دلاؤں گا اگر ایمان لاتا ہے تو بہتر ہے ورنہ تہ تیغ لاتا ہوں میں۔ قاصد کو خلعت دے کر فرمایا کہ تمہارے ہی پیچھے میں خود بھی پہونچتا ہوں تم موجود رہنا اور رجب سالار ہٹیلہ غازی نے ایک عراقی گھوڑا اور اپنی کمر کی تلوار بھی مرحمت کر کے رخصت فرمایا۔ اور خود زرہ پہن کر تین تلواریں رکاب میں رکھ کر اور ایک تلوار کمر میں باندھ کر مثل شمشیر حیدری روانہ ہوئے اور امیر حسن عرب اور امیر بازید و امیر جعفر و امیر ترکان و امیر نقی و امیر فیروز عمر و ملک ابجد ساتوں امیروں کو تین لاکھ و چالیس ہزار سواروں کے ہمراہ سپہ سالار بنا کر رائے انکپال کے سر پر مامور فرمایا۔ جب لشکر ظفر اثر قریب اول خطۂ ملتان پہونچا، رائے انکپال اپنی فوج کے ساتھ خود مسلح ہو کر حاضر ہوا یعنی پانچ لاکھ و پچاس ہزار سوار شہر سے نکلے اور لڑائی میں مصروف ہوئے۔ ایک ہفتہ تک جنگ عظیم ہوئی اکثر ترکانی بہادر شہید ہوئے اور کفاران بیحد و بے قیاس قتل ہوئے۔ رائے انکپال مجبور ہو کر بھاگ گیا۔ رجب سالار ہٹیلہ پہلوان معہ لشکر شہر میں گھس آئے تمام شہر کو برباد و غارت کیا، مال و اسباب بہت ہاتھ آیا اور بخدمت سالار مسعود غازی آئے کہا فتح کیا خدا کی مدد سے سالار مسعود غازی نے، رجب سالار ہٹیلہ غازی کو اپنے دو نیزے چمکتے ہوئے و دو جوڑے نقارے اور دو گھوڑے مرحمت کئے اور ساتوں امیران سپہ سالار کو خلعت و گھوڑے مرحمت فرمائے۔ پھر برسات کے بعد لشکر اجودھن[1] کی طرف کھینچا اس زمانہ میں نواح اجودھن بہت آباد تھا۔ بلا کھٹکے وہاں گئے سالار مسعود و سالار رجب ہٹیلہ غازی کو آب و ہوا اجودھن کی بہت پسند آئی۔ کچھ مدت تک قیام فرمایا یہاں تک کہ دوسری برسات بھی آ پہونچی اور وہیں رہے بعد برسات دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اس زمانہ میں شہر دہلی

---

[1] اجودھن نواح ملتان کی آبادی کا نام ہے۔ یہی بابا فرید الدین کا مقام ولادت باسعادت ہے (گنج شکر)

راۓ مہپال کے تصرف میں تھا، وہ بے قیاس فوج رکھتا تھا اور نہایت مدبّر اور ہوشیار تھا لڑائی والے ہاتھی بھی بہت رکھتا تھا۔

دہلی پر حملہ اور رائے مہپال کو شکست دے کر دہلی پر اسلامی جھنڈا نصب فرمانا

اس سے قبل سلطان محمود و سالار ساہو و سالار زنگی پہلوانان لشکر لئے ہندوستان میں آئے اور شہر لاہور کو فتح کیا اور دارالسلام بنایا۔ لیکن دہلی کا قصد نہ کرسکے چھوڑ کر واپس گئے۔ القصہ سالار مسعود ور جب سالار رہیلہ غازی متواتر کوچ کرتے ہوئے قریب دہلی پہونچے راۓ مہپال اپنے لشکر کے ساتھ پہلے سے خود آیا اور مقابلہ کیا، درمیان ہر دو لشکر چند گروہ کا فاصلہ تھا۔ جب سالار رہیلہ غازی نے بھی فوج کو آراستہ کیا دونوں طرف سے بہادران آئے، صبح سے شام تک جنگ کرتے رہے، ایک ماہ اور کئی دن اسی طرح گذارا۔ سالار مسعود ور جب سالار رہیلہ بہت متحیر ہوئے اور خدا سے مدد چاہی، ناگاہ خبر پہونچی کہ سلطان السلاطین محی بختیار[1] اور دوسرے سالار سیف الدین تیسرے امیر نصر اللہ چوتھے امیر سیّد عزیز الدین پانچویں غیاث الدین یہ پانچو سرداران ایک ساتھ آرہے ہیں اور انکی فوج کھڑی ہے کوئی ایک شخص ان کو خبر دے وہ بھی آجاویں۔ جب یہ حال سالار مسعود ور جب سالار رہیلہ کو معلوم ہوا حکم ہوا کہ تم سب اسی طرح جاتے رہو اور وقت نماز سے پہلے امیروں میں سے ایک ایک کرکے ہمارے پاس آوے، جب یہ اشارہ ہوا اسی جگہ قیام کیا پھر سالار مسعود ور جب سالار رہیلہ غازی اپنے خیمے میں آئے، وقت نماز سے پہلے سلطان السلاطین محی بختیار ساتھ ایک پلٹن ہزار آدمیوں کی وسات سوار نیزہ دار معہ عصا بردار ونقارہ وشہنائی کے اس طرف آئے پھر کچھ دیر میں امیر سیّد نصر اللہ ساتھ بیس ہزار سوار نیزہ دار ونقارہ وغیرہ اسی طریق سے اور اس کے بعد امیر عزیز الدین ساتھ ایک پلٹن ہزار سواروں کے معہ نشان ونقارہ پھر تھوڑی دیر بعد امیر سیّد غیاث الدین ساتھ بیس ہزار سوار نیزہ دار ونقارہ کے اس طرف آئے، تین روز قیام کیا، چوتھے روز وہ لوگ اپنے پرانے قیام گاہ پر آئے۔ جب سالار مسعود ور جب سالار رہیلہ غازی اس طرف آئے، خواجہ حسن میمندی کے عزیزوں نے ان سے دشمنی کا

[1] محی بختیار کانور میں شہید ہوئے۔ سیف الدین بہرائچ میں امیر نصر اللہ بھکلہ کی جنگ میں دکولی میں شہید ہوئے۔

برتاؤ کیا۔ مجبوراً سب سے جدا ہوئے اور چلے گئے۔ سلطان محمود بھی ضعیف ہو چکے تھے اور سلطان کو شاہی کاروبار سے زیادہ واقفیت بھی نہ ہو پائی تھی خواجہ حسن میمندی نے دنیاوالوں کو برہم کردیا لیکن تاریخ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے آخر میں خواجہ حسن میمندی سے نقصان اٹھایا اور سلطان نے وزارت انصاف امیر حسن میکائیل کو دیدی۔ خواجہ حسن میمندی وزیر ہلاک ہوا، لوگوں نے یقین کیا کہ جس شخص نے فرزند علی کو ناحق آزار دیا ہو وہ کیوں نہ ہلاک ہو۔

رجب سالار غازی کا لنکا پہونچنا اور راجہ کو شکست دینا اور قید کرکے بارگاہ مسعودی میں پیش کرنا اور پرہار اور بیربل کا مسلمان ہونا

دہلی کے فتح کے بعد رجب سالار ہٹیلہ غازی رخصت ہوئے سالار مسعود غازی سے کہا لنکا کی طرف سیر کروں گا، پھر خدمت میں حاضر ہوں گا۔ پھر تین پلٹن ہزار سواروں کے ساتھ نشان وچمکتے ہوئے نیزے دعصا برداروں میں ودس جوڑے نقارے وسات شہنائی وقرنا غرض تمام لوازمات کے ساتھ دربار غازی میں آئے اور ملتمس رخصت ہوئے۔ سالار مسعود غازی نے ایک تلوار اپنی کمر کی مرحمت کی اور رجب سالار ہٹیلہ غازی متواتر کوچ ومقام کرتے ہوئے اور شکار کھیلتے ہوئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور سمندر کے کنارے چند روز وہاں قیام کیا یعنی ڈیڑھ ماہ قیام کیا۔ رجب سالار ہٹیلہ غازی نے حکم فرمایا کہ کشتیوں کو حاضر لاؤ تلاش کر کے کشتیاں لائی گئیں اور ایک بارگی انتظام ہو کر کشتیاں آئیں جس پر تمام لشکر ور جب سالار ہٹیلہ سوار ہو کر اترے اور قلعہ لنکا پر پہونچے۔ رائے نمل پرہار کو خبر ہوئی کہ لشکر رجب سالار غازی اتر آیا، رائے نمل پرہار معہ اپنے بھائی رائے بیربل کے جملہ ہتھیار آہنی لگا کر اور ہاتھیوں پر سوار ہو کر قریب لشکر رجب سالار ہٹیلہ جا کر جنگ عظیم کی، پس تمام لشکر نمل پرہار طبل وعلم کے ساتھ حصار جنگ سے باہر آیا بیربل برادر پرہار تھا جو سحر وجادو بہت جانتا تھا باہر آیا اور ایک لاکھ سوار زرہ پوش وایک ہزار علم زرین سے بمقابلہ لشکر رجب سالار غازی کھڑا ہو گیا۔ قد اس کا اکیس گز کا تھا اور ایک ہزار من کھانا کھاتا تھا، اور چالیس من اسلحہ پہنے ہوئے تھا اور سومن کا خود سر پر رکھے تھا اور دس تلواریں کمر

میں باندھے تھا اور ساٹھ من کا گرز ہاتھ میں لئے تھا۔ میدان جنگ کے بیچ کھڑے ہوکر آواز دی کر کوئی ہے مسلمانوں میں جو آوے اور مجھ سے جنگ کرے، جو کہ طاقتور ہو آوے۔ میرا نمل پرہارنام ہے کہ میری جنگ سے دیوؤں کے لشکر و شیطان بھاگتے ہیں آدمی بیچارہ کیا چیز ہے کہ جو مجھ سے جنگ کرے اب تم میرے پنجے میں پھنسے ہوا ے رجب سالار تو آپ آ جا ہے کسی دوسرے مرد کو بھیج کہ وہ مجھ سے جنگ کرے۔

رجب سالار نے امیر ملک فیروز کی طرف اشارہ کیا وہ میدان میں جا کر بمقابلہ پرہار حملہ کرے، چنانچہ انھوں نے حملہ کیا پرہار نے ملک فیروز کو پکڑ کر بالائے سر خود پھرا کر چالیس قدم کے فاصلے پر اپنے لشکر کی جانب پھینک کر کہا کہ اے ملک فیروز میرے سامنے سے بھاگ اور اگر نہیں تو سر تیرا تن سے جدا کرنا چاہتا ہوں، پھر پرہار نے کہا کہ اے رجب کوئی شخص ہے کہ مجھ سے جنگ کرے؟ کمزوروں ضعیفوں کو کیا بھیجتا ہے لڑنے والے مردوں کو بھیج تو وہ مجھ سے جنگ کریں۔ رجب سالار ہٹیلہ نے ملک بازید کو اشارہ کیا انھوں نے باہر آ کر بعد ادائے خدمات آداب وتجود میدان میں آئے پرہار پر حملہ کیا اور اس کے اوپر تین تلواریں ماریں مگر ایسا ہوا کہ ایک بال بھی بیکا اس کا نہ ہوا بعدہٗ پرہار نے حملہ کیا اور ملک بازید کو چند قدم اونچا اپنے سر سے کر کے کہا کہ اے رجب سالار تو خود آتا کہ ہم تم سے لڑیں، جب یہ بات پرہار کی سنی رجب سالار نے کہا کہ اے یارو جبتک سر اس مغرور کا تن سے جدا نہ کروں یا اسے زندہ نہ پکڑوں مجھے قرار نہیں اللہ تعالیٰ فتح دینے والا ہے۔ اس وقت رجب سالار ہٹیلہ غازی نے تلوار ہاتھ میں لی اور میدان میں مثل پہلوان لشکر آ کر کھڑے ہو گئے، ایک نعرہ مارا، ایسا معلوم ہوا کہ دس لاکھ سوار اور بعض کہتے ہیں کہ ستر لاکھ سوار تھے اور نو لاکھ مست ہاتھی اس لشکر میں، اس نعرہ کو سن کر ہل گیا ور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور پرہار کی ہڈیوں سے زور جاتا رہا، اور اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا اور رجب سالار ہٹیلہ نے کہا کہ اے نابکار پُر غرور پرہار تو لڑکوں سے ابتک لڑتا تھا اور مردوں سے نہیں لڑا، پرہار نے رجب سالار ہٹیلہ کے آگے آ کر کہا کہ اے مرد سبز پوش تیرا کیا نام ہے تو آدمی ہے کہ یا فرشتہ، تیرے مانند آدمی نہیں دیکھا میں نے ، میری جنگ سے دیو و شیطان بھاگتے ہیں آدمی بیچارہ کیا چیز ہے؟ تمام لشکر اسلام دعا میں مصروف تھا۔ بقول شاعر

اب زمانہ بر سر بیداد ہے ۔۔۔ یا الٰہ العالمین فریاد ہے

ڈوبتا اسلام کا بیڑہ ہے اب — یا الٰہی اب دم امداد ہے
ہے مظالم کی بھی کوئی انتہا — حد سے زیادہ ہو چکی فریاد ہے
دشمن اسلام بن کر کے فلک — ڈھا رہا ظلم و ستم فریاد ہے
کر حفاظت دین اور اسلام کی — ہر گھڑی تجھ سے یہی فریاد ہے
اتحاد اسلام سے رخصت نہ ہو — کیوں کہ باقی یہی استعداد ہے
گلشن اسلام مرجھانے کو ہے — آب رحمت کر عطا فریاد ہے
اب تو کر نظر عنایت یا الٰہ — ہو چکا ہونا تھا جو برباد ہے
تیری رحمت سے نہیں مایوس ہوں — جو کہا لاتقنطوا بھی یاد ہے

دیکھ کر اسلام کو خوار و ذلیل
اب مصاحب بھی بہت ناشاد ہے

اور چاروں قل و آیت الکرسی پڑھتے تھے۔ یا الٰہی رجب سالار کو تو فتح دے کہ رجب سالار اسلام کی پشت پناہ ہے، پھر رجب سالار رہٹیلہ نے حملہ کیا اور پرہار کو کمر سے پکڑا اور کہا کہ زمین پر تجھے دے ماروں یا سر تیرا تن سے جدا کر دوں۔ دونوں لشکروں کے آدمی حیران و متعجب ہوئے۔ پرہار فریاد کرنے لگا اور کہا کہ لئے پہلوان لشکر برائے خدا مجھ کو مت مار ڈال میں مسلمان ہوتا ہوں۔ رجب سالار رہٹیلہ نے اس کو مثل بڑے پہاڑ کے پکڑا۔ پرہار رجب سالار رہٹیلہ کے آگے مسلمان ہوا، کلمہ پاک لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔ صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی پرہار کے فوجی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور کچھ مسلمان ہو کر ہمراہی اختیار کی اس طرح لنکا پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ بعدہٗ سکندر دیوانہ کی طرف اشارہ کیا وہ فقیر تھے اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر قید کیا اور اپنے لشکر گاہ میں لے آئے۔

فتح لنکا کے بعد حضرت رجب سالار رہٹیلہ غازی وہاں سے روانہ ہو کر کوچ و مقام کرتے ہوئے لشکر سالار مسعود میں آئے اور پرہار کو سالار مسعود کے آگے پیش کیا نمل پرہار نے کہا کہ ایک برتن پانی رکھنے والا لائیے، رجب سالار رہٹیلہ نے سالار مسعود سے کہا کہ ایک ظرف پانی والا منگوا دیجئے، چنانچہ سالار مسعود نے ظرف منگوا کر مجلس میں رکھا، نمل پرہار اس ظرف کے اندر چلا گیا اور اس کے اندر چھوٹا قد کر کے کھڑا ہوا بہ سبب جادوگری کے۔ سالار مسعود غازی نے کہا کہ اے پرہار

میں نے نہیں دیکھا پرہار نے پھر غوطہ لگایا اور مثل سابق نظر آیا۔ اس وقت سالار مسعود غازی نے سید برہنہ کو اشارہ کیا کہ اس کو قید کر لو (برہنہ فقیر تھے) یعنی اس ظرف کے منھ کو بند کر دو تب پرہار فریاد کرنے لگا۔ آخر کار وہ ظرف کھولا گیا تو اس کے درمیان وہ کھڑا تھا۔ اس کی جادوگری سے سالار مسعود غازی بہت خوش ہوئے اور تمام مجلس متحیر و متعجب ہوئی۔

حضرت رجب سالار رہیلہ غازی کی اس شاندار فتح پر سالار مسعود خوش ہوئے۔ لہٰذا سالار مسعود نے ایک گھوڑا مع خلعت مرحمت فرمایا، رجب سالار غازی نے سالار مسعود غازی سے کہا کہ پرہار کو کچھ کھانا دیا جاوے، چنانچہ ایک روٹی مع کباب ایک سیر پختہ منگوا کر پرہار کے سامنے رکھا گیا پرہار نے کہا کہ یہ تو میرے دانتوں کے خلال بھر کا ہے رجب سالار غازی نے کہا کہ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکت دیں گے، اس نے کھایا مگر کھا نہ سکا، بدستور کھانا موجود پایا گیا۔ پرہار کو لشکر کی کوتوالی پر مقرر کیا۔ اس کے بعد بیر بل برادر نمل پرہار نے کہا کہ میں بھی مسلمان ہوتا ہوں، پس کلمہ پاک لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه پڑھ کر مسلمان ہوا، چونکہ راول کا راجہ بھاگ کر راجگان بہرائچ کی پناہ میں تھا جو کفر کی کان تھے، سالار مسعود کی نظر بہرائچ پر لگی تھی۔ الغرض دسویں روز سالار مسعود نے رجب سالار رہیلہ کو بہرائچ آنے کے لئے توجہ دلائی چنانچہ رجب سالار رہیلہ غازی ساتھ تین پلٹن ہزار سوار ہا نیزہ و دس جوڑ نقارے و دو عصا بردار و سات شہنائی مع تمام ضروری سامان کے سالار مسعود غازی کے پاس آئے اور رخصت چاہی۔ سالار مسعود غازی نے ایک خنجر خاص اپنی کمر کا مرحمت فرما کر رخصت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بعد فتح دہلی یکا یک بہرائچ کا سفر کیا جائے گا۔

رجب سالار رہیلہ غازی نے اس کو منظور فرمایا اور انتظام جنگ میں مصروف ہوئے ادھر رائے مہپال لشکر اسلام کے آنے سے بہت پریشان ہوا اور چالیس روز ہر چہار طرف فوج تیار کر کے لڑائی میں مصروف ہوا۔ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی و شرف الملک کے واقعات میں ہے کہ گوپال پسر رائے مہپال نے اپنے کو میدان جنگ کی طرف موڑ لیا اور گرز سالار مسعود کے سر پر مارا جس سے ناک پر زخم پہونچا اور آپ کے دانت زخمی ہوئے۔ شرف الملک نے تلوار اٹھا کر گوپال کو مارا، چنانچہ اسی وقت وہ دوزخ میں گیا۔

سالار مسعود غازی اپنی ناک کے زخم کو پاک کر کے اور باندھ کر پھر جنگ میں مشغول ہوئے کیا بہادری و جواں مردی سالار مسعود غازی نے کی کہ زخم کو ہرگز خاطر میں نہ لائے اور مغرب کے وقت تک جنگ کرتے رہے اور رات بھر میدان میں کھڑے رہے، کتنے ترکان بہادر نے شربت شہادت نوش فرمایا اور بہت سے کافران قتل ہوئے، وقت صبح پھر جنگی نقارہ بجا کر پہونچ گئے۔ ابو محمد غازی اس لشکر سے میدان جنگ میں آئے۔ ملک عزیز الدین[1] ابھی پہونچے کہ اتفاقیہ نیزہ انکے گلوئے مبارک پر لگا اور شہید ہو گئے۔ میر مذکور کی خبر شہادت سن کر سلطان الشہداء سالار مسعود بیقرار ہوئے اپنے گھوڑے کو دوڑایا، چاروں طرف سپہ سالاران معہ فوج بہادران جانباز مانند پروانہ تھے، کفاران مقابلہ کی تاب نہ لائے اور باگ گئے۔ رائے مہپال و رائے سرپال معہ چند دوسرے آدمیوں کے میدان میں کھڑے رہے کتنے ہی آدمی ان سے کہتے تھے کہ اگر زندگی چاہتے ہو تو ان سے جنگ کرو تو ان کو یہی جواب دیتے تھے کہ میں نے میدان جنگ چھوڑ دیا کہاں جاؤں۔

الغرض ہر دو رایان میدان میں قتل ہوئے، فتح عظیم ہوئی، تخت دہلی ہاتھ آیا لیکن سالار مسعود غازی تخت پر نہ بیٹھے فرمایا کہ یہ جہاد میں تخت نشینی کے لئے نہیں کرتا ہوں میرا خداوند کریم کے ساتھ راز ہے جس کو وہ جانتا ہے، سالار مسعود غازی نے اپنے ہاتھوں حضرت میر سیّد عزیز الدین کو دہلی میں دفن کیا اور روضہ بنوا دیا اور چند آدمی برائے خدمت صفائی و چراغ جلانے کے واسطے مقرر کر دیے۔

سالار مسعود ور جب سالار کا بعد فتح دہلی امیر بازید و امیر جعفر کو انتظام دہلی و قنّوج و ملتان کیلئے متعین فرمانا

امیر بازید و امیر جعفر کو ایک لاکھ پچاس ہزار سوار خاصہ کے ساتھ دہلی میں بٹھا دیا اور فرمایا کہ ملتان و قنوج و دہلی ہر سہ مقام کی خبر گیری و انتظام کرتے رہنا اور روپیہ و غلہ بھی لاتے و دیتے رہنا، انھوں نے عرض کی کہ اوّل غلہ لاؤں پھر روپیہ لے لوں گا۔

الغرض روپیہ نقد دو لاکھ حوالہ کیا اور چودھریوں میں ہر شخص کو خلعت مرحمت فرمایا اور ساتھ میں آدمی دیئے کہ غلہ جلد لا دیں اور ملک فیروز عمر کو ستر ہزار کے ساتھ رخصت فرمایا کہ جاؤ خوشی اور

[1] ملک عزیز الدین دہلی میں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ جو آج غازی آباد کے نام سے موسوم ہے

سرور میں رہو۔اور جس قدر کہ غلہ آوے بخدمت حضرت رجب سالار بہلیہ غازی پہونچاتے رہو بعد ازاں محی بختیار کو رجب سالار بہلیہ غازی کی امداد کیلئے مقرر کیا اور فرمایا کہ تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، ہر دو امیر رونے لگے محی بختیار کو رخصت کیا۔ عجب کرامت اور عجب رسوخیت خدا کی راہ میں رکھتے تھے کہ محض خدا کی رضا کے واسطے اپنے کو کفر کی کان میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ محی بختیار کو جلد مع لشکر بہرائچ سرکشوں کی طرف روانہ کرو۔ اور میں سالار مسعود کے پاس پہونچتا ہوں۔

المختصر محی بختیار کانور تک پہونچے اور وہیں شربت شہادت نوش کیا۔ ان کی قبر پاک ملک کانور میں مشہور ہے۔ بعد ازاں امیر حسن عرب کو مہوبہ[۱] کی طرف مقرر کیا۔ امیر سیّد علی کہ جو اب لال پیر کے نام سے مشہور ہے ان کو گوپامؤ واس کے اطراف کے لئے متعین فرمایا جو شخص اس طرف کو جاتا وصیت کرتے اور خود با حشمت و شوکت نواح سترکھ کو اپنا قیام گاہ بنایا چونکہ اس سے قبل بھی اس علاقہ سے گذر ہوا تھا، یہ مقام زیادہ پسند آیا تھا اس لئے علاقہ ترائی میں اسلام کی آبیاری کے لئے اس مقام کو صدر مقام قرار دیا اور اطراف میں فوج متعین فرمایا کچھ دنوں کے بعد سالار ساہو نے بھی سترکھ میں قیام فرمایا اور وہیں وصال فرمایا آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

سالار مسعود کی کٹرہ[۲] کا راجہ دیونرائن مانک[۳] پور کے راجہ بھوج پتر کے قاصد سے سترکھ بارہ بنکی میں ملاقات و گفتگو

ایک روز راجہ کٹرہ و مانک پور کا قاصد مع دو زین و چند لگام بطور سوغات لیکر سالار مسعود غازی کے پاس پہونچا اور وہاں کے رؤساء کی جانب سے عرض کی کہ یہ ملک قدیم ہمارے باپ دادا کا ہے۔ اس ملک میں کبھی مسلمان نہیں آئے ہیں تواریخ میں لکھا ہے کہ سلطان سکندر رومی اس ملک کے لینے کے ارادہ سے قنوج تک آئے اور وہاں کے رؤسا اور راجگان لڑ بھڑ و صلح و صلاح و مشورہ کر کے وہیں سے واپس ہو گئے، لیکن ادھر دریائے گنگا نہ اتر سکے۔

سلطان محمود تمہارے باپ اجمیر و گجرات و قنوج تک آئے لیکن اس جانب کو معاف ہی رکھا

---

[۱] مہوبہ مدینۃ الشہداء ہے جو ضلع باندہ یو۔ پی میں واقع ہے۔ جنگ عظیم ہوئی۔ [۲] کٹرہ ضلع الٰہ آباد میں گنگا کے کنارے آباد ہے۔
[۳] مانک پور ضلع پرتاپ گڈھ میں گنگا کے کنارے آباد ہے۔

اور تم بلا خوف وخطر دوسرے کے ملک میں آکر بیٹھ گئے، یہ تمہاری بزرگ زادگی سے بعید ہے۔ مجھ کو تمہارے حال پر رحم آتا ہے کہ تمہارے باپ کے گھر میں ایک فرزند اور ایک لڑکی کے علاوہ تیسری کوئی اولاد نہیں ہے اپنی حالت پر غور کرو، سترکھ چھوٹا مقام ہے تمہارے رہنے کے قابل نہیں ہے۔ نہیں تو لاکھ سواروں کا لشکر میں رکھتا ہوں اور دیگر رؤساء وراجگان بہرائچ کے نواح کے اور زیادہ رکھتے ہیں، جب ہر طرف آدمی قاصد میں بھیجوں گا تو وہ وقت تم پر مشکل ہو جائے گا، بہتر ہے کہ یہاں سے تم بالا بالا راستہ چلے جاؤ، پھر ادھر کا نام نہ لینا۔

سلطان الشہداء سالار مسعود غازی نے جب یہ پر طنز و پر غیظ گفتگو سنی جوش حیدری میں ہو آئے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ تو بھیجا ہوا آیا ہے (قاصد) اگر کوئی دوسرا شخص اس طرح بات کہتا اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا میں، جا اور اپنے رؤسا سے کہہ کہ ملک پر وہ قادر ہے جس کو خدا متصرف کر دیوے، میں اس جگہ سیر کے واسطے نہیں آیا ہوں بلکہ خدا کا گھر بناؤں گا اور خداوند کریم کے حکم سے اس ملک سے کفر برطرف کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ آج کے روز سے دین محمدی روز بروز زیادہ ہوگا اور کفر کم ہوگا اور اسلام کا سکہ چمکے گا اگر تم ارادۂ جنگ رکھتے ہو تو دیر نہ کرو زین ولگام سے تیار ہو کر مسلح ہو کر آجاؤ اور پھر فرمایا کہ مردان خدا نے اس دیار میں کفر کی کان سمجھ کر قدم رکھا ہے کہ اس ملک سے تاریکی کو نور اسلام سے روشن کر دیں گے۔ سالار مسعود نے پوچھا کہ اے قاصد تمہارے امیروں کا کیا نام ہے؟ کہا کہ رائے کٹرہ دیونرائن اور مانک پور کے راجہ کا نام بھوج پتر ہے، قاصد کو رخصت فرمایا، قاصد نے اپنے امیروں کے سامنے واقعہ مندرجہ بالا بیان کیا اور کہ کہ وہاں ہرگز کوئی شخص خوف نہیں رکھتا اور یہ لاکھ سواران کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے، کفاران پریشان ہوئے۔ ایک نائی موجود تھا کہا کہ اگر آپ لوگ کہیں تو سالار مسعود کا کام بنا کر میں ابھی آتا ہوں امیروں نے کہا کہ ایک موضع تجھے انعام دوں گا اگر تیرے ہاتھ سے کام بن گیا، دیر مت کر، پچاس ٹکہ روپیہ انعام دیکر رخصت کیا۔

نقد دنیا کی لالچ میں حجام۔ نے ناخونگیر کو زہر میں بجھایا اور [illegible] لے کر روانہ ہوا سالار مسعود غازی شکار کو گئے تھے، نماز مغرب سے پہلے بمقام سترکھ اپنے خیمے میں واپس تشریف لائے ہی تھے کہ کفاروں کا نائی ناخون تراش لئے نظر مبارک سے گذرا۔ اس نے خدمت (ناخن تراشی) کا ارادہ ظاہر کیا۔ سالار مسعود غازی نے ناخن گیر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور انگشت مبارک کے ناخن پر رکھا چونکہ

ناخونگیر بہت تیز تھی ناخن میں فوراً زخم ہوگیا اور زہر اثر کر گیا۔ انگلی پکڑلی اور تمام جسم میں زہر سرایت کر گیا۔ چہرہ سیّدنا سالار مسعود غازی مانند پہلی رات کے چاند کے سفید ہوگیا۔ اور جسم مبارک میں اس کی حرارت وگرمی بہت زیادہ پیدا ہوئی، خود زمین پر گر پڑے، جس قدر کہ لوگ موجود تھے سب کو یقین ہوگیا کہ ناخن گیر زہر آلود تھی اسی وقت زہر مہرہ لاکر پانی میں گھس کر دیا گیا اور زہر مہرہ تھوڑا سا منہ میں ڈلوادیا، بعدۂ ایک طبیب نے آکر دوا کی کہ ساٹھی کے چاول پکا کر زخم پر باندھ دیں۔

شافی الامراض حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس مصیبت کو راحت سے بدل دیا جملہ سپہ سالاران وتر کان وبہادران وارکان دولت وغیرہ جتنے آدمی تھے سب اپنے گرداگرد آں محبوب ربّ العالمین نثار ہونے لگے، خداوند کریم نے نئے سرے سے زندگی عطا فرمائی خوشی کے باجے بجنے لگے اور بہت صدقات دیئے گئے، اسی وقت ایک ساعت کے بعد بے ہوشی سے ہوش آیا یاد آیا کہ رجب سالار بٹیلہ کس طرف ہیں، آنکھوں میں آنسو بھرلائے، ارکان دولت کہنے لگے کہ بہرائچ کی طرف کافروں کو تخت وتاراج کرتے اور شکار کھیلتے ہیں۔ چونکہ ملک نوگیر یعنی نیا فتح کیا ہوا تھا، سالار مسعود نے اسی وقت نہا کر عمدہ کپڑے پہنے اور مثل چودھویں رات کے چاند کے دیوان خانے میں جلوس فرمایا کہ جس میں اشخاص کوتاہ اندیشاں کے دلوں میں کوئی اور خیال نہ آوے اس وقت میں عمر مبارک آپ کی صرف اٹھارہ سال کی تھی۔

سُبْحَانَ اللّٰہ پروردگار عالم نے سالار مسعود غازی کو ان کی ذات مبارک میں جملہ کمالات ظاہری وباطنی بھرکر روشن کردیا تھا، آپ بے مثل تھے زمانہ میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے۔ میں تعجب کرتا ہوں ان آدمیوں کی آنکھ وسیاہ قلبی وبدبختی پر کہ جو جمال جہاں آرا اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور پھر انکی ولایت پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو آنحضور کی خدمت سے دور رکھتے ہیں، مجھ ناچیز نے ایک مرتبہ سالار مسعود غازی ور جب سالار بٹیلہ غازی کو ابتدائے آغاز حال میں اس طرح دیکھتا تھا۔ اس وقت دنیا کے انتظام وضروریات کی طرف سے دل ٹھنڈا ہو چکا تھا، تین چار سال تک اپنی خبر نہ رکھی ۔ بعد از صفائی تمام جب حضوری دوام حاصل ہوگئی تب اپنی تسلی وآلام کی طرف منہ موڑ دیا۔ بالآخر میں اپنی تحقیق سے اس نتیجہ پر پہونچا کہ اور جملہ داستان حقیقی اس بات پر متفق ہیں کہ ظاہر وباطن میں کوئی چیز محبت یا عشق سے بہتر موجود نہیں ہے، چنانچہ ایک بزرگ کہتے ہیں۔

رباعی:

زیں نکتہ خبر از دل بے ذوق چہ جویند — در عالم معنی کجا بند بگویند
مایۂ عمر است ہمیں عشق دریں دہر — کز عشق عذارند چہ دارند بگویند

سالار مسعود مجلس میں جہاں سب جمع تھے تشریف لائے، منشی کو حکم فرمایا کہ ہر چہار طرف کے امراء کو نامہ لکھو کہ کافروں نے ایسی حرکت کی تھی مگر خداوند کریم نے اپنا فضل و کرم کیا اس لئے لکھواتا ہوں کہ شاید کوئی شخص کسی طرف کچھ اور مشہور نہ کر دیوے جس سے ان لوگوں کو پریشانی و تکلیف ہووے اور ایک خط حضرت رجب سالار بہیلہ غازی بہرائچ کی طرف روانہ کیا جاوے۔ اس وقت عمر رجب سالار بہیلہ غازی چالیس سال کی تھی۔ منشی نے اسی وقت نامے لکھ کر خدمت میں پیش کیا، آپ نے اس پر اپنے دستخط ثبت فرما کر قاصدوں کو دیدیا اور جابجا پروانہ جات بھیجے۔

سیّد سالار مسعود کا جب قاصد حضرت رجب سالار بہیلہ غازی کے پاس پہونچا بہت خوش ہوئے قاصد کو قریب میں بٹھایا اور وہاں کا مفصل حال پوچھا۔ جب وہ واقعہ حجام والی حرکت کا کہنے لگا، جسم مبارک لرزنے لگا اور بے ہوش ہو گئے، بعد ایک ساعت جب ہوش آیا اس نامہ کو پڑھا اور دستخط خاص سالار مسعود غازی جو اسپر موجود تھے دیکھا آنکھوں سے لگایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں سے حفاظت فرمائی اور وہ اپنے مکر میں کامیاب نہ ہوئے۔

سبحان اللہ انکی جوانی و بزرگی پر خداوند کریم نے اپنا بہت بڑا فضل و کرم فرمایا اور بڑی خیریت ہوئی۔ دوسرا خط بخدمت دل ونعمت پدر بزرگوار کاہلیر کی طرف بھیجنا چاہا تھا، اسی وقت وہ بھی لکھ کر خدمت میں لایا گیا۔ تیسرا خط بنام سالار زنگی بھی لکھ کر نظر فیض اثر سے گذرا دونوں خطوں پر آپ نے اپنے دستخط مزین فرما کر قاصدون کے ہاتھ میں دیدئے اور جابجا قاصد مقرر کر دئے۔ جب قاصدان سالار ساہو و سالار زنگی کے پاس پہونچے وہ بہت خوش ہوئے قاصدوں کو بغل میں لے لیا تمام حال پوچھا جب واقعہ حرکت حجام کہا جسم مبارک لرزنے لگا، بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا دیوانہ کے مانند گھر کے اندر ستر معلّٰی کے پاس گئے وہ بھی مثل مجنوں رہتی تھیں اور جب کوئی شخص نام مسعود لیتا تھا ہوش میں آتی تھیں، سالار ساہو نے دستخط خاص سالار مسعود پھر دیکھا، مہر مزین شدہ جتنی مرتبہ دیکھتے تھے آنکھوں میں لگاتے تھے ستر معلّٰی نے سالار ساہو سے اشارہ کیا کہ پڑھو، جب تمام حالات

پڑھ کر حرکت حجام کے حال پر پہونچے ستر معلّےٰ نے کہا کہ افسوس میرے مسعود پر زہر نے اثر کیا اور میں زندہ ہوں یہ کلمہ کہہ کر بیہوش ہوگئیں اور جدائی کا تیر جگر میں کام کر گیا، اسی وقت مریض ہوگئیں۔ ہر چند حکیموں نے دوا کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی یقین کرنا چاہئے کہ عشق کے مریض کو بغیر معشوق کے دیکھے ہوئے کوئی اور دوسرا علاج اس کا نہیں ہوتا وہ علاج ممکن نہ ہوا کہ جو صحت ہو جاتی، غم سے میں دل چکنا چور ہو گیا۔ بارہویں روز اسی جدائی کے مرض میں ستر معلّےٰ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی میں رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جنت میں گئیں عفیفۂ دہر — حوران جناں ہوئیں قدم بوس
ہجری تاریخ از ہاتف غیب — بولا افسوس آہ افسوس

سنہ ۴۲۰ھ

تاریخ وصال والدہ محترمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت ستر معلّیٰ

حضرت ستر معلّےٰ کے وصال پر ملال پر سالار ساہو نے بڑا غم کیا سخت ماتم کیا، سالار ساہو و سالار رزگی نے جنازہ مبارکہ کچھ اعزہ اور ایک پلٹن ہزار سواروں کی ہمراہ غزنی بھیج دیا سالار ساہو نے کہا کہ میں اسی لئے بہمراہ سالار مسعود ور جب سالار رٹیلہ نہ گیا تھا۔ اب اس ملک میں میرا کام کیا ہے اسی مضمون کا عریضہ سلطان محمود کو لکھ کر بھیج دیا اور خود اپنے لشکر کے ساتھ ہند کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے بیٹے سے ملاقات کا شوق دامن گیر ہوا۔

ادھر جس وقت حضرت سید سالار مسعود غازی نے ستر کھ میں خبر وفات ستر معلّےٰ یعنی والدہ محترمہ کی سنی، سن کر دل گھبرانے لگا، کلیجہ منھ کو آنے لگا۔ خون دل نے جوش کیا محبت مادری نے بیہوش کیا غش پر غش آتے تھے، پچھاڑیں کھاتے تھے خواب و خرام حرام تھا، گریہ وزاری سے کام تھا، ہر دم ستر معلّےٰ کا نام ورد زبان تھا، لب پر نالہ و فغاں تھا۔ جب بیتابی سے گھبراتے تھے یہ فرماتے تھے۔ مخدومہ عالم نے ہماری بیماری سن سن کر جان دی۔ مجھے خبر بھی نہ کی اب ہر دم میرے ناز کون اٹھائے گا، دست شفقت سینے پر کون پھرائے گا، مجھ کو اس چرخ نیلی نے روز سیاہ دکھایا غربت میں امیر بنایا، اب دنیا سے دل غیر ہے، موت میں کیا دیر ہے ایسے کلام دردانگیز فرماتے تھے کہ سننے والوں کے کلیجے پھٹے جاتے تھے

مگر عزم راسخ رکھنے والا غازی ولی صدمات کو خدا کے دین کے احیاء کے لئے ہر آن برداشت کرتا ہوا اپنے قدم آگے بڑھاتا رہا، نازونعم میں پلنے والا سالار مسعود اپنی سعادت مندی کی ڈگر پر گامزن رہا طوفانی تھپیڑے اس کی کشتی کو نہ موڑ سکے وہ ہر موڑ پر دین محمدی کا سپہ سالار اعظم نظر آتا رہا کسی نے خوب کہا ہے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

داستان پنجم پہونچنا سالار ساہو کا ستر کھ میں سالار زنگی کا متوجہ ہونا طرف اکبر آباد کے و سالار ساہو کا ستر کھ میں و سالار زنگی کا بدار الخلافت اکبر آباد میں انتقال فرمانا و سالار مسعود و رجب سالار کا بہرائچ کی جنگ عظیم میں شہادت پانا

القصہ جب سالار ساہو قریب ستر کھ پہونچے سالار مسعود استقبال کر کے ان کو اپنے گھر لائے اور تین روز تک خوشی میں مصروف رہ کر شادیانے بجوائے گویا شبانہ روز مجلس عیش و سرور رہی۔ پہلوان لشکر موصوف کی تشریف آوری سے تمام سرحدوں کے آدمیوں کو تقویت بہت زیادہ ہوگئی۔ سالار زنگی نے جنازہ ستر معلےٰ کو غزنی میں دفن کیا اور خود لشکر کے ساتھ ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے۔ پانچ مہینے کے بعد سالار زنگی ستر کھ میں پہونچے، سالار ساہو کی نظر سالار زنگی پر پڑی ستر معلی یاد آئیں بہت روئے اور لشکر اسلام کے پہونچنے سے کفاران ہر طرف رنجیدہ و پریشان ہوئے تھوڑے دنوں کے بعد ملک فیروز عمر نے کافروں کے جاسوس کو پکڑ کر اس کو حضرت رجب سالار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لائے اور اس کو بہ انتظام تمام قید کر کے کچھ آدمی ہمراہ کر معہ خطوط ستر کھ میں بھیجا، جب وہاں پہونچا خدمت گاران سالار مسعود نے اس کو پہچانا دو جنیو پہننے والے تھے قبل اس کے کہ دونوں جاسوس پر سحر و جادو گران کو راجگان کٹرہ مانک پور کی طرف بھیجے جاویں۔ سالار ساہو نے فرمایا کہ تینوں آدمیوں کو مار ڈالا جائے، سالار مسعود نے کہا کہ یہاں مار ڈالنے سے کیا فائدہ؟ چھوڑ دیجئے۔ سالار ساہو نے کہا کہ دوز نار دار کو

فرزند کی خاطر سے چھوڑ دو لیکن حجام کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اسی ساعت دو ٹکڑے کر دیا اور خطوط جو راجگان کٹرہ مانک پور نے راجگان بہرائچ کے واسطے لکھا تھا اس کو لیکر پڑھا اس میں لکھا تھا کہ لشکر بیگانہ میرے و تمہارے درمیان یعنی مقابلہ کے لئے آ کر بیٹھا ہے اس طرف سے تم لوگ اور اس طرف سے ہم لوگ مسلمانوں کو مار ڈالیں یہ مضمون پڑھ کر سالار ساہو کو بہت غیرت معلوم ہوئی۔ اسی ساعت دو جاسوس مقرر کئے کہ وہ راجگان کٹرہ مانک پور کی خبر لا دیں کہ وہ لوگ کس کام میں مصروف ہیں۔ جاسوس وہاں جا کر خبر لائے کہ وہ کافران ابھی اس طرف سے غافل رہ کر دیگر امور یعنی شادی بیاہ لڑکے و لڑکی میں مشغول ہیں۔ اسی ساعت سالار ساہو و سالار زنگی نے بھی عام حکم جنگ فرمادیا اور سالار مسعود کو ستر کھ میں چھوڑ کر خود دوسرے دن کفاروں کے سر پر پہونچے اور وہاں فوج دو حصہ کر کے ایک حصہ فوج سالار زنگی لے کر کٹرہ کی جانب گئے اور ایک حصہ فوج سالار ساہو لیکر مانک پور کی طرف گئے۔ ترکاوان بہادران نے بہت تیزی کے ساتھ دونوں قلعوں کو گھیر لیا۔ کفاران جنگ کے لئے نکل پڑے لیکن اسلام کا لشکر زبردست پایا گیا انھوں نے ہزاروں کافروں کو تہ تیغ کیا اور بہت لوگوں کے گلے میں طوق ڈال کر ستر کھ کی جانب روانہ کیا۔

المختصر سالار ساہو و سالار زنگی نے کٹرہ مانک پور کو خاک کے برابر کر دیا اور بے شمار مال و اسباب لشکروں کے ہاتھ میں پڑا۔ پھر ملک عبداللہ کو کٹرہ میں چھوڑا اور ہر دو امیران با حشمت و شوکت ستر کھ میں واپس آئے۔ اس زمانہ میں جملہ راجگان ہند کو تحیر و افسوس ہوا کہ اس لشکر اسلام سے مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ بالآخر تمام کافروں نے آپس میں صلاح و مشورہ کر کے اقرار عہد کیا اور سامان جنگ مہیا کرنے پر مستعد ہوئے۔ ایک روز سالار ساہو و سالار زنگی و سالار مسعود شکار کے واسطے سوار ہو کر گئے تھے اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد اپنی منزل مقصود کی طرف متوجہ ہوئے۔ سالار مسعود نے دیکھا کہ ایک بڑا بھاری شیر درخت کے نیچے بیٹھا ہے اس کو غافل کر کے گھوڑا مانند ہرن کے دوڑنے والا شیر کی طرف دوڑایا، جب شیر کی نظر دو چار ہوئی اس نے غرا کر جست کیا اور قریب تھا کہ سلطان الشہداء سالار مسعود پر ہاتھ مارے، مگر آپ نے بہ سرعت تمام شمشیر حیدری علم کر کے ایسی لگائی کہ شیر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا، غوغا ہوا سالار ساہو نے واقعہ حال دیکھا، فرزند کے گرد اگرد پھر کر اپنے کو نثار کرنے لگے، پھر اپنے خیمے میں واپس آئے اور فقیروں و مسکینوں کو بہت کچھ صدقات دیئے اور اسی وقت ایک تحریر

رجب سالار رہیلہ غازی کو بھیجی بہرائچ میں۔ اس میں تمام واقعات شیر کے لکھے تھے کہ اللہ جل شانہٗ نے بڑا اپنا فضل و کرم فرمایا۔ رجب سالار رہیلہ غازی جہاں کہ لوگ جمع تھے وہاں تشریف لا کر منشی کو ارشاد فرمایا کہ ایک خط ستر کھ میں لکھو سالار مسعود کو اور دوسرا خط بخدمت پدر سالار زنگی اور ایک عریضہ بخدمت سالار ساہو لکھو۔ منشی نے فوراً لکھ کر بخدمت رجب سالار رہیلہ پیش کیا۔ آپ نے ہر ایک خط پر علیحدہ علیحدہ دستخط مزین فرما کر قاصدوں کے ہاتھ میں دیکر روانہ فرمایا۔ اسی وقت سالار ساہو و سالار زنگی صدقات وافر دے کر فارغ بیٹھے تھے کہ ویسے ہی قاصدان خدمت میں پہونچے، بہت خوش ہوئے قاصدوں کو بغل گیر کیا، تمام احوال اپنے فرزند کا پوچھا۔ ان لوگوں نے کافروں کا حال بیان کیا، بعدہٗ قاصدوں کو بخدمت سالار مسعود بھیج دیا، وہ بہت خوش ہوئے اور خط بدستخط خاص رجب سالار رہیلہ غازی دیکھا، پڑھا۔ لکھا تھا کہ کافران ہر چہار طرف سے مثل چیونٹی و ٹیڑیوں کے جمع ہو کر چڑھائی کر رہے ہیں جلد بندہ کی امداد کریں۔

۱۴ ارشعبان ۴۲۳ھ کو سالار مسعود نے اپنے باپ سے عرض کی کہ اگر مجھ کو حکم ہو تو بہرائچ جاؤں اور وہاں شکار بھی کھیلوں اور کافروں کی گوشمالی کروں جس کو سالار ساہو نے منظور نہ کیا۔ فرمایا کہ جدائی آں فرزند کی بس مرتبہ بہت مشکل معلوم ہو رہی ہے، اس ضعیفی میں مجھ کو تنہا نہ چھوڑو۔ سالار مسعود نے پھر اپنے والد کو بہت گھیرا کہ کافران وہاں غلبہ کر رہے ہیں، میں برائے امداد رجب سالار رہیلہ بہرائچ کی طرف جانا چاہتا ہوں، دوسرے شکار گاہ خوب ہے، چند روز شکار کھیل کر پھر خدمت میں حاضر ہوں گا۔ مجبوراً رخصت فرمایا اور خدا کے حوالہ کیا۔ سالار مسعود پر بھی وقت آئندہ بہت روشن تھا۔ رنجیدہ برآمد ہو کر بہرائچ کی طرف چلے۔ چوتھے روز معہ لشکر پہونچے، رجب سالار غازی کی گود میں چمٹ کر بہت روئے سالار مسعود نے کہا کہ ایک ملاقات آج کی ہے معلوم نہیں ہے کہ پھر ملاقات ہووے یا نہ ہووے۔ ہر دو امیران آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور واقعات ہم نشینی سلطان محمود اور حسن میمندی کی مخالفت کرنے کی یاد آئی تب کہا کہ قرابت داران علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ یہ بھی گفتگو تھی کہ بہرائچ میں کفار اپنی کوتاہ فکری سے سر اٹھائے ہیں۔ منتشر ہو کر جا بجا لشکر اسلام سے مقابلہ کے لیے سکونت پذیر ہوئے۔ سالار مسعود غازی نے تمام لشکر ہمراہ رجب سالار رہیلہ غازی کے کر دیا کہ نواح بہرائچ میں کافروں کو خوب تخت و تاراج کرو اور جہاں کہ تلوار چلانے کا موقع ہو دو ٹکڑے

کردو۔ جس وقت سالار مسعود شکار کے واسطے سوار ہوئے، شکار کھیلتے ہوئے بُت خانہ سورج کنڈ کی طرف سے گذرے۔ سالار مسعود نے فرمایا کہ اس زمین سے مجھ کو وطن کی بو آتی ہے، یہ سورج کنڈ جملہ کافران ہند کا بہت بڑا قبلہ حاجات تھا۔ ایک شکل سورج آفتاب کی پتھر پر نقش کی ہوئی اس حوض پر رکھی تھی اس کو بالارکھ بھی کہتے تھے۔ موقع آفتاب میں گہن لگنے کے جملہ کفاران از پورب تا پچھم اس کے پوجنے کو آتے تھے اور عام طور سے ہر اتوار (یکشنبہ) کو اطراف بہرائچ وغیرہ سے ہزاروں عورتیں اور ہزاروں مرد حاضر ہو کر اپنے سر کو اس پتھر پر ملتے تھے۔ اور بجائے معبود پوجتے تھے۔ سالار مسعود اس بت پرستی سے بہت متنفر تھے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ انشاء اللہ خدا کی مہربانی سے میں اس کفر کی کان کو جڑ سے اکھاڑ ڈالوں گا اور اس جگہ ایک گھر پروردگار عالم کی عبادت کے لئے بناؤں گا اور اس ملک سے کفر کی کان اکھاڑ کر پھینک دوں گا۔ خداوند کریم نے اس کلام کو قبول فرمایا۔ جیسا کہ اسلام کی رونق اس مقام پر مثل آفتاب روشن ہے۔ بتاریخ ۱۷ ماہ شعبان المعظم ۴۲۳ھ ہجری سالار مسعود غازی سترکھ سے بہرائچ میں آئے۔

سالار مسعود کو روانہ کرنے کے بعد سالار نے سالار زنگی کو دہلی کی طرف روانہ فرمایا اور کہا تم کو خدا کے سپرد کیا میں نے۔ ہر دو امیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے، دوسرے روز سالار زنگی اپنے لشکر کو آراستہ کر کے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے، کوچ و مقام کرتے ہوئے جب سات روز دھلی کی راہ باقی رہی تھی حضرت سالار زنگی پہلوان کے پیٹ میں درد پیدا ہوا، چنانچہ اسی شکایت میں آپ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور بتاریخ ۷ ماہ شوال المکرم ۴۲۳ھ ہجری بہ قلعہ قدیم جسے اکبر آباد بھی کہتے ہیں دفن ہوئے۔ جس وقت خبر وفات اپنے والد ماجد کی رجب سالار رہیلہ غازی نے سنی پچھاڑیں کھا کر بہت روئے۔

ملک شہاب الدین نے عریضہ بخدمت سالار ساہو بمقام سترکھ بذریعہ قاصد روانہ کیا۔ جب وہ قاصد سالار ساہو کے پاس پہونچا پہلے وہ بہت خوش ہوئے اس نے عریضہ ہاتھ میں دیا، لکھا تھا کہ سالار زنگی پہلوان نے درد شکم میں رحلت فرمائی۔ اس واقعہ جگر سوز کو پڑھتے ہی سالار ساہو ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور زمین پر گر پڑے، اسی وقت درد سر پیدا ہوا اور برابر حالت بگڑتی گئی اور ۲۵ شوال ۴۲۳ھ کو جاں بحق ہوئے۔

وصال والد محترم سالار ساہو

جدائی فرزندو وصال سالار زنگی کے غم میں سالار ساہو نے بھی بتاریخ ۲۵ رماہ شوال ۴۲۳ھ میں اس دارفانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی اور سترکھ ہی میں دفن کیا گیا۔ عبدالملک نے عریضہ بخدمت سلطان الشہداء بمقام بہرائچ دستخط خاص خود تحریر کر کے قاصدوں کے ہاتھ میں دے کر روانہ کیا۔ جب قاصد سترکھ سے آیا معظم خاں دروازہ کے آگے کھڑا تھا۔ قاصدوں کو متغیر دیکھ کر پوچھا کیا حالت ہے۔ وہ کہنے لگے سالار زنگی و سالار ساہو پہلوانان لشکر نے انتقال فرمایا۔ معظم خاں نے وہ عرضداشت خود لے لی اور قاصدوں کو منع کی کہ آج یہاں ظاہر نہ کرنا، دوسرے دن معظم خاں نے جب کہ سالار مسعود و رجب سالار رہلیہ کے آگے کافروں کے واقعات کے تذکرے ہو رہے تھے اور شرف الملک و دیگر امراء بڑے بڑے سب ایک جگہ بخدمت ہر دو سالار مذکور جمع تھے۔ عریضہ عبدالملک فیروز ہر دو سالار موصوف کے ہاتھ میں دیا۔ اس میں تحریر تھا کہ بتاریخ ہفتم یعنی ۷ رماہ شوال ۴۲۳ ہجری کو سالار زنگی کے درد شکم پیدا ہوا وصیت کے مطابق قلعہ قدیم اکبر آباد کے دروازہ پر دفن کئے گئے۔ اور بتاریخ ۸ رماہ شوال ۴۲۳ ہجری کو سالار ساہو کو درد سر پیدا ہوا اور ۲۵ رشوال ۴۲۳ھ کو وصال فرمایا۔ وصیت کے مطابق سترکھ میں دفن کئے گئے۔ بقضاء اللہ تعالیٰ

الغرض جیسے یہ قاصدوں سے سالار مسعود و رجب سالار رہلیہ نے اس خبر جگر سوز کو سنا ہائے ہائے کر کے۔ ہر دو امیر ملال میں ڈوب گئے اور بے خود ہو کر زمین پر گر پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا، حسن میمندی کا واقعہ یاد آیا کہ اس کے فتنہ و فساد سے ہماری حالت یہاں تک پہونچی۔ والدہ کاہلیر میں فوت ہوئیں۔ حضرت ولی نعمت نے سترکھ میں وفات پائی۔ اب قدرے یتیمی معلوم ہوئی۔ سبحان اللہ ایک وقت وہ تھا کہ ہم نشین سلطان محمود تھے اور اب اس جنگل و خرابہ و کفرستان میں پڑا ہوں معلوم نہیں ہے کہ عاقبت کیا صورت دکھلاتی ہے۔ ان کلمات سے رجب سالار رہلیہ و سالار مسعود رونے لگے۔ حال بہت غیر ہو چکا تھا لیکن پھر اپنی صحیح حالت پر آ گئے اور منشی کو حکم فرمایا کہ ہر ایک ایک امیران سرحد کے نام پروانہ لکھو کہ مصیبت نے ایسی صورت دکھلائی ہے لیکن رضائے خدا میں کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں مشیت ایزدی پر راضی و شاکر ہوں اور تم کو بھی رضائے حق تعالیٰ

میں مردانہ وار ہو کر اسی پروردگار عالم کی قوت پر قانع رہنا کافی ہے۔ اور وہی آسانیوں کا فراہم کرنے والا ہے۔

سبحان اللہ ذات آں مسعود میں کمال عقل و غیرت تھی اس طرح کہ ہم کو شعور نہیں اس صدمہ جانکاہ پر صبر فرمانا اور عبدالملک فیروز کو گھوڑا معہ خلعت عنایت فرما کر والی ستر کھ کر دیا اور تسلی بہت لکھی کہ رضائے خدا پر راضی رہو۔ جس وقت سلطان الشہداء نے عبدالملک فیروز کو والی ستر کھ کیا والد ماجد کے غم میں حضرت سلطان الشہداء کی گریہ وزاری و لشکر کی بیقراری لکھنے سے قلم کے جگر میں شگاف ہے۔ صریر خامہ میں صدائے آہ صاف ہے۔ ایک حشر عظیم بپا تھا، واحسرتاہ کا شور مچا تھا اب اس دیار میں ہمارا کون پرسان حال ہوگا۔ کاہلیر میں والدہ ماجدہ نے رحلت فرمائی۔ والد ماجد کو ستر کھ کی زمین پسند آئی ہم کو نرغۂ اشرار میں دشت پرخار میں چھوڑ گئے خود دنیا سے منہ موڑ گئے۔ نرغۂ اشرار میں ہماری رہنمائی کون کریگا وہ میدان جنگ کا سورما تھا۔ جس کی قوت و ہمت کے آگے بڑے بڑے بہادران کتراتے تھے۔ اب دست شفقت سر پر کون دھرے گا۔ میرے پسینے پر کون خون گرائے گا۔ سینے سے لگائے گا بابا جان کہہ کر کس سے کلام کروں گا ستر کھ میں جا کر کسے سلام کروں گا۔ ہاں زیارت مزار ہے جس سے دل فگار ہے۔ جنگ میں مددگار کا سہارا نہ رہا کوئی بزرگ ہمارا نہ رہا۔ پھر کلیجہ تھام کر رب کائنات کا شکریہ ادا فرمایا۔

والد ماجد کے غم میں دس روز تک یہی حال رہا۔ صدمہ کمال رہا۔ کھانا پینا بیکار تھا بڑا کہرام تھا۔ لشکر میں حشر بپا تھا کہرام مچا تھا۔ گیارہویں دن ارکان دولت نے سمجھایا رُورُو کر سنایا خدا کی رضا پر راضی ہو کر ضبط فرمائی۔ الغرض سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ دس روز تک شکار نہ گئے اور صحبت فقیروں و علماء کی رکھی اور ہر روز کھانا زیادہ تقسیم فرمائے اور صدقہ بہت دیتے تھے اور ختم قرآن علیحدہ علیحدہ بہت کرایا دس دن کے بعد حسب طریقہ مقررہ شکار کھیلنے گئے۔ اور کاروبار خلق پروری میں مشغول ہوئے۔ بارہا فرمایا کہ یار وایسے وقت میں میں ہندوستان آیا کہ ایک روز بھی فکر و تردد نے نہ چھوڑا اور مخصوص یہ شہر بہرائچ کے تمام جنگل و خرابہ ایک ساتھ گروہ نے ساتھ نہ دیا۔ تب بھی اس شہر کی طرف طبیعت مائل ہے اور اس زمین سے یگانگت و محبت کی بو آئی ہے۔ حاضرین مجلس کو کسی بزرگ سے اس کلام کا مقصد معلوم کر کے چہرہ سب کا متبدل و متغیر ہو گیا۔ اس وقت تغافل

کر کے دوسری بات شروع کی۔ اور حاضرین کو اپنی آمد اور قیام بہرائچ کا مقصد بتایا۔

سالار مسعود کو خواب میں شہادت کی بشارت

الغرض دو تین مہینہ اس غم میں تمام خوشی چھوڑ دی۔ جب ماہ محرم دیکھا گیا اور نیا سال آیا، صبح کے وقت عیش کی مجلس آراستہ کی گئی۔ جملہ آدمی آکر حاضر ہوئے۔ کھانا و عطریات خرچ کیا اور خود وضو جدید بنایا، بوقت دو پہر آرام میں مشغول ہوئے۔ اسی وقت ایک خواب دیکھا کہ سالار ساہو سالار رزنگی نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ دریائے گنگ کے کنارے خیمہ لگایا اس جگہ سالار مسعود پہونچے جب اندر قنات خیمہ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ سالار ساہو و سالار رزنگی خوشی کی مجلس آراستہ کر کے بیٹھے ہیں۔ حاضرین اور والدہ محترمہ ستر معلیٰ گلدسہ ہاتھ میں لئے کھڑی ہیں۔ جیسے ہی سالار مسعود کو دیکھا فوراً کہا آ مسعود جلد آ سامان کار خیر تیرے واسطے موجود کیا ہے میں نے۔ سلطان الشہداء سالار مسعود قریب گئے اس وقت گلدستہ جو ہاتھ میں لئے تھیں سر پر سالار مسعود کے رکھا اور ہر طرف خوشی کے ترانے گائے جانے لگے۔ محفل کا رنگ ہی بدل گیا۔ سبحان اللہ تمام لشکر سے غوغا اٹھا۔ سالار مسعود اس غوغے سے جگ اٹھے اور حیرت میں آئے۔ خدمت گاروں کو حکم دیا کہ رجب سالار کو لاؤ خدمت گاروں نے اسی ساعت خبر پہونچائی کہ سالار مسعود آپ کو اپنے سامنے بلاتے ہیں۔

پس رجب سالار گئے نماز با جماعت ادا کی خواب مذکور کو بیان کیا۔ حضرت رجب سالار خواب نامہ منگوا کر دیکھنے لگے۔ سترہویں فصل میں نکلا یعنی جو شخص ایسا خواب دیکھے اس کو مرتبۂ شہادت نصیب ہووے۔ جب سالار مسعود نے تعبیر نامہ خواب سنا سر اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا۔ شعر

ایں جان عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست　　　روزے رخش بہ بینم و تسلیم وی کنم

یہ جان جو بطور عاریت ہے اپنے معشوق حقیقی کو سپرد کیا　　　جس روز اس کا منہ دیکھوں میں پس ویسا ہی ہو جاؤں

سجدۂ شکر ادا کرنے کے بعد سلطان الشہداء سالار مسعود پھر جہاں سب لوگ بیٹھے تھے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا قول ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوتِ پس پہلوانان

لشکر رجب سالار رحمۃ اللہ علیہ غازی نے فرمایا کہ جس شخص کو شربت شہادت چکھنا ہے زہے نصیب اس کے کہ وہ شربت پی کر عالم ظاہری و باطنی میں زندگی کا لطف اٹھاوے یعنی ہمیشہ زندہ رہے اور اس دنیائے ظاہری میں ایسے حادثہ کو سر کر کے فراغت حاصل کرنیکا مقصد مراد تمہارا یہی ہے خداوند کریم مجھ کو اور میرے دوستوں کو فرزندان اسد اللہ الغالب اہل بیت نبوت کی سیرت عطا فرمائے۔

راجگان بہرائچ واطراف کی طرف سے قاصد کا سالار مسعود کے پاس آنا اور سالار مسعود کا راجاؤں کے پیغام سے آگاہ ہو کر تدبیر جنگ فرمانا

القصہ دوسرے ہی دن ایک شخص راجگان نواح بہرائچ کا بھیجا ہوا سالار مسعود ور جب سالار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا۔ ملک حیدر نے اس کو حضور کی خدمت میں پیش کیا جو عریضہ کہ وہ لایا تھا نظر فیض اثر سے گذرا اس میں لکھا تھا کہ تم بالا بالا آئے ہو اس ملک کی حقیقت نہیں جانتے ہو کہ یہ ملک ہمارا آبائی ہے۔ بالا بالا آدمی آیا ہوا یہاں نہیں رہ سکتا ہے چاہیئے کہ حقیقت پر غور کرو۔ پہلوان لشکر رجب سالار رحمۃ اللہ علیہ غازی نے آنے والے سے پوچھا کہ وہ چند راجگان جو جمع ہیں ان کے کیا نام ہیں کہا کہ رائے رائب و رائے سائب ورائے ارجن ورائے بھیکن ورائے کنک ورائے کلیان ورائے سکرد وکرنو بیربل وسری پال وہرپال ورائے نرکھو وجودھاری و رائے نرسنگھ یہ جملہ پندرہ راجگان معہ آٹھ لاکھ سوار و تیس لاکھ پیادے کے جو میرے راجاؤں کے امداد کے واسطے آئے ہیں سب جمع ہیں۔

پھر رجب سالار رحمۃ اللہ علیہ غازی نے آنے والے سے پوچھا کہ تمہارے راجہ کا کیا نام ہے اس نے ظاہر کیا کہ رائے سمر دیو سجولی و رائے بھر مل بہرائچ ورائے نکرودورک مل وٹکولی ورائے نگر مل نگرور و رائے سومکرن سمبولہ یہ چند راجگان سردار اور اپنی جگہ پر صاحب لشکر کثیر ہیں جو لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔

سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ نے جواب خط لکھا اور شاہ نیک دل موصوف نے اسکے ہمراہ سات پیادے کر کے رخصت فرمایا کہ اپنا جواب خط خود چاہیے لے جانا۔ کہا کہ مقصد یہ ہے کہ وہاں کا لشکر دیکھ کر آؤ جب پیادہ فرستادہ شاہ نیک دل وہاں پہو نچے تو دیکھا کہ راجگان ایک جگہ جمع ہیں اور رائے سہر دیو ورائے رائب اس جماعت کا سر گروہ ہے۔ فرستادہ ملک مذکور کو اپنے سامنے بلایا۔ پوچھا کہ سالار مسعود ور جب سالار نے کیا فرمایا ہے۔ کہا کہ ہمارے سالار نے تم لوگوں کو دعا کہی ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے تعریف تمہارے اس ملک کی سنی ہے میں صرف شکار کھیلنے کے واسطے یہاں آیا ہوں۔ چونکہ اس ملک میں جنگل وویرانہ پڑا ہے چاہتا ہوں کہ برادرانہ طور پر چند دنوں اس جگہ رہوں میں اور ملک کو آباد کروں میں۔ کفار بدکردار نے جواب دیا کہ جس وقت تک میرے اور ان کے درمیان میں ایک جنگ نہ ہو جائے یہ سخن باصلاح یا سوال قابل پزیرائی نہیں ہے۔ تم لوگ بے دھڑک یہاں طاقت پکڑ کر آئے ہو۔ ہم لوگوں نے سب طریقے سے طرح دی ہے جب تک دونوں طرف کی یا ایک طرف کی طاقت شکست نہ ہو جائے کوئی رائے کسی طریقے سے صحیح قائم نہیں کی جاسکتی ہے ورائے کرن نے کہا کہ اس ملک کی آب وہوا کی خاصیت ابھی تک تمہارا سالار نہیں جانتا ہے۔ ہمارا کام یہی ہے چاہیں تو پانی بنادیں۔ بہتر یہ ہے کہ وہ اب یہاں سے چھوڑ کر اسی طرف لوٹ جاویں اور نہیں تو آج ہی کل میں جنگ ہے رائے کلیان اس گروہ کے درمیان عقلمند تھا۔ کہا کہ رائے رایان تمہاری عقل گم ہوگئی ہے کہ نام جنگ لیتے ہو تم نہیں جانتے کہ سالار مسعود ور جب سالار کافروں پر ناز کر کے کہتا ہے کہ ہم فرزندان سالار ساہو وسالار زنگی ہیں۔ ترس کھانا یا صلاح ومشورہ کی بات آگے لانا محض بطور خیال غلط دل میں لانا ہے۔ تم لوگ خیال کرو کہ ابھی کل کے روز کس قدر غیرت رکھتے تھے جب سلطان محمود کے سامنے تھے وزیر سے مخالفت ہوئی۔ ماں کاہلیر میں مر گئیں اور باپ سترکھ میں اور رجب سالار کے باپ نے قلعہ اکبر آباد میں وفات پائی مگر یہ لوگ زیارت کے واسطے نہ گئے ان سے اس قسم کی بات دلیرانہ کرتے ہو یہ جو کہتے ہیں کہ ا ر کسی کو ذوق ہووے تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اس جگہ سے اٹھادیوے۔ وہ طنز وطعنہ مارتے ہیں تم نہیں سمجھتے ہو صلح کرنے میں کیا نقصان ہے۔ لیکن اگر وہ صلح قبول کریں تو کافران ہر طرف سے چوٹیہ پھلکا رغوغا اٹھادیں۔ جب فرستادہ شاہ نیک دل نے یہ رنگ دیکھا اس جگہ

سے اٹھا اور سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی کی خدمت میں پہونچا۔ اوّل راجاؤں کے واقعات جو کچھ تھے کہے۔ ادھر کافروں نے جمع ہو کر مسلسل کوچ کر کے آب کٹھیلہ[1] کے کنارے جنگل ٹارہ منی میں ڈیرہ کیا۔ جب یہ خبر سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ غازی کو پہونچی کہ کفاران شورش کرنے پہلے آگئے تو انھوں نے جملہ بڑے بڑے امراء کو اپنے سامنے بلا کر صلاح کی کہ آیا اسی جگہ جنگ کرنا چاہئے یا ان کے سر پر جانا چاہئے۔ پہلوان لشکر رجب سالار رہٹیلہ غازی اس زمانے کے صاحب تجربہ تھے فرمایا کہ اسی جگہ ان کے سر پر پہونچنا چاہئے سیدنا سالار مسعود نے کہا بہتر ہے کہ رجب سالار رہٹیلہ غازی و سالار مسعود مسلح ہو کر بعد ادائے نماز مغرب گھوڑا ہیکل آراستہ کر کے اس پر سوار ہو کر راتوں رات ان کے سر پر جاویں وقت صبح کاذب لشکر کفار کے قریب پہونچے فوجوں کو آراستہ کیا اور رجب سالار رہٹیلہ پہلوان اور دیگر امیروں کے آگے پیچھے وبائیں داہنے رہنے کیلئے نامزد فرمایا خود درمیان میں رہ کر کافروں کے سر پر جا پڑے۔ جنگ کرنے لگے۔ رجب سالار رہٹیلہ نے دو پاس (ہر پاس تین گھنٹہ کا ہوتا ہے) جنگ عظیم کی۔ اکثر ترکان بہادر و سالار سیف الدین و امیر خضر و امیر سید نصر اللہ نے داہنی جانب سے گھوڑے دوڑائے اور بائیں طرف سے امیر ترکان و امیران بہادران آگئے۔ سالار مسعود بھی ایک طرف جنگ میں مصروف تھے اور رجب سالار پہلوان لشکر نے بھی ایک ہاتھ میں تلوار دوسرے ہاتھ میں نیزہ لے کر جنگ میں آئے جس وقت نیزہ کافروں پر مارتے وہ سب گھس جاتا اور جب تلوار کافروں پر مارتے وہ دو ٹکڑے ہو جاتا چاروں طرف بہت بڑی کوشش و کشش کی عظیم جنگ ہوئی۔ آخر کار کفار لاعلاج ہو کر بھاگے پانچ راجگان قید کر لئے گئے۔ فتحیابی حسب دل خواہ ہوئی۔ بہت دور تک مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ لشکر اسلام ان کا پیچھا کرتے ہوئے گھوڑے و اسباب بے شمار حاصل کئے۔ سالار مسعود ور جب سالار نے چند مریدین منشی کو فرمایا کہ جس قدر مسلمان شہید ہوئے اور کفار قتل ہوئے ان کو لکھ کر لاؤ۔ جب منشی ان کو شمار کر کے لائے ایک لاکھ پانچ ہزار مسلمان شہید ہوئے جو دریائے بھکلہ سے لیکر دکولی تک زیر زمین ہیں جن کے نشانات کا علم نہیں چند مخصوص حضرات کے

---

[1] ایک بڑا دریا بھنگا روڈ پر دکولی کے آگے واقع ہے۔ علاقہ بہرائچ میں سب سے بڑی جنگ ہوئی جو میلوں میں پھیلی ہوئی تھی جو اب بھکلہ ندی سے مشہور ہے۔

نشانات دور تک پائے جاتے ہیں۔ اور تین لاکھ سات ہزار کفار تہہ تیغ ہوئے۔

دریائے بھکلہ کی جنگ عظیم کے بعد سالار مسعود ور جب سالار نے سات روز تک اس جگہ مقام کیا بہادران شہید شدہ کو دفن کرایا اور فاتحہ ان کی روح پاک کے واسطے پڑھا۔ پھر جب بعد کو آٹھویں دن متوجہ بہرائچ ہوئے چونکہ ہوا گرم تھی اور راستہ بہت طے کیا تھا لہٰذا درخت کلچکان[1] کے نیچے آب سورج کنڈ کے کنارے آرام کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ سایہ اس درخت کا مجھ کو بہت اچھا معلوم ہوا اور اس زمین سے مجھکو وطن کی بو آتی ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے ملک کی طرح یہاں باغ بناؤں اگر اسی جگہ میں رہ گیا اور گروہ کفار نے اس مقام سے ہمیں نہ ہٹایا تو ملک ہندوستان سے اسلام کا رواج کبھی ختم نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

آفتاب باطنی کو پوجنے کے بجائے جو وقت آفتاب ظاہری کے پرستش میں مصروف ہوتا ہے۔ دیکھ رہا ہوں میں اس کو برطرف کردوں گا میں۔ اسی وقت حکم فرمایا کہ یہ درختان جو سورج کنڈ کے گرد و پیش کفر کی تاریکی سے کہنہ شدہ ہو رہے ہیں سب کو جڑ سے کاٹ ڈالو مگر ایک درخت کلچکان یہ جس کے سایہ میں کوڑا ہوں میں، نہ کاٹنا۔ ہر دو امیر کو یہ جگہ پسند آئی میاں پرہار کو خدمت کوتوالی سے معزول کر کے میاں دولت[2] کو خاص کر یہ خدمت کوتوالی سپرد کر کے سرفراز کیا۔ اور فرمایا کہ جلد ان درختان کہنہ کو کاٹ کر نئے درختان طرح طرح کے مثال چمن اپنے ملک کے لگا کر اس باغ کو آرائش دے کر تیار کرو یہ حکم دے کر اوران کو مقرر کر کے سالار مسعود غازی ور جب سالار رحمۃ اللہ علیہ غازی باہم باتیں کرتے ہوئے بہ منزل مقصود بہرائچ میں قیام فرمایا۔ اس وقت زیادہ حصہ خلوت میں بہ شغل باطن صرف فرماتے تھے۔ سالار مسعود غازی شام و صبح دونوں وقت برائے دلجمعی سالار رجب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ وہ حضور کے بھانجے تھے دیوان خانے میں آتے تھے دو چار ساعت باتیں کر کے پھر محل کے اندر جاتے تھے۔ میاں دولت کوتوال نے تین چار روز میں تمام پرانے درختوں کو جڑ سے کاٹ کر دور کر دیا۔ اور سورج کنڈ کے گرداگرد بہ تعداد سو بیگھہ زمین ناپ کر بخدمت سالار مسعود ور جب سالار رحمۃ اللہ علیہ عرض کی کہ برائے تماشہ و سیر سوار ہو کر ٹہلتے ہوئے باغ کی طرف آئیں۔

---

[1] مہوہ کا درخت جو سورج کنڈ کے کنارے لگا تھا۔ [2] میاں دولت کا مزار اندرون درگاہ شریف دکھنی سنگی دروازہ کے باہر بلندی پر ہے۔

چنانچہ باغ جا کر بیلداران لشکر کو جو ہمراہ آئے تھے ان کو اپنے سامنے طلب کیا اور فرمایا کہ ہمارے ملک کے طریقے سے کیاریاں وچمن آراستہ عمدہ وخوبصورت بناؤ اور میاں دولت خاص کو اشارہ کیا کہ جابجا آدمی مقرر کر کے ہر قسم کے پھولوں کے درخت مزید باغ کے واسطے لائے جاویں اور یہ تاکید کی کہ چند ہی روز میں باغ تیار ہو جائے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک چبوترہ میرے بیٹھنے کے واسطے زیر درخت کلیچکاں بنایا جاوے کہ یہ جگہ مجھ کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے حضور نے تیاری باغ کی وضع وطرح قطع بتلا کر میاں دولت کو توال خاص ومزدوروں کو اس جگہ چھوڑ دیا۔ اور خود باحشمت وشوکت رجب سالار رہیلہ غازی سے باتیں کرتے ہوئے بہرائچ میں آئے۔ ۱؎

چونکہ میاں دولت خاص بندہ خانہ زاد ومزاجدان تھے دن رات اسی جگہ انتظام میں مصروف رہتے تھے۔ الغرض دوسرے روز رائے جوگیداس کا قاصد معہ بہت سے سوغات کے کوہ ہمالیہ سے آکر دربار میں پہونچا (ملک حیدر کے مزار کا نشان معلوم نہیں کہاں پر ہے) ملک حیدر اس کو سالار مسعود ورجب سالار رہیلہ کی خدمت میں لے گئے۔ قاصد مذکور نے اپنے رائے کی طرف سے بندگی بہت مخلصانہ ظاہر کی۔ بعضے دوسرے راجگان درپردہ انتظام جنگ کرتے ہوئے ظاہراً سالار مسعود ورجب سالار رہیلہ غازی سے گفتگوئے مصالحت جاری کئے ہوئے تھے اور وہ راجگان جو اس جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گئے تھے انھوں نے اپنی شرمندگی میں جملہ راجگان ہند کو خط لکھا کہ ملک آبائی واجدائی میرا وتمہارا ہے سالار مسعود ورجب سالار غازی چاہتے ہیں کہ اپنی طاقت سے اس پر قبضہ کریں۔ پس میری استدعا ہے کہ آؤ اور میری مدد کرو ورنہ ملک میرے ہاتھ سے جاتا ہے۔ جملہ راجگان نے جواب لکھا کہ ہم موجود ہیں جلد پہونچتے ہیں تم بھی جنگ کا انتظام کئے رہو۔ سہر دیو بجولی وبھر دیو بہرائچ چھوڑ کر سہولہ آباد جنگل میں رہتے تھے۔ یہ جنگل بھنگا اور اس کے اطراف میں بہت دور تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ لوگ بے شمار گروہ کے ساتھ لشکر کفار میں آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ تم لوگ جنگ کا طریقہ نہیں جانتے ہو۔ اول لوہاروں کو حکم دیا کہ وہ چند ہزار کیلی سینگ اور لکڑی اور لوہے کی زہر آلود تیار کر کے موجود کریں۔ جس کو پانچی کہتے ہیں

۱؎ موجودہ درگاہ شریف سے لگ بھگ ۳ کلومیٹر آبادی دور تھی۔
سورج کنڈ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر علی کا نور نظر اپنی آخری اور ابدی نیند سو رہا ہے۔ (حسن)

اور لڑائی کے وقت ان پانچوں کو میدان میں گاڑ دیں کہ مسلمان جس وقت بے دھڑک گھوڑے دوڑاتے ہوئے آویں تو ان گھوڑوں کے پیروں میں وہ پانچی گڑ کران کا کام بنا دیں۔ اور دوسری آتشبازی بھی تیار کریں۔ دو ماہ کے بعد جملہ راجگان بہرائچ و اطراف بہرائچ جمع ہوئے اور اپنے بے شمار لشکر کے ساتھ لب آب کٹھلا قصبہ منڈھت میں قیام کیا۔ پھر ایک آدمی سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ کے پاس بھیجا کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو آب سرد چھوڑ کر اسی طرف چلے جاؤ کیوں کہ یہ ملک ہمارے باپ دادا کا ہے ورنہ تم کو اس ملک میں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس پر سالار مسعود کو بہت غیرت معلوم ہوئی اور رجب سالار رہٹیلہ غازی نے جواب دیا کہ میرا قدم اس وقت تک خدا کی مہربانی سے پیچھے نہیں ہٹا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم نہیں جانا چاہتے جو تم کو باپ دادا نے دیا ہے یہ ملک خدا کا ہے۔ راجگان کا وہ آدمی واپس گیا واقعہ حال کہا۔ راجگان نے کہا کہ رجب سالار نے ترس نہیں کھایا جواب کہا ہے کچھ خوف نہیں ہے۔ جملہ راجگان لب آب کٹھلا سے کوچ کر کے جنگل تارامنی پہونچے۔ یہ وہ جنگل و پہاڑ تھے جہاں مسلمانوں کے جانور چرنے کے لئے جاتے تھے۔ راجاؤں کے چرواہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے جانور بھی یہاں چرنے آتے ہیں۔ تب راجاؤں نے حکم دیا کہ یہ مقام اچھا ہے سارے کے سارے جانور پکڑ لئے جائیں۔ چند نڈر لوگوں کو بھیجا وہ لوگ سب جانوروں کو پکڑ کر راجاؤں کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ مسلمان چرواہوں نے جب دیکھا کہ سارے جانور پکڑ لئے گئے تو انھوں نے بارگاہ رجب سالار و سید سالار میں عرض کیا کہ کفار ہمارے سارے جانور پکڑ لے گئے۔ سالار مسعود غازی اور رجب سالار رہٹیلہ غازی کافروں کے ہی تذکرات میں مصروف تھے۔ سالار مسعود نے کہا کہ اے ملک حیدر روانے سالار سیف الدین و امیر نصر اللہ و امیر سیّد ابراہیم و امیر خضر و ظہیر الملک ابو محمد و ملک سنجر و عین[1] الملک و نظام الملک و شرف الملک سب امیروں کو بلا کر لاؤ۔ سالار مسعود نے فرمایا کہ اے رجب سالار تم بھی اپنی فوج تیار رکھو۔ رجب سالار رہٹیلہ غازی اسپ ہیکل پر سوار ہو کر اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے سالار سیف الدین معہ اپنی فوج کی داہنی طرف ہوئے اور فوج امیر ترکان امیر نصر اللہ بائیں ہاتھ ہوئے۔ جملہ امیران وغیرہ معہ پہلوان لشکر رجب سالار رہٹیلہ نے بے دھڑک گھوڑے دوڑائے

---

[1] عین الملک و ملک سنجر کا مزار یوسف جوت ہٹیلہ سے پورب $2\frac{1}{2}$ کلومیٹر پر واقع ہے ۱۵ / رجب ۴۲۴ھ کو شہید ہوئے۔

اکثر آدمی ان پانچیوں وآتشبازی سے ہلاک ہوئے اور شربت شہادت پیا رجب سالار ہٹیلہ غازی نے تلوار علم کر کے کفارو کے سر پر ماری۔ عظیم جنگ ہوئی بہت سے کافروں کو قتل کیا۔ رجب سالار ہٹیلہ غازی نے اپنے منہ پر زخم کھایا مگر منہ پوچھ کر باندھ کر کے پھر جنگ میں مصروف ہوئے۔ کیا بہادری و جوانمردی سالار رجب غازی کی تھی کہ زخم کو ہرگز خاطر میں نہ لائے بلکہ فوج کو کافروں کے مقابلہ میں چھوڑ دی اور خود اس میدان سے نکل کر دوسری طرف کافروں کی فوج پر آپڑے جنگ عظیم ہوئی دونوں طرف کے آدمی زیادہ مارے گئے آخر کار کافران مجبور ہو کر بھاگے۔ سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ میدان میں کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ بعض امراء پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور لشکر کفار کو تباہ وغارت کر رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ امریان سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ کی خدمت میں آگئے۔ تب سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ نے میدان کو چھوڑ کر لب آب کتھیلا پر ڈیرہ کیا اور ایک لکھنے والے کو بھیجا کہ شہیدوں کا شمار کرلاوے کہ کس قدر شہید ہوئے۔ جب شمار کر کے لائے تین لاکھ و چار ہزار سوار حضرت کے لشکر سے شہید ہوئے اور کفار جنھوں نے دغا کی تھی بیشمار قتل ہوئے جو سوار و پیادے میدان میں گئے پھر واپس نہ آئے۔ سالار مسعود نے ان کلمات سے سر اپنا جھکایا اور یہ شعر پڑھا۔ شعر

آہ یکبارگی یارکمیں بار گرفت چوں دل ما تنگ دید خانہ وگر جا گرفت

الغرض تین دن وہاں رہ کر فاتحہ شہیدوں کی روح پر پڑھ کر چوتھے روز بہرائچ میں واپس آئے چونکہ اکثر پرانے دوست و بعض مصاحبان جنگ میں شہید ہو چکے تھے ان کا افسوس دفع کرنے کے لئے اکثر سوار ہو کر باغ دیکھنے کے لئے گئے۔ باغ میں کیاریاں وراستہ وغیرہ بنا ہوا موجود تھا۔ اکثر درختوں کو حضور نے خود ترتیب فرما کر نصب فرمایا اس کے درخت کلچکان کے نیچے ایک وسیع اور صاف چبوترہ بنایا تھا اور اسی جگہ بیٹھے تھے اور یہ درخت کلچکان قریب سورج کنڈ واقع تھا اور بت بالارکھ بھی اسی حوض کے کنارے رکھا تھا اس سورج کنڈ میں نہا کر کفار بت مذکور کو پوجتے تھے۔ جس وقت سالار مسعود غازی کی نظر اس حوض و بت پر پڑی بیحد متعجب ہوئے۔

چونکہ میاں دولت خاص کہ بندہ شوخ تھے اور حضور کے مزاجدان تھے قیاس سے مزاجدانی کرتے ہوئے عرض کی کہ آنحضور نے اس جگہ باغ لگایا اور وقت بے وقت حضرت آتے ہیں نماز

بھی ادا فرماتے ہیں پس یہ مقام اسلام کا گھر ہوا اگر حکم ہو تو یہ بت اور بتکدہ کو دور کروں۔ سالار مسعود غازی نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا ہے کہ مجھ کو حق تعالیٰ سے جو راز ہے وہ میں نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اس مقام کو میں دوسرے طریقے سے کر دینا چاہتا ہوں چنانچہ ظاہر ہونا چاہیئے چند روز ہوئے ہیں کہ فرشتوں نے حکم پروردگار عالم سے کفر کی سیاہی اس مقام سے برطرف کیا اسلام کی روشنی کہ مانند آب حیات چھڑکی یا پھیلائی کفر کی صورت چند روز ہے اس کو خود بخود برطرف ہونا چاہیئے مجھ کو کس قدر کہ حکم ہوتا ہے اسی قدر ہاتھ پاؤں پھیلاتا ہوں اور نظر میری اس کی وحدانیت کی طرف ہے چوں کہ اس بتکدے سے مجھ کو شرک کی بو آتی ہے اس لئے یہ غیرت کا پارہ جوش میں لاتا ہے پھر ادب احدیت نیچے بٹھاتی ہے اس رنگ سے سلطان الشہداء کا رخ دوسرے عالم میں روشنی بخشنے لگا اور اسی حالت میں بیہوشی ان کے اوپر ظاہر ہوئی۔ میاں دولت خاص حیران ہوئے عرض کی کہ بندے نے نقص بینائی سے عرض کیا تھا۔ حق یہی ہے جو حضرت خود بدولت فرماتے ہیں۔ الغرض ہزاروں عام آدمیوں نے حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی کے حق میں بعد ان کے شہید ہو جانے کے جھوٹی باتیں مشہور کیں اور بعضے ناقصین کہنے لگے کہ وہ سالار مسعود غازی کے بھانجے نہ تھے۔

نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكِذْبِ

صاحب تواریخ محمودی لکھتے ہیں کہ ہر شہروں اور ملکوں میں ایک نام کے ساتھ دوسرا نام بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ملک خراسان میں رجب سالار غازی کہتے ہیں اور بعض ملکوں میں عجب سالار غازی کہتے ہیں اور بعض شہروں میں شاہ رجب ہٹیلہ غازی پڑھتے ہیں اور ہر شہر میں رجب سالار غازی کہتے ہیں۔ اور شاہ محمود غازی کو بھی ہر شہروں میں ایک نام کے ساتھ دوسرے نام سے بھی کہتے ہیں۔ دہلی کے نواح میں آنحضور کو پیر تحکیم کہتے ہیں اور بعض شہروں میں غازی میاں کہتے ہیں اور ہر ملکوں میں سالار مسعود غازی پڑھتے ہیں۔

الحاصل اس حالت (غشی) کے اترنے کے بعد سالار مسعود سوار ہوئے اپنی منزل معہود پر تشریف لے گئے تین روز اسی طرح گذرے کبھی بیہوشی کے عالم میں اور کبھی ہوشیاری کے عالم میں اور عمر شریف آں محبوب الٰہی تقریباً انیس سال تھی۔ عقل و بہادری خلق و مروت اور اسی قسم کے دیگر کمالات بھی تھے۔

الغرض کافران ہر طرف سے جمع ہو کر اور ایک دل ہو کر لشکر انبوہ کیساتھ بیشمار مثل مور وملخ کے یکجا ہو کر بہرائچ کی طرف آئے۔ سالار مسعود غازی کافروں کا شور وغل سنکر دیوان خانہ سے نکلے اور رجب سالار رہٹیلہ غازی سے کہا کہ کیا صلاح ہے رجب سالار رہٹیلہ غازی نے کہا کہ فوج کے آدمی حاضر آویں۔ سالار مسعود غازی نے ارکان دولت کو حکم فرمایا کہ آج کے دن جملہ آدمی ہر چھوٹے وبڑے لشکروں کے تیار ہو کر سامنے آجاویں چنانچہ تمام مردمان عام وخاص صفیں باندھ کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت رجب سالار نے سالار مسعود کا ہاتھ پکڑا اٹھے لشکریوں کے آگے آئے اور یہ بات کہنی شروع کی کہ اے عزیز وابھی چند ہی سال کا عرصہ ہوا کہ ہم وتم ہمراہ ہیں اور کسی آدمی کے کسی قسم کی کدورت نہیں رکھتا ہوں میں۔ اور تم لوگوں کی وفاداری و نیک سلوکات پر میں ہر طرح راضی وشاکر رہا ہوں اور جو کچھ حق برادری و دوستی تھا تم لوگ قطعاً بجالائے۔ اگر میری جانب سے تم لوگوں کو کوئی آزار تکلیف پہونچی ہووے از برائے خدا معاف کرو کہ باطن میں جدائی قریب دیکھی جاتی ہے۔ اس درد آمیز بات سن کر سب لوگ رونے لگے اور منہ زمین پر لاکر تعریفیں کرنے لگے اور تقصیر ہم لوگوں سے ہوئی۔ آں حضور کی طرف سے ہم لوگ راضی وخوش ہیں۔ خداوند کریم آں ہر دو قبلہ کو ہم لوگوں کے سر پر سلامت رکھے کہ ہمارے ماں باپ سے زیادہ ہیں اور رجب سالار رہٹیلہ غازی نے فرمایا اے یارو اس وقت تک چند لڑائیاں میں نے کافروں کے ساتھ لڑیں حق تعالٰی نے فتح دی۔ اس مرتبہ ہندوستان کے جمیع کفار جمع ہو کر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ باپ دادا میرے وہ تھے کہ میدان جنگ نہیں چھوڑتے تھے پس مجھکو بھی ضروری ہے کہ میں باپ دادا کی متابعت بجالاؤں۔ لہٰذا یہ جسم جو بہ لباس پردہ ہے خداوند کریم کی محبت میں کھولوں میں۔ اور تم لوگوں کو خدا کے سپرد کیا میں نے۔ کوئی دوسرا راستہ پکڑو اور چلے جاؤ اور جو شخص کہ محض محبت حق تعالٰی میں شہید ہونے کا ذوق رکھتا ہووے البتہ وہ میرا ساتھ کرے ورنہ نہیں۔ خدا موجود اور دیکھنے والا ہے کہ میں اپنی خوشی سے تم لوگوں کو رخصت کرتا ہوں۔ یہ کلمات کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے کون سا سنگ دل و بدنصیب ہوگا کہ اس حالت میں ان سے جدائی اختیار کرے۔ اکبارگی سب لوگ رونے لگے اور اٹھ کر خلوص دل سے کہنے لگے کہ اگر ہزار ہزار جانیں ہم لوگ رکھتے ہوں تو آنحضور کے قدم مبارک پر نثار کر دیں۔ ایک جان کیا چیز ہے کہ جو آنحضور کی زیارت سے ہم لوگ محروم ہو جائیں۔ سبحان اللہ

وہ دن حشر کا نمونہ تھا بلکہ قیامت سے بھی زیادہ تر۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر مزید محبت میں فاتحہ پڑھا اور جو کچھ رقم اپنے پاس از قسم نقد و جنس رکھتے تھے سب حاضرین کو تقسیم کر کے فرمایا کہ جلد خرچ کر ڈالو کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکڑی کے پیالے اور سوزن کے سبب سے بار نہ اٹھا سکے۔ ہم لوگ اس مصیبت میں کیا بار اٹھا سکتے ہیں۔ بعد ازاں سب آدمیوں کو رخصت کیا کہ لڑائی کے واسطے موجود رہو پھر جنگ کرنے والے آدمی ہمراہ کئے تین لاکھ چار ہزار سوار ہمراہ رجب سالار رہیلہ غازی پہلوان لشکر مقرر کئے اور دوسرے سالار سیف الدین کو ایک ہزار سوار دے کر فرمایا کہ تم بطریق چوکی بہرائچ میں بمقابلہ لشکر رہو۔ وسالار مسعود غازی تنہائی میں جا کر باطنی کاموں میں مصروف ہوئے اور اس وقت کھانا و پانی ترک کر دیا صرف پان کھاتے وعطر ملتے تھے۔ جب وقت شہادت قریب آیا سیدنا سالار مسعود غازی ور جب سالار رہیلہ غازی کو سرور و ذوق دریائے توحید میں بہت ہوا۔ پس فرمایا

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک   آتش شوق تیز تیز گردد

القصہ بتاریخ ۱۰ ر ماہ رجب المرجب ۴۲۴ھ ہجری وقت صبح کاذب کافروں کا لشکر مردمان متعینہ چوکی بہرائچ کے سر پر پہونچا وہاں بہادران پروانہ کی مانند مسلح موجود تھے عاشق معبود سیدنا سالار مسعود غازی نے اسی ساعت حکم فرمایا کہ مردمان لشکر موجود ہوں۔ چنانچہ جملہ امرایان جوانان بہادر سوار ہو کر دربار میں حاضر ہوئے۔ حضرت رجب سالار رہیلہ غازی سے فرمایا کہ تم پہلے جا کر مردمان چوکی کی امداد کرو اور پیچھے سے ہم بھی پہونچتے ہیں۔ پہلوان لشکر رجب سالار غازی نے پھر پانی غسل کے واسطے منگوایا اور طہارت کامل کر کے بادشاہانہ کپڑے بہ ذوق تمام پہنے اور بہت سا عطر ملا۔ خنجر اور تلوار حیدری کمر میں باندھا۔ ان کا مطلوب محض شہید ہونے سے تھا۔ شہادت پانے کا خیال ان کے دل پر مانند آئینہ کے ظاہر تھا اس روز کوئی اسلحہ و جوشن وغیرہ نہ پہنا تھا اور نماز فجر اسی جگہ ادا کر کے خوش و خرم نکلے اور اسپ بیکل لڑائی والا بہت آراستگی کے ساتھ لایا گیا۔ اس پر سوار ہوئے تین لاکھ تیس ہزار سوار ہمراہ رجب سالار غازی روانہ ہوئے۔ اسی ساعت جاسوس خبر لایا کہ لشکر کفار بہت ہے پس کافروں کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے جب شہر سے باہر آئے فوجوں کو آراستہ کیا۔ بعضے داہنے ہاتھ کی طرف و بعضے بائیں ہاتھ کی طرف اور

پھر آگے پیچھے مختلف موقعوں سے کر کے خود درمیان میں ہو کر روانہ ہوئے۔ پورب طرف جب قریب کنارہ آب سرائن[ا] پہونچے فرمایا کہ اس زمین سے مجھ کو وطن کی بو آتی ہے۔ سرائن کے کنارے پر بہ ذوق تمام جاکر درخت لرزہ کے نیچے کھڑے ہوئے، رائے سہر دیو پہلے آیا تھا فوجیں جنگ میں مشغول تھیں۔ صبح سے شام تک عظیم جنگ ہوئی، ہزار طبل ایکبارگی بجنے لگے کہ آسمان اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ چاند جو آسمان پر تھا اس پر بھی صدمہ پہونچا۔ دونوں طرف کے آدمی ہزار ہا قتل ہوئے بھاگ نہ سکے۔ تمام رات دونوں لشکر مقابلہ میں رہے۔ جب صبح ہوئی پھر نقارے بجنے لگے۔ جوانان بہادر پروانے کے مانند بے دھڑک جنگ کو نکلے اور غلبۂ شوق الٰہی میں سوائے شہادت کے ہرگز کوئی دوسرا مطلوب نہیں رکھتے تھے۔ شعر۔

کمالے عاشقی پروانہ دارد　　　　که غیر از سوختن پرواہ ندارد

اگرچہ عشق کامل پروانہ رکھتا ہے　　　　مگر سوائے جل جانے کے اور کوئی پروا نہیں رکھتا ہے

الغرض رائے سہر دیو و رائے بہر دیو و رائے رائب وغیرہ راجگان بیشمار تھے ہر طرف سے مثل مور و ملخ جمع ہوئے اور لشکر رجب سالار ہٹیلہ غازی جمع ہو کر اوپران کے دوڑا اور پروانہ کے مانند بے دھڑک جنگ کرنے لگے اور جس طرح سے آٹا و نمک ایک میں ملا دیا جاتا ہے مل کر اس طرح سے شہید ہوئے اور اکثر بڑے بڑے امیران اور بیشمار آدمیوں نے شہادت پائی۔ رجب سالار ہٹیلہ غازی نے بھی کچھ زخم اپنے منھ پر کھایا۔ چنانچہ منھ پاک کر کے اور باندھ کر پھر جنگ میں مصروف ہوئے اور رجب سالار ہٹیلہ غازی کے چہرے مقدس پر غلبہ شوق مشاہدہ الٰہی سے ہرگز کوئی تغیر و تبدل نہیں ظاہر ہوتا تھا بلکہ ذوق میں ڈوبے ہوئے تھے کیا خوب جواں مردی و بہادری تھی رجب سالار ہٹیلہ غازی کی زخم کو ہرگز خاطر میں نہ لائے اور نماز مغرب تک جنگ ہوئی۔ رات کو میدان میں کھڑے رہے۔ تھوڑے ترکان بہادر شہید ہوئے اور کفار بہت قتل ہوئے۔ وہ دن اوّل پنجشنبہ (جمعرات) تھا۔ بتاریخ ۱۱ ر ماہ رجب المرجب ۴۲۴ھ ہجری کہ قضا کی تلوار رجب سالار ہٹیلہ غازی کے شہ رگ پر پہونچی چہرہ مانند آفتاب روشن اور مثل چاند سفید ہوا۔ مگر کلمۂ شہادت ورد زبان و حرز جاں رہا خدمت گاروں نے اس محبوب الٰہی کو

[ا] آب سرائن موضع یوسف جوت ہٹیلہ کے پاس ایک جھیل ہے جو اب تک موجود ہے۔

اٹھا کر درخت لرزہ کے نیچے بستر آرام پر لٹا دیا اللہ رب العزت کے اس جیالے شیر نے ایک مرتبہ آنکھ کھول کر تبسم فرمایا اور کلمہ زبان پر جاری ہوا اور وصال فرما گئے۔ اس حال میں یہ شعر اچھا آیا۔ شعر

نہ پنداری کہ ہماں را رایگاں داد   فروغ روئے جاناں دید جان داد

رجب سالار رہیلہ شہید ہوئے تب مرد کوت نارہ نکلا اور جنگ کرنے کے بعد شربت شہادت چکھا۔ رجب سالار کے گرداگرد خدمت گاران اس طرح تھے جیسے کہ چاند کے قریب ستارے ہوتے ہیں۔ دو لاکھ بیس ہزار سواران ہمراہ آں محبوب رب العلمین شہید ہوئے تھے۔ اور جو ایک حصہ باقی رہ گیا وہ بھی غلبہ شوق محبت میں ایزد غفار سے آسودہ و سیر نہیں تھا۔ فوراً سالار مسعود غازی کے آگے پہونچے عرض کی کہ رجب سالار رہیلہ شہد ہوئے۔ فلاں فلاں امیران وملک سنجر وملک [۲] ابو محمد بہادر ایک شہید ہوئے۔ سالار مسعود غازی بہت روئے اور زبان فیض ترجمان سے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بہت آہ وزاری کے بعد حضرت سید سالار نے کہا کہ اب قدر یتیمی معلوم ہوئی سبحان اللہ بعد ازاں خوش ہو کر کہنے لگے شکر ہے اللہ کا مطلوب حقیقی سے مل گئے میں بھی ساتھ نہیں چھوڑتا ہوں۔ کچھ لحظہ میں پہونچتا ہوں۔ بعد ازاں فرمایا کہ رجب سالار رہیلہ و دیگر دوستوں کو دفن کریں۔ پس اسپ مادیہ پر سوار ہوئے اور لب آب سرائن اس وقت پہونچے کہ جب وہاں نمونہ حشر بپا تھا اور بہت نازک وقت تھا۔ بہر کیف نماز جنازہ رجب سالار رہیلہ کی ادا کی اور معہ لباس پوشیدنی وسلاخ زیر درخت لرزہ دفن کیا۔ اور روح پاک پر فاتحہ پڑھا اور عمر شریف رجب سالار رہیلہ غازی کی اس وقت چالیس سال تھی۔ اس وقت سالار مسعود غازی نے جس طرف نظر ڈالی سوائے شہدائے اسلام کے اور کوئی دوسری چیز نظر میں نہ آئی بعضے زخمی و بعضے حالت جانکندنی میں و بعضے بے جان و بعضے آدمی صحیح سلامت رہے تھے، جو لوگ کہ صحیح سلامت تھے ان لوگوں نے سالار مسعود غازی سے عرض کی کہ کفار بہت غالب آگئے ہیں اور لشکر اسلام بہت شہید ہوا۔ اب ہم لوگوں کو کیا حکم ہے؟ آیا جنگ میں مشغول ہوں یا شہیدوں کو دفن کریں۔ یہ وقت بہت نازک ہے۔ فرمایا کہ شہیدوں کو لا کر

---

[۲] یہ دونوں امیر احاطہ رجب سار میں مدفون ہیں۔

کنارے آب سرائن میں گڈھوں میں وچاہات میں ڈال دو کہ ان کی شہادت کی برکت سے اس مقام سے کفر کی سیاہی برطرف ہو جاوے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب گڈھوں کو شہیدوں کے نعش سے بھر دیا۔ ملک سنجر و ملک ابو محمد کو پانی کنارے سرائن میں برابر دفن کیا۔ پھر فرمایا کہ سب شہیدوں کو لا کر گڈھوں وچاہات میں ڈال دو تا کہ ان کے پاک جسموں پر کافروں کے ہاتھ نہ پہونچیں اور کوئی بے حرمتی نہ کر سکیں۔ بعد از اں سالار مسعود غازی اسپ مادیہ سے نیچے اترے وضو جدید کیا نماز ظہر بحضور قلب ادا کی۔ بے شمار شہداء کو کہ جو حوض و کنوؤں میں بھرے گئے تھے برابر کیا۔ گنج شہداء کے داہنی جانب رجب [1]سالار رہٹیلہ کو دفن کیا اور ان کے بائیں طرف میاں پرہار، و محمد سالار و سید برہنہ وامیر کور کو برابر دفن کیا جا بجا خاک کا ڈھیر کیا۔ اور ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور ان کی روح پاک پر فاتحہ پڑھا۔ اور شیخ سبحانی و شیخ برہانی دونوں خدمت گاران رجب سالار ہٹیلہ کو جو کہ زخمی ہو گئے تھے جب اچھے ہو جاویں آستانہ مبارکہ کی جھاڑو۔ بہارو کرنے و چراغ جلانے کے لیے مقرر فرمایا کہ اپنی تمام عمر جاروب کشی آستانہ مبارک میں مشغول رہ کر صرف کریں۔ شفقت باطنی رجب سالار رہٹیلہ غازی بھی اوپر ان کے کسی طرح فرزند سے کم نہ تھی اگر چہ مہربانی آنحضور کی عام ہے اور ان کے ساتھ خلوص لڑکوں اور بھائیوں سے زیادہ مہربانی کا تھا۔ شیخ سبحانی و شیخ برہانی خدمت گاران ہیں جن کے مزارات بھی یہیں پر ہیں جن کا نسب باقی نہیں ہے۔

الغرض سالار مسعود غازی پھر اسپ مادیہ پر سوار ہو کر جملہ باقی ماندہ بہادران فوج کے روانہ ہوئے۔ اتر کی جانب کافروں کے سر پر اکبارگی جا پڑے۔ اگر چہ حضرت کی فوج کم تھی ولیکن مثل پہاڑ کے معلوم ہوتی تھی۔ جیسا کہ ایکبارگی غیب سے آجاتی ہے یا جس طرح برف کے تودے آفتاب نکلنے کے وقت پانی معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر راجگان صاحب گروہ تھے۔ رجب سالار کو شہید کر کے باقی رہ گئے تھے بمقابلہ سالار غازی آکر مقہور ہوئے اور کفار غلبہ کر کے اپنی طرف بھاگے۔ سالار مسعود غازی بھی اس جگہ کھڑے ہو گئے اور جس طرف کہ نظر ڈالی سوائے کشتگان کے دوسری چیز نظر نہ آئی بعضے زخمی بعضے جانکندنی میں اور بعضے بیجان اور بعضے آدمی کہ جو زندہ و سلامت تھے وہ بھی کشاکشی و پریشانی میں تھی سالار سیف الدین چچا کو دفن کر کے اس قسم کا واقعہ

[1] یہ امیران احاطہ رجب سار میں مدفون ہیں۔

جگر سوز دیکھا لیکن ہرگز سالار مسعود غازی کے چہرے پر بوجہ غلبات شوق مشاہدہ الٰہی کوئی تغیر ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ ذوق بڑھا ہوا تھا اور استغناء الوہیت قلبی ان سے روشن تھا۔ ورنہ آدمی سے ایسی حالت میں ایسی بلند پروازی ممکن نہیں ہے۔ اب ان کا واقعہ سننے سے جگر لرزتا ہے اس آدمی کے استقلال کی تعریف ہے کہ جو ایسے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اپنی حالت برقرار رہے۔

سالار مسعود کا جام شہادت نوش فرمانا

القصہ رائے سہیل دیو و بعضے دوسرے رایان اپنے لشکروں کے ساتھ ایک طرف کھڑے تھے جب دیکھا کہ لشکر اسلام تھوڑا رہ گیا ہے تو یکجا ہوئے اور سالار مسعود غازی کی فوج پر دوڑے۔ آں محبوب الٰہی کے ساتھ تھوڑے آدمی رہ گئے تھے جو درمیان باغ آپ کے گرد و پیش اقامت رکھتے تھے۔ کافروں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر برسانا شروع کیا۔ اوّل وقت عصر روز یکشنبہ (اتوار) بتاریخ ۱۴؍ ماہ رجب المرجب [1] سنہ ۴۲۴ ہجری تیر قضا شہ رگ سالار مسعود غازی پر لگا۔ چہرہ مانند آفتاب بہ مثل ہلال سفید ہوا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اسپ مادیہ کے اوپر سے نیچے اتر آئے۔ خدمت گاروں نے شہید برحق کو درخت کلچکان (مہوہ) کے نیچے بستر پر لٹایا اور سر کو اپنے زانو پر رکھ کر زار زار رونے لگے سالار مسعود غازی نے ایک مرتبہ آنکھ کھولی تبسم فرمایا کلمہ اللہ ھو زبان پر جاری کیا اور جان بمشاہدہ حق تسلیم کی۔ اور زبان حال سے یہ شعر جاری تھا۔

ایں جان عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست — روزے رُخش بہ بینم و تسلیم وَے کنم

یہ روح بطور امانت ہے کہ جو حافظ حقیقی نے اپنے بندے کے حوالے کی ہے جس روز میں اس کا منہ دیکھوں اس کو تسلیم کروں

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ. یعنی موت پل ہے کہ پہونچاتی ہے دوست کو دوستوں کے پاس (حدیث پاک)

یہ حدیث بالکل حسب حال ہوئی ہے۔

---

[1] رجب سالار کا مزار مبارک موضع یوسف جوت ہیلہ میں جلوہ گاہ عاشقاں ہے بدر جب سالار کے داہنی طرف کنواں پر ایک نشان ہے جو گنج شہداء ہے۔ [2] فیروز تغلق نے آپ کے گنبد اور احاطہ کی تعمیر کروائی۔ بائیں طرف احاطہ میں میاں پرہار رجب لنکا و محمد سالار و امیر کور کے مزارات ہیں تحقیق یہ ہے کہ میاں پرہار رجب سالار غازی کے داہنے طرف مدفون ہیں۔ [3] جن کے ہاتھوں میں شیرہ کی کمان تھی وہ شہید ہوئے سالار مسعود نے اپنے چچا کو بھی اس مقام پر دفن فرمایا جہاں آپ کا روضہ زیارت گاہ خلق ہے۔ فیروز تغلق کی تعمیر یادگار ہے۔

پھر نس رام پہونچا اس نے اسپ ماد یہ کو بھی تیر لگایا۔ گھوڑی نے اسی جگہ اپنے صاحب کے قدم کے نیچے جان دیدی۔ بعد ازاں کفار باغ میں آئے۔ جب رات ہوگئی تن مبارک سالار مسعود غازی کو کتنا ہی تلاش کیا مگر نہ پایا خداوند عالم نے ان کو ناپاکوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا اور رائے بہر دیو نے چاہا کہ رات ہوگئی ہے اسی جگہ قیام کریں۔ اس پر دوسرے کفار کہنے لگے کہ جس جگہ خون مسلمان گرا ہووے اس جگہ رہنا موزوں نہیں ہے اپنے لشکر کی خبر لینا چاہیئے کہ کس قدر آدمی مارے گئے اور کس قدر باقی ہیں اور کل پھر اس جگہ آنا چاہیئے۔

آخر کار کفار اٹھ کر اپنے قیام گاہ پر آئے چند مسلمان جو زخمی تھے موقع پا کر بہرائچ روانہ ہو گئے۔ جو کچھ واقعات گذرے تھے وہ میر سید ابراہیم سے کہا میر سید ابراہیم کو سلطان الشہداء سالار مسعود غازی معہ کچھ سوار و پیادے و شاگرد پیشہ کے ڈیرے پر بہرائچ میں چھوڑ گئے تھے کہ شاید کفار دوسری طرف سے نہ آپڑیں۔ دو تین آدمی جو کہ زخمی تھے وہ بھی شہر کی طرف گئے۔ اس باغ میں سوائے شہیدوں کے دوسرا کوئی آدمی زندہ نہ تھا مگر کتا جس کا نام سنگھل تھا زندہ تھا جب دو گھڑی رات گذری تھی گیدڑ (سیار) پیدا ہوئے سگ مذکور کو قریب جنازہ سلطان الشہداء کھڑا تھا، جس طرف کہ گیدڑ ان دوڑتے تھے وہ اسی طرف آواز کرتا تھا۔ وہ تین روز زندہ رہا۔ آخر کار اپنے صاحب کے قدموں پر جان دیدی۔ کتا سنگھل دوسرا اصحاب کہف ٹھہرا۔ آج بھی سلطان الشہداء کے پاس دفن ہے۔

القصہ جب خبر شہادت سیدنا سلطان الشہداء میر سید ابراہیم کو پہونچی اس واقعہ جگر سوز کے سننے سے جسم لرزنے لگا، بیہوش ہوگئے میر مذکور سلطان الشہداء کے چچا بھی لگتے تھے، جمال با کمال رکھتے تھے علم و ہنر میں بے مثال تھے۔ سلطان الشہداء اکثر ان کے ساتھ محبت قلبی کیا کرتے تھے اور بہت دوست رکھتے تھے۔ آخر کار تھوڑی دیر کے بعد اپنی جگہ پر آئے۔ تمام آدمیوں کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ میں بہ سبب محبت سالار مسعود غازی اس ملک میں آیا تھا ان کا واقعہ یہاں اس قسم کا ہوا۔ اب میں کہاں جاؤں اور یہ منھ کسے دکھلاؤں۔ سوائے جام شہادت پینے

اسپ ماد یہ وسگ سنگھل سالار نشان بردار کے ہمراہ سلطان الشہداء کے پائنتی دفن ہیں۔

۱؎ میر ابراہیم سالار مسعود کے استاد بھی ہیں۔

کے اور کوئی دوسری تجویز میرے دل میں نہیں آتی ہے۔ اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو بہتر ہے ورنہ تم کو میں نے خدا کے سپرد کیا۔

جو لوگ کہ ان کے ہمراہ تھے عرض کی کہ میرا اور آپ کا قول ایک ہی ہے۔ لیکن رات کو کہاں جانا چاہئے۔ جب صبح ہووے اس وقت سوار ہونا چاہئے کہ دن میں میں جان پر کھیلوں، صلاح ہم لوگوں کی یہی ہے کہ رات کو توقف کریں۔ آخر کار وہاں سے سب لوگ بستر خواب پر گئے، تمام رات گریہ وزاری میں گذاری، پچھلی رات اسی رنج و ملال میں آنکھ لگ گئی۔ اس وقت خواب دیکھا کہ بلندی مانند پہاڑ ہے اور اس پہاڑ پر بہشت کے پھول آراستہ اور جملہ آدمی لشکر کے جو شہید ہوئے تھے اپنے جسموں پر نفیس کپڑے پہنے ہنسی وخوشی کے ساتھ کچھ دور پر بیٹھے ہیں، اس کے بیچ تخت مرصع و مکلل پر سلطان الشہداء نے سرخ کپڑے پہن کر جلوس فرمایا ہے سر پر ان کے چتر شاہی لگا ہے اور پھر رہا ہے۔ میر سید ابراہیم ہر چند کہ ارادہ کرتے ہیں کہ بلندی کے اوپر بخدمت آں محبوب رب العٰلمین جاویں لیکن کسی طرح نہیں جاسکتے۔

بیقرار ہو کر آواز دی اس وقت حضرت سلطان الشہداء نے فرمایا کہ تم ہنوز اس مجلس کے قابل نہ ہوئے، انشاء اللہ تعالیٰ کل میری مجلس میں داخل ہوگے۔ پس سالار مسعود غازی جملہ آدمیوں کے ساتھ اٹھے اور گھوڑے ان کی سواری کے واسطے لائے گئے، محبوب الٰہی اسپ مادیہ پر سوار ہو کر طرف باغ متوجہ ہوئے اور میر سیّد ابراہیم نے پیچھے دوڑ کر کہا کہ بندہ کو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ جسم ظاہری میرا باغ میں پڑا ہوا ہے اس کو درخت کلچکان کے نیچے دفن کرو اور اس سکندر دیوانہ کو بھی میرے برابر دفن کرو اور یہ میری سواری کا گھوڑا جس جگہ پڑا ہے اسی جگہ خاک میں چھپادو اور دوسرے دوستوں کو جہاں ہوسکے دفن کردو۔

جملہ لشکر تو ہمراہ رجب سالار رہٹیلہ شہید ہوا اور رجب سالار رہٹیلہ ہم لوگوں سے تین روز پہلے شہید ہوئے۔ ہمارے اور انکے درمیان تین روز جدائی کا اتفاق پڑا۔ دوسرے یہ کہ رائے سہر دیو کو مار ڈالو۔ بس اس قدر کام تم کو بنانا چاہئے۔ جیسے ہی یہ بات ختم ہوئی ویسے ہی میر سیّد ابراہیم جاگے۔ جو کچھ عالم باطن میں عالم ظاہری سے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ ایک ساعت اس کو عالم فانی میں رہ کر دشوار پایا۔

پھر اسی ساعت غسل کر کے کپڑے پہنے، سوار ہوئے اور بیلداران لشکر کو ہمراہ لیا، اپنے گروہ کے ساتھ میدان شہادت میں پہونچے۔ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کو معہ لباس و سلاح زیر درخت کلچکان[1] (مہوہ) نشست گاہ کے چبوترے پر دفن کیا اور سفید گھوڑی کو زیر زمین دفن کیا۔ اور اسکے برابر خاک کا ڈھیر کر دیا۔ کہ کفار کی نظر سے پوشیدہ رہے۔ اس تاریخ سے کفار کی زیارت گاہ بر طرف ہوئی اور سلطان الشہداء کی بات کو حق تعالےٰ نے سن کر کفر کی کان کو اسلام کی روشنی سے منور کیا۔ آج بھی فیض کا چشمہ بارگاہ مسعودی سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا اور نام مسعود سے کفر ہمیشہ کترا تا رہے گا۔

الحتصر میر سید ابراہیم نے اس کام سے ایکپاس میں فراغت حاصل کی اس وقت کفار کو یہ خبر پہونچی کہ لشکر اسلام پھر بدستور سابق میدان جنگ میں کھڑا ہے، رائے سہر دیو مثل بل کھائے ہوئے سانپ کے پھر معہ فوج کے مسلح ہو کر جنگ کی طرف متوجہ ہوا۔ میر سیّد ابراہیم بمقام بہرائچ اپنے باغ میں موجود تھے، میدان میں نکل آئے۔ دونوں طرف سے جوانان بہادر جنگ میں مصروف ہو گئے، جنگ عظیم ہوئی آخر کو میر سید ابراہیم نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا، اس طرف سے رائے سہر دیو بھی نکلا اور میر مذکور کی شان جلالت کی تاب نہ لا کر بھاگا اور جھاڑیوں میں چھپ گیا حضرت ابراہیم بھی اس مقام پر پہونچ گئے جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ اتنی کاری ضرب لگائی کہ سہر دیو کا کام ایک ہی وار میں تمام ہو گیا۔ پھر کفار ٹوٹ پڑے شدید جنگ ہوئی۔ حضرت ابراہیم بھی اس مقام پر شہید ہو گئے۔ دوستوں نے میر مذکور کو اٹھا کر بہرائچ میں اسی جگہ پر لائے اور ان کی وصیت کے موافق اس باغ میں جس کو آپ نے خود بنایا تھا آپ کو دفن کیا بعد ازاں پھر کوئی آدمی مددگاروں میں سے زندہ نہ رہا سب میدان میں شہید ہوئے اس طرح بہرائچ کی پوری زمین شہیدوں کے خون سے لالہ زار ہو کر اہل اسلام کے لئے پیغام زیست نشر کر رہی ہے۔

الغرض جب یہ فقیر تواریخ مذکور دیکھنے سے پہلے حسب الحکم نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ جو اکبر بادشاہ کے بیٹے ہیں اتر جانب پہاڑ کے دامن کی طرف گیا تو وہاں اچارج منی جنیو پہننے والا کوہ ہمالیہ کے راجہ کا وکیل تھا اس نے آ کر فقیر سے ملاقات کی۔ اتفاق سے ذکر سالار مسعود غازی در جب

---

[1] کلچکان :۔ سورج کنڈ کے پاس مہوہ کا درخت ہے۔

سالار رہیلہ غازی درمیان میں آ پڑا۔ چارج منی زنار دار مذکور تواریخ ہندوی میں بہت مہارت رکھتا تھا۔ سالار مسعود غازی ور جب سالار رہیلہ غازی کے ملک ہندوستان میں آنے کے وقت سے واقعہ شہادت جملہ جنگوں کا کہ جو کافروں سے کی تھیں سب قصہ مفصل اپنی تواریخ سے۔ بیان کیا اس تاریخ میں یہ بھی لکھا تھا کہ جب رائے سہیل دیو سالار مسعود غازی کو شہید کر کے اپنے خیمے میں آیا آدھی رات کو سالار مسعود غازی نے اس کو خواب دکھلایا کہ مجھ کو مار کر چاہتا ہے کہ زندہ رہے۔ پس اس خواب سے رائے سہیل دیو کو غیرت معلوم ہوئی۔ صبح کے وقت میدان جنگ میں آیا اور مارا گیا۔

چنانچہ ذکر کیا گیا ہے کہ چند سالوں کے بعد جب تواریخ ملا محمد غزنوی میرے ہاتھ آئی اس میں ہر طرح سے ہندوں کا واقعہ جنگ تحریر تھا اور انھیں واقعات مندرجہ کو صحت درجہ تک میں نے پایا۔ زنار دار نے کہا کہ یہ راجہ (جس کا میں وکیل ہوں) سہیل دیو کی اولاد میں سے ہے۔ ہندوی تاریخ اسی کی سرکار میں دیکھا تھا میں نے اور اس قدر مفصل واقعات عام لوگوں کی معلومات کے لئے لکھے گئے ہیں۔ خاص آدمیوں کے لئے واقعات مندرجہ سابق دیباچہ میں کافی ہیں۔

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی

الغرض سلطان محمود غازی نے شہید ہونے سالار مسعود غازی ور جب سالار رہیلہ غازی سے تین سال پہلے وفات پائی تھی۔ اس وقت کہ جب سالار ساہو کاہلیر سے سترکھ کی طرف متوجہ ہوئے اور سالار زنگی کاہلیر سے غزنی کی طرف متوجہ ہوئے اسی سال سلطان مذکور بھی بتاریخ ۲۳ ر ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ ہجری بہ شب پنجشنبہ ۶۳ برس کی عمر میں وصال پا کر قصر فیروزہ غزنی میں دفن فرمائے گئے۔

مختصر واقعات زوال خاندان محمود غزنوی بوجہ بصیرت

تواریخ فیروز شاہی کلاں میں لکھتے ہیں کہ سفر کے بعد سے سلطان محمود کا چھوٹا لڑکا سلطان محمد غزنی تخت پر بیٹھا۔ بڑا لڑکا جس کا نام بھی مسعود شہید ہے ملک عراق میں تھا اس نے اسی طرف لشکر جمع کر کے غزنی پر چڑھائی کی۔ محمود غزنوی کے رکن رکین لوگ باطن میں مسعود شہید سے

ملے ہوئے تھے۔ سلطان محمد کو قید کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی کھینچ کر قید خانہ میں رکھا۔ اور سب لوگوں نے لشکر کا استقبال کر کے مسعود شہید کو غزنی کے تخت پر بٹھایا۔ بعد ازاں مسعود شہید نے اس کو قتل کر دیا اور باپ کا ملک اپنے قبضہ میں لیا۔

بعد ازاں چند سال سلجوقیان نے چڑھائی کی، سلجوقیوں اور مسعود شہید سے تین شبانہ روز جنگ و قتال رہی۔ سلجوقیان غالب آئے۔ اور مسعود شہید ہند کی جانب متوجہ ہوئے۔ یہ نہ ہو سکا کہ خزائن غزنوی اپنے ہمراہ لاتے۔ یہاں ہندوؤں اور ترکوں نے محمد نابینا کے مشورے سے مسعود شہید بن محمود کو شہید کر دیا۔ عمر اس کی پینتالیس ۴۵ سال تھی اور سلطنت نو سال کی۔ مسعود کی شہادت کے بعد انکی جگہ سلطان محمود بصیر کو پھر تخت پر بٹھلایا۔ سلطان مودود بن مسعود غزنی میں تھے اپنے باپ کی شہادت سنی۔ غزنی کے تخت پر بیٹھا اور باپ کا بدلہ لینے کے واسطے لشکر جمع کیا۔ اور پر محمد بصیر کے۔ کہ چچا اس کا تھا پہونچا درمیان مودود اور محمد بصیر کے جنگ ہوئی۔ حق تعالیٰ نے سلطان مودود کو فتح دی اور سلطان محمد قید میں آئے۔ سلطان مودود نے سلطان محمد کو معہ فرزندوں کے قتل کیا۔ اور باپ دادا کے ملک پر متصرف ہوا اور نو برس تک بادشاہی کی اور اسکے بعد انتقال کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد سلطان علی بن مسعود شہید تخت پر بیٹھا۔ یہ صرف دو ماہ بادشاہ رہا انکے بعد سلطان عبد الرشید بن محمد بصیر کو تخت غزنی پر بٹھایا۔ انھوں نے چھ ماہ بادشاہی کی۔

بعد انکے طغرل جو سلطان محمود کا غلام تھا خاندان سلطان محمود کو غارت کیا یعنی سلطان عبد الرشید کو ساتھ گیارہ بادشاہ زادوں کو جمع کر کے مار ڈالا اور صرف چالیس روز بادشاہی کی۔ بالآخر ایک ترک محمودی نے طغرل کو ہلاک کیا۔

الغرض جس روز کہ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی اور رجب سالار رہیلہ غازی نے ملک غزنی چھوڑا خاندان محمود میں فساد پیدا ہوا۔ اپنے آپ سے ہلاک ہوتے گئے۔

اس طول قصہ سے صرف یہ مطلب ہے کہ اکثر آدمی نام مسعود شہید بن محمود کو تواریخ میں دیکھتے ہیں اس کو سالار مسعود خیال کرتے ہیں جو غلط ہے مسعود شہید نے صرف نو سال حکومت کی جنکا ذکر بھی تاریخ میں ہے مگر سلطان الشہداء وہ مست جام شہادت ہیں جن کی بادشاہت قیامت تک باقی رہے گی۔ زمانہ کی گردشیں اس شہید دلاور کا نام کبھی بھی مٹا نہیں سکتی خلق خدا ان کے

آستانے کی جاروب کشی میں قسمت کی سکندری محسوس کرتی رہے گی۔ کوڑھی شفا پاتے رہیں گے۔ نابینا آنکھ پاتے رہیں گے۔ لاولد دعائے مسعودی سے صاحب اولاد ہوتے رہیں گے۔ سالار مسعود غازی ورجب سالار رہٹیلہ غازی تمام ملک کی بادشاہی قیامت ظاہری و باطنی کریں گے۔ اور تمام ملکوں کے بادشاہ ان کے آستانۂ مبارک پر اپنا منھ ملیں گے اور فیض ظاہر و باطن لے جاویں گے دنیا والے انکے تصرف ولایت سے قیامت تک فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

سبحان اللہ ہر دو امیر محبوب رب العٰلمین ذوق الٰہی میں پیدا ہوئے اور بذوق تمام دوست کے ساتھ ایک ہی رنگ میں جان دی۔ جس وقت کہ صفت حق موصوف ہے۔ پس لوازم حال وہ دونوں محبوب ہے کہ دو جہاں کے بادشاہ ہو کر ہر خاص و عام کو فیض پہونچائیں گے اس بارے میں ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

ہر کرا شد ذوق عشق او پدید زود یابد ہر دو عالم را کلید

بعد شہادت سالار مسعود غازی ورجب سالار رہٹیلہ غازی کی پہلی کرامت جو زمانہ میں مشہور ہے

وہ یہ ہے کہ موضع نگرور میں ایک اہیرن تھی کہ لوگ اس کو بانجھ قرار دیتے تھے اس کا نام جاسو تھا۔ جاسو کی شادی کے چند سال گذر گئے تھے اولاد سے ناامید ادھر اُدھر بھٹکتی پھر رہی تھی مگر کوئی فائدہ نہیں پاتی تھی، طعنہ سنتی تھی۔ اتفاقاً ایک روز اس کی ساس نے طعنہ مارا کہ مجھ سے دور رہو میں اپنے لڑکے کی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ روز صبح کو بانجھ عورت کا منھ دیکھنا پڑتا ہے۔ اس اہیرن کو غیرت آئی اور وہ گھر سے نکل گئی، اتفاق سے وہ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کی چوکھٹ پر پہونچی کچھ دیر ٹھہری خادمان درگاہ نے اس کو رنجیدہ پایا تو اس نے مفصل حال پوچھا اس نے سب واقعات مذکورہ بیان کئے، پس خادمان کہنے لگے کہ حضرت سید سالار مسعود غازی خدا کے ولی اور پھر خدا کی محبت میں شہید ہوئے تو سچے دل سے دعا مانگ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے خداوند کریم تجھکو فرزند نرینہ دیوے گا۔ پس اس نے خوش ہو کر نیت کی کہ اگر مجھ کو لڑکا نصیب

ہووے تو میں قبر اپنے ہاتھ سے بناؤں گی۔ اس کا شوہر بھی اپنی عورت کو ڈھونڈھتا ہوا آ کر اسی جگہ پہونچا، واقعہ حال سے واقف ہوا اور اسنے بھی وہی نیت کی اور عورت مرد دونوں اپنے گھر واپس آئے۔ بقدرت حق سبحانہ تعالیٰ اسی شب کو اس کو حمل رہا۔ اور نو ماہ بعد فرزند نرینہ پیدا ہوا۔ اس تاریخ سے وہ اہیر معہ اپنی عورت و گھر والوں کے اتوار کی رات میں متبرک چوکھٹ سالار مسعود غازی پر آتے تھے۔ پھر کیا تھا مدعا کے حصول ہوتے ہی دل باغ باغ ہوا دیوانہ وار نچھاور ہوتی ہوئی در غازی میاں پر حاضر ہوئی چونہ و دودھ لائی قبر سالار مسعود غازی اپنے ہاتھ سے اونچی کر کے بنائی اور معہ اپنے لڑکے کے عمر اپنی آستانہ مذکور کے جھاڑو بہارو میں صرف کر دی۔ یہ کرامت جا بجا ظاہر ہوئی جو شخص کہ کسی کام یا مشکل موقع پر نیت کرتا حق تعالیٰ اسی ساعت اس کو پورا کرتا۔ پھر خلائق روز بروز زیادہ آنے لگی جب اس طرح عروج ظاہر ہوا ان دنوں کرامت آں محبوب رب العلمین سالار مسعود غازی ور جب سالار رجیلہ غازی برسات کے پانی کی طرح ان لوگوں پر برسنے لگی۔ چنانچہ اندھے کوڑھی وغیرہ جو کوئی اس درگاہ محبوب خدا میں پہونچے شفایاب ہوئے جیسا کہ گاؤں گاؤں شہر شہر ملک ملک کرامت مشہور ہے۔ گویا وہ قبلۂ حاجات دنیا ہے۔ سیاح عالم ابن بطوطہ نے ذکر کیا ہے کہ جس وقت میں بارگاہ سید سالار میں پہونچا اس قدر خلق خدا موجود تھی کہ مجھے گھنٹوں باریابی و زیارت کا شرف حاصل نہ ہوا بعدہٗ جب بھیڑ کم ہوئی تو بارگاہ مسعودی کی زیارت سے شرف ہوا اب تو چپہ چپہ سے زمانہ حاضر دربار پر وقار ہوتا ہے۔

زہرا بی بی کا بینا ہو کر بہرائچ آنا و برادران کے ساتھ تعمیرات گنبد مبارک فرمانا

الغرض منقول ہے کہ سید رکن الدین و سید جمال الدین زمینداران کہ جو ملک عرب سے آئے تھے قصبہ ردولی میں متوطن ہوئے تھے۔ بعضے عام آدمی دوسرا نام بھی کہتے ہیں چنانچہ سید رکن الدین کے دو لڑکے تھے و سید جمال الدین کے ایک لڑکی بارہ سال کی تھی حق تعالیٰ نے اس

یہ دو حضرات ہیں جو فریادی بن کر غزنی گئے تھے اور سالار رود جب سالار نے ان حضرات کو انکے مقابل راجہ کو شکست دیکر زمینداری عطا فرمائی تھی۔

دختر کو کمال خوبصورتی سے آراستہ کیا تھا لیکن آنکھ میں روشنی قطعاً نہیں تھی، نام ان کا زہرا تھا۔ سادات مذکور ہمیشہ لڑکی کے احوال سے رنجیدہ رہا کرتے تھے۔ اتفاقیہ بعض آدمی بہرائچ سے آئے بیان کیا کہ میرے سامنے چند اندھے آدمیوں کی آنکھ نے آستانہ سالار مسعود غازی قدس سرہٗ سے روشنی پائی۔ نیز دوسرے امراض والوں نے بھی شفائے کلی پائی۔

سیّد جمال الدین یہ واقعہ سن کر بہت خوش ہوئے، نیت کی کہ اگر سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کی برکت سے آنکھ میری لڑکی کی روشن ہو جائے تو روضہ آں حضرت بناؤں گا میں۔ اس کے بعد واقعہ مذکور اپنی لڑکی کے سامنے بیان کیا پس لڑکی نے بھی نیت کی کہ اگر آنکھ میری روشن ہووے تو سوائے آستانہ سلطان الشہداء کی جاروب کشی کرنے کے اپنی زندگی میں دوسرا کام نہ کرونگی۔ آخر کار غائبانہ حالات سلطان الشہداء سن کر زہرہ کے دل میں عشق آں محبوب الٰہی نے قرار لیا۔ اور سوائے آپ کے تذکرات کے کوئی دوسری بات ان کو اچھی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ حدیث نبوی یہ ہے مَنْ اَحَبَّ قَوماً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ نام حضرت سلطان الشہداء کی تسبیح پڑھتی تھیں۔ دن بدن محبت انکی بڑھتی جاتی تھی۔ شعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد   بسا کین دولت از گفتار خیزد

زہرہ بی بی اپنے زمانے میں زلیخا سے فوقیت رکھتی تھیں۔ اس لئے کہ زلیخا نے خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا انکے جمال کی عاشق ہوئیں اور بی بی زہرہ نے نام آنحضرت کا سنا ان کے عشق میں گرفتار ہوئیں حتیٰ کہ کھانا پینا چھوڑ دیا دن رات مسعود مسعود پکارتی تھیں۔ بی بی زہرہ عشق سالار مسعود غازی میں دیوانہ کی مانند تھیں، ایک لمحہ کے لئے قرار نہ آتا تھا والد گرامی بھی پریشان تھے مگر غلبہ شوق چین نہ لینے دیتا تھا اور سمجھانے کی کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی ایک رات نیند آگئی تو دیکھتی ہیں کہ سلطان الشہداء آئے، آگے ان کے کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے زہرہ جس شخص کی تو مشتاق ہے وہ تیرے آگے کھڑا ہے۔ کس واسطے نہیں دیکھتی ہے۔ پس زہرہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا اگر میں سالار مسعود کے عشق میں مظبوط ہوں تو مجھے روشنی دے کہ میں محبوب کا جمال دیکھوں نہیں تو موت دے کہ محبوب کی جدائی سے نجات پاؤں میں پروردگار عالم نے بہ سبب رسوخ ان کے عشق کے اسی وقت انکی آنکھوں میں روشنی عطا فرمائی۔ پس پہلی چیز

جوانکو دکھلائی دی وہ جمال جہاں آرائے سلطان الشہداء تھی بغور دیکھنے لگیں۔ سالار مسعود ان کی نظر سے غائب ہو گئے اور زہرہ بیہوش ہو گئیں اور ہائے ہائے کر کے رونے لگیں۔ ماں باپ کی خدمت میں گئیں۔ والدین فرط مسرت سے جھوم اٹھے۔

سبحان اللہ! جس وقت زہرہ کے ماں باپ اور جملہ اعزاء نے ان کی آنکھ میں بینائی آجانے سے بہت بڑی خوشی کی اور ادھر زہرہ بی بی سالار مسعود کے فراق میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگیں۔ جب بہت بے قراری ہوئی سالار مسعود غازی نے ان کو پھر خواب دکھلایا کہ اگر مجھ کو چاہتی ہو تو بہرائچ میں آؤ پس زہرا نے اپنے والدین سے رخصت چاہی زیارت کیلئے اور کہا کہ آپ لوگوں نے نیت کی تھی کہ روضہ بنواؤں گا اب تاخیر اچھی نہیں سیّد احمد و سیّد خاصہ برادران جو ہمراہ زہرہ آئے تھے عمارت بنوانے کی خدمت ان کے حوالے کی روضہ سیّد سالار و روضہ زہرہ بی بی و روضہ سیّد احمد و سیّد خاصہ برادران زہرہ و روضہ گنج شہیداں حضرت زہرہ بی بی کی بنا کردہ ہیں جو اب تک باقی ہیں باقی تعمیرات بعد کی ہیں جو فیروز تغلق نے کرائی تھیں، وہ کچھ دنوں آستانہ کی خدمت میں رہے۔ اور سیّد مذکور نے ایک روضہ پاس روضہ کے بنایا اور دنیوی کاروبار ترک کر دیا اور باطنی کام میں مشغول ہوئے جب ان کا وصال ہوا دونوں آدمیوں کو وہاں دفن کیا گیا اور زہرہ بی بی جب بعمر اٹھارہ پہونچیں بعمر مسعود غازی تو بتاریخ ۱۴ ماہ رجب المرجب ۴۳۰ھ یوم یکشنبہ (اتوار) کہ اس وقت ہندی مہینہ کے حساب سے اتوار کا دن مہینہ جیٹھ کا تھا۔ دوست کے دیکھنے کے لئے جان دوست کے سپرد کی۔ یعنی بی بی زہرہ نے غلبہ عشق سے تصور ذات محبوب الٰہی میں عین اسی دن جان دی حق تعالیٰ نے بسبب محبت محبوب کے ان کو بھی اپنا محبوب کیا۔ شعر

ہر چہ دریں عالم است از اثر صحبت است ورنہ کجا یافتی چوب بہائے نبات

المختصر اس زمانے میں معماران ملک ہندوستان میں نہیں آئے تھے کہ گنبد روضۂ منورہ پہلے کے طریقہ سے بناتے اور ہندوستان کے معماران اس سے بہتر نہیں جانتے تھے۔ چونکہ بی بی زہرہ محض اپنی محبت کے شوق میں عمارت بنوائی تھی لہٰذا سلطان الشہداء نے ان کی محبت کے باعث ہے اسی عمارت کو قبول کیا جو آج تک موجود ہے۔ زمانہ گذشتہ میں بعضے امراء نے قصد کیا تھا کہ عمارت اور قبر اور روضہ موافق شان سلطان الشہداء تیار کریں مگر اسکو باطن میں منع فرمایا زیادہ تر

تدا جاتا ہے کہ کیا ارادہ ہے لیکن اس فقیر کا غالب اعتقاد یہ ہے کہ آخر کار عمارت روضہ مترک عالیشان تعمیر ہوگی۔

درمیان روضہ سیدنا سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ قبلہ رو ایک محراب ہے اسی کے بازو میں محراب قبر بی بی زہرہ ہے۔ اور قبر میر سید ابراہیم بہرائچ میں ہے جو شہر میں مشہور ہے اور روضہ بی بی زہرہ متصل قبر سلطان الشہد اء واقع ہے اور قبر سکندر دیوانہ جو فقیر ہمراہ رجب سالار رہیلہ غازی شہید تشریف لائے تھے اور بعد شہادت سیدنا سالار مسعود غازی آپ کی آرامگاہ بھی محبوب ۔ کے قرب میں بنی جو آج تک یادگار ہے۔

میر ابراہیم بارہ ہزاری کا مزار شریف محلّہ اکبر پورہ میں لب سڑک زیارت گاہ خلق ہے

بارگاہ مسعودی میں بارات حضرت زہرہ کی یادگار

القصہ بی بی زہرہ کی وفات سے ماں باپ ان کے معہ اقرباء خود ہر سال ردولی سے آ
تے اور غلبۂ شوق میں کہتے تھے کہ میں بی بی زہرہ کی شادی کے واسطے بہرائچ جاتا ہوں۔ بی
زہرہ بی بی کے والدین انتہائی شان وشوکت سے مقررہ وقت پر زیارت کی شکل میں آ کے رسم
اس رسم کو ادا کرتے رہے۔ چونکہ ماں باپ بی بی زہرہ کے اپنی لڑکی کی محبت میں بیخود ہو گئے تھے
اس لئے یہ طریقہ نکالا تھا۔ جو اس لڑکی کی محبت کے سبب سے ۴۲۰ھ سے یہ رسم جاری ہے اور قیا
مت تک باقی رہے گی۔

لیکن اس حقیر کے اعتقاد میں ایسا ہے کہ یہ شادی محض خواب مذکور کا نتیجہ ہے۔ جو سالار
مسعود غازی نے اپنی زندگی میں دیکھا تھا کہ اس کے والدین عقد کے واسطے بلاتے ہیں۔ یقین
ہے کہ شہیدوں کی شادی حوروں سے بہشت میں ہوتی ہے۔ چونکہ باطن میں ہمیشہ شہیدان شاد
و پر ذوق رہتے ہیں اس لئے اس کا سایہ دنیا میں ظاہر طور پر پڑتا ہے۔ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوا ہے
یہ ظاہری طرز عمل دنیاوی سایہ عالم باطن کا ہے اور جو کچھ باطن میں ہوتا ہے وہی دنیا میں ظاہر
ہوتا ہے۔ (کَقَولِهٖ تَعَالیٰ هُوَ الظَّاهِرُ وَ البَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیٍٔ عَلِیْم) یہ غلبہ شوق تھا
جس کا کرشمہ ظاہر ہے اور صاحب باطن کے لئے نور و سرور ہے۔ بد باطن کے لئے ذرۂ ہولناک
ہے۔ بارات لانے والوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ ہزاروں روپیہ خرچ کر کے اس رسم کو ادا کرتے
ہیں اس کے عوض میں بارگاہ والے میاں سے جو کچھ مانگتے ہیں اس کے سوا ملتا ہے۔

چند کرامات وعنایات

منقول ہے کہ جب سلطان الشہداء مسعود غازی ور جب سالار رہیلہ غازی کے عروج
کا ظہور ہوا اژدہام انبوہ خلق رنگ رنگ کے نشانوں اور چتروں کو لئے ہوئے نہایت ذوق وخوشی کے
ساتھ ناچتے وگاتے ہوئے بنارس کی طرف سے آئے۔ جب شہر جونپور میں پہونچے تو ہزاروں

نشان و چتر ان کے ہمراہ ہو گئے اور بہت غل ہوا۔ ایک بدعقل مولوی اس مقام پر علم ظاہری پڑھنے پڑھانے میں مصروف تھا۔ اتفاقاً وہ گروہ مردمان نشان و چتر لئے ہوئے اس کوچہ میں آئے اور وہ غلبات عشق سے ناچتے گاتے ہوئے چلے آرہے تھے اس بدعقل مولوی نے پوچھا کہ یہ کیسا غل ہے؟ شاگردان کہنے لگے کہ خلائق نشان ہائے و چتر ہائے لے کر سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی کی زیارت کے واسطے جا رہی ہے۔ ملاّ مذکور نے کہا کہ یہ بدعت کی قسم سے ہے ان کو لاؤ کہ ان آدمیوں کے ساتھ سختی کروں میں جب کہ شاگردان اٹھ کر دوڑے جب قریب پہونچے کہ لڑائی کریں غیب سے طمانچہ اس بدعقل مولوی کے منہ پر ایسا پڑا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور جان دے دی۔ شاگردوں نے اس بے عقل کو اٹھایا اور گھر میں لائے تمام شہر کے آدمیوں نے اس واقعہ کو سنا دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے اور تمام لوگوں نے دیکھا کہ مولوی کا منہ سیاہ ہو گیا اس روز سے ناعاقبت اندیش سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی کی ولایت پر ایمان لائے معتقد ہوئے اور اس کی سزا دنیا میں یہی تھی اور سیاہ رو اس کا ہونا دلالت کرتا ہے چنانچہ کسی بزرگ نے اچھا کہا ہے۔

شعر

پروانہ ازاں سوخت کہ با شمع درافتاد

با سوختگان ہر کہ درافتاد و برافتاد

دوسری کرامت نقل ہے کہ ایک روز شیخ نور محمد دہلی میں اپنی چوکھٹ پر (یا دروازے پر) کھڑے تھے لیکن آنکھوں میں روشنی نہیں رکھتے تھے بعض آدمی بہرائچ سے آئے نقل کرنے لگے کہ میرے سامنے چند اندھوں نے آستانہ سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی قدس سرہٗ پر آنکھوں میں روشنی پائی۔ نور محمد اس واقعہ کو سن کر خوش ہوئے اور نیت کی کہ اگر یہ برکت سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی آنکھ میری روشن ہووے تو ایک مرغ رجب سالار رہیلہ غازی کی نیت سے ذبح کروں گا میں اور دوسرا کام نہ کروں گا۔

الغرض غلبۂ احوال رجب سالار رہیلہ غازی سن کر نور محمد نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا میری آنکھوں میں روشنی دے تو محنت اور تکلیف سے نجات پاؤں پروردگار عالم نے بتکمیل عشق کے سبب سے اسی ساعت اس کو بینا کر دیا پس پہلی چیز کو جو اس کی نظر میں آئی وہ جمال جہاں آرائے رجب سالار رہیلہ غازی تھی بغور دیکھتے ان کی طرف دوڑے۔ مگر وہ آنکھوں سے دکھلا کر نظر سے

غائب ہو گئے۔ کرامات ان کی شہر بہ شہر مشہور ہوئی بہت سے آدمی اس واقعہ کی شہرت سن کر جمع ہوئے اور نہایت شوق کے ساتھ ناچتے گاتے ہوئے نور محمد مرغ کو لائے اور ذبح کیا پائے وپر اس کے زمین کے نیچے دفن کئے اور مرغ کو کباب کیا اور ایک کباب کسی ایک بدعقل مولوی کے سامنے حاضر کیا اس نے پوچھا کہ یہ کباب کس بزرگ کی نذر کا ہے اس نے کہا کہ نذر رجب سالار ہٹیلہ غازی کا ہے پس اس نے کھایا تو مگر بدعت بدعت کی رٹ شاگردوں سے لگاتا ہی رہا۔ اس پر مزید جب شاگردان اس کے کہنے لگے کہ خلائق مرغ کو پکڑ کر ذبح کرتی ہے۔ ملا مذکور نے جواب دیا کہ اس طریقہ سے بدعت ہے ان کو بلاؤ ان پر سختی کرو۔ اس نے منع کیا کہ پائے وپر اس کے زمین میں نہ دفن کرو تو طمانچہ غیب سے اس بدعقل کے منہ پر ایسا پڑا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور شاگرد لوگ اس کو اٹھا کر گھر لائے آدھی رات کو اس بدعقل کے پیٹ میں مرغ آواز دینے لگا اور جسم اس کا لرزنے لگا اس نے صدق دل سے توبہ کی اور نیت کی کہ جلد آزار میرا دور ہووے تو میں برائے زیارت رجب سالار ہٹیلہ غازی و مسعود غازی بہرائچ شریف جاؤں گا اور آستانہ متبرک پر ایک بکری اور ایک گائے کو ذبح کروں گا۔ حق تعالیٰ نے بہ برکت رجب سالار ہٹیلہ غازی و سید سالار مسعود غازی درد ان کا دور کیا اور بہرائچ آکر آستانہ رجب سالار سالار ہٹیلہ غازی کی زیارت کی اور ایک بکری اور ایک گائے ذبح کی۔ نذر و نیت اس کی قبول ہوگئی۔ زیارت سے بھی مشرف ہوا، یہاں چند دنوں قیام کیا اور اس کے بعد دہلی روانہ ہوگیا۔

بارگاہ سلطان الشہداء میں فیروز شاہ تغلق شہنشاہ ہندوستان کی آمد و قطب بہرائچ سے ملاقات

ایک بزرگ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز فیروز شاہ بادشاہ کی ماں اپنے بالا خانہ پر کھڑی تھیں اتفاقاً خلائق انبوہ و نشان ہائے و چتر ہائے رنگ برنگ کے لے کر باذوق تمام ناچتے و گاتے ہوئے سالار مسعود غازی و رجب سالار ہٹیلہ غازی قدس سرہٗ کی زیارت کے واسطے جا رہی تھی۔ واقعۂ حال دیکھ کر والدۂ بادشاہ مذکور کی متحیر ہوئی کہ یہ کس صاحب ولایت کا تصرف

ہے۔ حاضرین نے سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی قدس سرہٗ کے صفات بیان کئے اس زمانہ میں سلطان فیروز ٹھٹھ کی جنگ میں مصروف تھے مادر مشفقہ نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا ٹھٹھ سے فتح کر کے بہ صحت وسلامت واپس آئے تو اس کو برائے زیارت سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ قدس سرہٗ بہرائچ میں بھیجوں گی۔

الغرض بادشاہ مذکور کو ملک ٹھٹھ میں بہت بُرا وقت وموقع پڑ گیا تھا مگر حق تعالیٰ نے بہ سبب سلطان الشہداء سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی قدس سرہٗ ان کو فتح دی۔ وہ صحیح سلامت دہلی میں پہونچے۔ پس مادر سلطان مذکور نے ان کو گھیر کر بہرائچ بھیجا۔ جب سلطان قریب بہرائچ میں پہونچا بعضے ناقص آدمیوں نے عرض کی کہ قبر سالار مسعود غازی دوسری جگہ ہونا سنا ہے۔ بادشاہ کو شک پیدا ہوا کہ زیارت کس طرح نصیب ہووے پس فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس جگہ فقیر کامل خدارس باطن میں ہو تو اس کے ساتھ ہو کر زیارت کروں۔ اس لئے کہ عارفوں کی نظر سے اہل قبر پوشیدہ نہیں رہتے۔

اس زمانے میں خدا کے پہچاننے والے اور محبوب کے بھید سے واقف حضرت سیّد افضل الدین ابوجعفر عرف سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ العزیز عالی درجات رکھتے تھے، اس وقت روز بروز خوارق وکرامات سالار مسعود غازی ورجب سالار رہیلہ غازی قدس اللہ سرہٗ العزیز دنیا کے لوگوں پر مثل باراں برساتے یا ظاہر کرتے تھے اس درویش کامل کے خدمت کا واقعہ کسھوں نے سنایا۔

سلطان فیروز کو بہت ذوق ہوا پس اوّلاً بغرض حصول شرف ملاقات حضرت سیّد امیر ماہ صاحب مذکور کے پاس پہونچا۔ اور بعد ملاقات کرنے کے التماس کی کہ میں سلطان الشہداء کی زیارت کے واسطے آیا تھا مگر یہاں کے آدمی دوسری طرح بیان کرتے ہیں چاہتا ہوں کہ حضرت کے ہمراہ ہو کر شرف زیارت سے مستفید ہوں۔ قبروں کے احوال کی کوئی چیز حضرت سے پوشیدہ نہ ہوگی۔ حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ فلاں تاریخ کو اسی قبر سے کہ جو روضہ میں ہے سلطان الشہداء برآمد ہو کر و نیز بعد ساعت دوسرا گنبد رجب سالار رہیلہ قدس سرہٗ کا ہے جو بہ فاصلہ ایک کوس ہے ان کی قبر بھی اندر گنبد واقع ہے اس قبر سے رجب سالار رہیلہ قدس اللہ سرہٗ برآمد ہو کر دو بزرگ تمہاری امداد کے واسطے ٹھٹھ کی طرف گئے تھے۔

اور وہاں فتح کر کے واپس آئے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اپنے اپنے روضہ میں گئے سلطان نے واقعہ نویس کو بلایا اور واقعہ کے کاغذ کو دیکھا تو وہی روز وہی تاریخ کہ جو حضرت امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا۔ یوم فتحیابی ملک ٹھٹھہ تھی کاغذ موافق نکلا۔ سلطان فیروز شاہ کا ولایت تصرفات ہر دو بزرگ پر اعتقاد مستحکم و مضبوط ہوا ہمراہ حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ بہ آستانہ سلطان الشہداء سیّد سالار مسعود غازی پہونچے۔

چونکہ تمام آدمی زیارت کے واسطے گئے تھے۔ کثرت ہجوم بہت تھا حضرت سیّد امیر ماہ وسلطان فیروز شاہ روضہ کے دروازے پر کھڑے تھے جب خلق انبوہ زیارت سے فارغ ہوئی اس وقت سلطان فیروز شاہ وحضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ زیارت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں بادشاہ حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ کی طرف مخاطب ہوا۔ عرض کی کہ کوئی چیز کرامات سلطان الشہداء سیّد سالار مسعود غازی ظاہر فرمایئے کیونکہ حق تعالیٰ ایسے درویش کامل کو جو دونوں جہاں میں چاند ہوں زیادہ نور دیئے ہوئے ہے فوراً کہا کہ اس سے زیادہ کون سی کرامت سلطان الشہداء کی آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مثل تمہارا بادشاہ اور مجھ جیسا فقیر دربانی کر رہا ہے۔ بادشاہ بھی ایسی باتوں سے عشق رکھتا تھا۔ لہٰذا بہت لطف اٹھا کر خوش ہوا۔ شمس سراج واقعہ نویس سلطان فیروز شاہ نے قسم پنجم مقدمہ اوّل میں جہاں کہ حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ نے کہا کہ دوسرا روضہ رجب سالار رہیلہ غازی بھانجہ سالار مسعود غازی کا ہے وہاں بھی چلیں اور ان کی زیارت سے فیضیاب ہوں۔

پس فیروز شاہ ہند کا اعتقاد مضبوط ہوا۔ وہ بہ ہمراہی حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ بہ آستانہ رجب سالار رہیلہ غازی پہونچے۔ چونکہ وہاں بھی تمام آدمی زیارت کے واسطے گئے ہوئے تھے ہجوم بہت بڑا تھا حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ وسلطان فیروز شاہ روضہ متبرکہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ جب خلق زیارت سے فارغ ہوئی زیارت کر کے بہرائچ آئے بادشاہ نے تعمیر کے سلسلے میں تھوڑے دن قیام کیا اس کے بعد دہلی روانہ ہو گیا۔

آج بھی بہرائچ میں فیروز شاہ تغلق کی یادگار احاطہ سیّد سالار وزنجیری گیٹ وروضہ سیف الدین سالار و روضۂ رجب سالار باقی ہے۔

جلوۂ ابن مریم

جمیل احمد ادریسی مہراج گنج بہرائچ

نبی کے چہیتے علی کے سلونے حسین و حسن کے جگر میرے غازی
ہیں نخل گلستاں خاتون جنت حرم محترم کے کنور میرے غازی
وہ ستر معلٰی کے آغوش رحمت ہیں سالار ساہو کے دل کی مسرت
ہیں عیسیٰ نفس جلوۂ ابن مریم طبیبوں کے ہیں مقتدر میرے غازی
عبادت میں شہزادگی انکے صدقے، ذکاوت میں ہیروں کی ہیری نچھاور
لڑکپن پہ ان کی شہادت کے تمغے کرامت کے ہیں تاجور میرے غازی
تھرکتا ہے کوئی مچلتا ہے کوئی نشاں اور بارات لاتا ہے کوئی
عجب ڈھنگ کے تیرے مجنوں ہیں کہتے مدد میرے بالے مدد میرے غازی
یہ بہرائچ ہندستاں کی ترائی، جہاں کفر و الحاد کی تھی خدائی
اسے مرکز دین و ایماں بنا کر ہوئے حشر تک جلوہ گر میرے غازی
کسی حوض میں کچھ جذامی پڑے ہیں کہیں کور چشموں کی آہ و بکا ہے
بہ اذن خدا سب کی بھرتے ہیں جھولی سبھوں پہ ہیں رکھتے نظر میرے غازی
کلام خدا نے کیا تم کو زندہ ہے دست تصرف سبھوں پہ ہویدا
بہاریں چلیں سوئے طیبہ سے بننے ادھر سے چلے جب ادھر میرے غازی
جمیل اب تو سی لو ندامت کی چادر ادب سے کرو نذر روضہ پہ جا کر
یہ سنتے ہیں سب کی سنیں گے تمہاری ہیں مشکل کشا کیپ پسر میرے غازی

ضمیمہ تاریخ بہرائچ شریف

قطعہ تاریخ شہادت

حضرت مسعود غازی خسروِ ہندوستاں
بودِ ذات عالیش شرع نبی را منتظم
یافت ازحق چوں حیات سرمدی تاریخ سال
خودخدافرمود بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
۴۲۴ھ

دیگر

حضرت مسعود غازی واقف سرالہ
شد فنا فی اللہ زیں دار فنا با عزّ و جاہ
سال تاریخ شہادت درسن ہجری بفکر
زو رقم کلکم وصال قبلۂ ایمان پناہ
۴۲۴ھ

ہندوستان میں اسلام کی آمد

ہندوستان مذہبوں کا ملک تھا اور ہے اور رہے گا۔ یہاں قدیم غیر اسلامی مذاہب بودھ، جین اور ہندویت نے جنم لیا اور پروان چڑھے۔ غیر ملکی قومیں داخل ہوتی رہیں اور یہاں کا اصل مذہب مختلف رنگ وروپ میں بدلتا رہا اور اصل باشندے جن کا مذہب یہاں کی بنیاد اصل کہا جاسکتا ہے کالعدم ہوچکا تھا۔ قوم دراوڑ اور شودر کا نظریاتی لب ولہجہ غالب قوموں میں ضم تو نہ ہوسکا مگر فنا ضرور ہوگیا۔ نسلی برتری ہی یہاں کا مذہب قرار پائی جو مغلوب و کمزور ہوئے ان کا مذہب مردہ ہوگیا اور جو غالب وقوی رہے ان کے دھرم کی چھاپ گہری ہوتی چلی گئی اور پھر مغلوب قوموں نے غالب کی تہذیب اور انھیں دھرم اپنا کر اپنے اصل مذہب کا بھی مذاق اڑایا۔

عرب اور ہندوستان میں قدیم تعلقات استوار رہے اسلام کے ظہور سے پہلے بھی ہندوستان اور عرب ملک باہمی تجارتی قافلے اپنی تجارت کی منڈیوں میں ایک دوسرے کو قریب سے دیکھ چکے تھے۔ اگر عرب السیف المہند (ہندوستانی تلوار) پر فخر کر سکتے تھے تو ہندوستان کی جاٹھ اور چھتری قومیں میدان شہسواری میں اسپ تازی (عربی گھوڑا) کا لوہا مان چکے تھے۔ پھر جب تجارت کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو گرم مسالوں کا تبادلہ بھی تجارت کا ایک اہم مسئلہ بن گیا عرب ہندوستانیوں سے اور ہندی عربوں سے میدان تجارت میں ایک دوسرے سے قریب تر ہو چکے تھے۔ انھیں دنوں چھٹی صدی عیسوی کی نصف آخری دہائیوں میں مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں اللہ کے آخری نبی خلوت کدۂ ہستی کو اپنے قدم ناز کی برکتوں سے بابرکت بنا چکے تھے۔ لیکن چالیس سال بعد عرب کے جنگجو قبائل ایک نئے اور انقلابی نعرہ کی بازگشت سن رہے تھے، کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ جنکے قلوب ازل کی نورانیت سے منور تھے انھوں نے بغیر پس وپیش کے اس انقلابی کلمہ کا خیر مقدم کیا۔ لیکن دلوں کے ظلمت کدوں میں کفر کے دھندلکوں کا دباؤ جہاں گہرا تھا وہ منکرین کی صف میں کھڑے ہوکر خرق عادت و افعال کا مطالبہ کررہے تھے۔

اسلام انتہائی سرعت سے حدود مکہ شریف سے نکل کر طائف اور مدینہ شریف میں ذہنوں کی صفائی کر رہا تھا اور اس کی روحانی طاقتیں حدود سے ماوریٰ پوری کائنات میں اپنے فیض باطنی سے ایک نئے باب کا اضافہ کر رہی تھیں۔ تاجدار انبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہری کے بعد شیخین کریمین (حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے اسلام کی سرحدوں کو عجم کی سلطنتوں سے ملا دیا تھا اور ہلالی پرچم قیصر و کسریٰ کے فلک بوس قلعوں پر لہرا رہے تھے۔ لیکن ۱۴ھ کے اوائل میں مشرق وسطیٰ کے جنوب و غرب میں اسلام کا غلغلہ بڑی تیزی سے اثر انداز ہو رہا تھا۔ جس کی دستک ہندوستان میں سندھ کی دہلیز پر سنی جا رہی تھی۔

ہندوستان میں اسلام کی آمد قرن اوّل میں ہو چکی تھی جب کہ عرب ابھی اسلام کی آفاقی قدروں سے نا آشنا تھے۔ ہندوستان میں اس کی روحانی طاقت دلوں کی کایا پلٹ رہی تھی اور بیدار دل نبی رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کا بے دیکھے کلمہ اقراری زبان قال سے نہیں بلکہ زبان حال سے پڑھ رہے تھے۔ ہندوستان میں اسلام کی آمد سے متعلق میرے پاس دو مختلف روایتوں کے ماخذ موجود ہیں۔ ایک قول کے مطابق ہندوستان میں اسلام بائیسویں صدی ہجری میں آیا اور دوسرے قول کے مطابق چالیسویں صدی ہجری میں آیا۔

چنانچہ تاریخ فرشتہ کے مصنف محمد قاسم فرشتہ کے قول کے مطابق بھارت میں اسلام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد عمارت میں آیا اور ہندوستان میں جس مسلمان نے سب سے پہلے قدم رکھا وہ مہلب ابن ابی صفرہ تھا۔ چونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں اسلامی عساکر ممالک عجمیہ پر فتح و کامرانی حاصل کرتی ہوئی آگے بڑھی تھیں۔ لیکن مشرق کی طرف پیش قدمی حضرت عثمان غنی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد مبارک میں ہوئی جیسا کہ محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ ۔

"ہجرت نبوی کے اٹھائیسویں (۲۸) سال امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں بصرہ کے حاکم عبد اللہ بن عامر نے فارس پر حملہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو جنھوں نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کی وفات کے بعد بد عہدی کی تھی شکست دی اور واپس بصرہ آیا۔ ہجرت کے تیسویں (۳۰) سال امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی نے ولید بن عقبہ کو جو کوفے

کا حاکم تھا اس وجہ سے معزول کردیا کہ اسے شراب نوشی کی عادت تھی اور اس کی جگہ سعید بن العاص کو مقرر کردیا۔ سعید اسی سال طبرستان کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما بھی اس کے ساتھ معرکے کے شریک ہوئے۔ اشترآباد کے دارالسلطنت جرجان کو حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قدموں کی برکت سے فتح کرلیا گیا۔ وہاں کے باشندوں نے دو لاکھ دینار سالانہ دینا منظور کیے۔ اہل جرجان اسلام لے آئے اور خوش حالی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے "

(تاریخ فرشتہ جلد اوّل مترجم ص ۷۹)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی حکومت مشرق کی طرف تیزی سے پھیل رہی تھی اور اسلام اسی طرح لوگوں کا ہر دل عزیز مذہب بنتا جارہا تھا۔ چنانچہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عنان حکومت سنبھالی تو اس کا رقبہ ہر چہار سو بہت زیادہ پھیل چکا تھا اسی درمیان اسلامی عساکر ہندوستان کی مغربی سرحدوں پر دستک دے رہی تھیں چنانچہ فرشتہ پھر لکھتا ہے کہ

" ۴۴ھ میں امیر معاویہ نے زیاد بن ابیہ کو بصرہ، خراسان اور سیستان کا حاکم مقرر کیا اور اسی سال زیاد کے حکم سے عبدالرحمٰن ابن ربیعہ نے کابل کو فتح کیا اور عرب کابل کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ کابل کی فتح کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک نامور عرب امیر مہلّب ابن ابی صفرہ مرو کے راستے سے کابل و زابل آئے اور ہندوستان پہونچ کر انھوں نے جہاد کیا اور دس یا بارہ ہزار کنیز و غلام اسیر کیے ان میں کچھ لوگ توحید اور آں حضرت کی نبوّت کا اقرار کر کے مسلمان ہوگئے "

(تاریخ فرشتہ جلد اوّل مترجم ص ۸۰)

اس عبارت کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہندوستان میں اسلام پہلی صدی ہجری کی نصف اوّل کی چند آخری دہائیوں میں داخل ہو چکا تھا اور پہلا وہ شخص جس نے بھارت کی دھرتی پر قدم رکھا وہ مہلّب ابن ابو صفرہ تھا۔ لیکن تاریخ کا ایک اور مآخذ ہمارے سامنے موجود ہے۔ جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اسلام کا ورود ہندوستان میں پہلی صدی ہجری کی نصف اوّل کی ابتدائی دہائیوں میں ہوا۔ اور حضرت راس اور رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اصحاب بدر ہیں ہندوستان میں پہلے تشریف لائے پھر ۲۷ھ ہجری میں حضرت مغیرہ بن شعبہ (المتوفی ۵۰ھ) جو مشہور راوی حدیث ہیں ان کا آنا ثابت ہے جیسا کہ ابو محمد ویلشوری کی تصنیف الادلة القواطع علےٰ ان امر العربیة فی التوابع

سے ظاہر ہوتا ہے۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) ,,کہ اسلام کیرلہ شہر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آیا۔ اس طرح کہ انھوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی قیادت میں ایک مختصر لشکر ہندوستان کی طرف بھیجا اور وہ لوگ کالیکٹ پہونچے جہاں کے بادشاہ کا نام زمودان تھا جب اس نے ان کی آمد اور معجزہ شق القمر کی خبر سنی جس کو زمودان اور تمام شہریوں نے دیکھا تھا تو اس واقعہ (شق القمر) کے بارے میں اور اس کے وقت کے متعلق دریافت کیا جب ان کا مشاہدہ ان کی اطلاع کے مطابق ہوا تو خود ملک زمودان اور تمام شہریوں نے اسلام قبول کر لیا اور یہ ۲۷ ھ کا واقعہ ہے۔

(کتاب مذکور ص ۶)

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام ہندوستان میں ۲۷ ھ میں آیا اور کیرلہ میں کالیکٹ (جس کو اب کوزھی کود کہا جاتا ہے) کی دھرتی سب سے پہلے مشرف ہوئی۔ لیکن اس کتاب کی اگلی عبارت سے یہ پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ (متوفی ۵۰ ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ورود سے کوئی پانچ سال قبل ہی کالیکٹ میں اسلام کا ورود ہو چکا تھا۔ مولانا ابو محمد ویلئوری ارشاد فرماتے ہیں۔

,,مجھے بعض ثقہ لوگوں نے خبر دی کہ کالیکٹ میں قدیم مسجد کی طرح عمارت کے سامنے مسجد پر ایک تختی آویزاں تھی جس میں لکھا تھا ان بنــاء ذالک الـمسـجـد سـنة ثنتین و عشـریـن مـن الهـجـرة (اس مسجد کی تعمیر ۲۲ ھ ہجری میں ہوئی) راوی نے کہا میں نے اس کو پڑھا ہے۔ جس میں تاریخ بُـوَیـد[۱] نوشتہ تھی۔ راوی نے مزید کہا کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت رافع اور رفاعہ اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں بھی اس مسجد کے قریب میں ہیں۔ تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام سلطنت کیرلہ میں اس سے (حضرت مغیرہ بن شعبہ کی آمد سے) پہلے داخل ہو چکا تھا اس لئے کہ یہ بعید ہے کہ کسی ملک ہند میں اسلام کے دخول کے بعد مسجد تعمیر نہ کی جائے،،

(الادلۃ القواطع ص ۷)

---

[۱] بُوَید مذکور ہے ابجد کے حساب سے چاروں حرفوں کے اعداد بائیس (۲۲) ہوتے ہیں اور یہی اس کا سن تعمیر ہے۔

مؤخرالذکر عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان میں اسلام ۲۲ھ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں داخل ہو چکا تھا۔ اور پہلے دو افراد جنھوں نے اپنے قدم ناز سے اس دھرتی کو سرفراز فرمایا۔ وہ جنگ بدر میں شریک ہونے والے عظیم مجاہدین حضرت رافع اور رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جنھوں نے یہاں تشریف لاکر جنوبی ہند میں اسلام کی تبلیغ فرمائی اور مسجدوں کی تعمیر بھی کروائی۔

ان ساری عبارتوں سے ہمارے سامنے جو بات واضح ہو کر آتی ہے وہ یہ کہ چونکہ ہندوستان اس وقت چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹا ہوا تھا اور ہندوستان کے حدود اربعہ مشرق میں برما اور مغرب میں افغانستان، شمال میں چین اور جنوب میں لنکا تک پھیلے ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے جنوب میں اسلام کی سرگرمیاں مغرب و شمال تک نہ پہونچ سکیں۔ اگر اس وقت ہندوستان موجودہ بھارت کی طرح ہوتا تو اسلام کی یہ سرگرمیاں پورے ملک کے لئے اکائی کا کام دیتیں۔ تو جنوب ہندوستان میں اسلام ۲۲ھ ہجری میں داخل ہوا۔ اور مغربی ہندوستان میں ۴۵ھ ہجری میں آیا۔

پھر پہلی صدی ہجری کے اواخر میں جب ولید ابن عبدالملک نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو اس نے اسلامی سلطنت کو مزید وسعت دی۔ اسی کے عہد میں فاتح سندھ حضرت محمد بن قاسم نے ہندوستان کا رخ کیا اور فتح و کامرانی کا پھریرا ہند کی سرزمین پر نصب فرمایا اور آپ کے اخلاق و مروت نیز اسلامی قدروں کو دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے۔ ولید کے عہد میں ہی دیبل کا مضبوط اور تاریخی قلعہ فتح ہوا اور راجہ داہر جیسے نخوت و غرور کے مجسموں کو خاک آلود ہونا پڑا۔ علامہ جلال الدین سیوطی ولید کے عہد کی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ [illegible]

۸۸ھ میں جرثومہ، طوانہ فتح ہوئے۔ ۸۹ھ میں جزیرہ [illegible] ہاتھ آجائے۔ ۹۱ھ میں نسف وکبش شعربان مدائن، بحر آذربائیجان کے قلعہ قبضہ میں آئے۔ ۹۲ھ میں ملک اندلس تمام، شہر ارمابیل وقتریون فتح ہوئے۔ ۹۳ھ میں دیبل وغیرہ پھر کرخ (کیرخ) برہم دباجہ، بیضا خوارزم، سمرقند، سعد فتح ہوئے۔" (تاریخ الخلفاء مترجم ص ۲۸۸)

مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں ۹۳ھ مغربی ہند میں اسلام کا پھریرا دوبارہ لہرا رہا تھا تاہم یہ فتوحات عساکر اسلامیہ کا نتیجہ تھیں جو صرف غزنی ہند تک محدود رہیں۔ لیکن جب اولیائے کرام کا روحانی ورود بھارت میں ہوا تو یہاں کی حالت یکلخت بدل گئی۔ سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی جب کہ ۴۳۱ھ میں لاہور پر اپنے اقتدار کا قبضہ جمائے ہوئے تھا اس وقت عارف باللہ حضرت شیخ علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ لاہور میں تشریف لائے اور تشنگان زندگی کو اسلام کی تڑپ عطا فرمائی اور مغربی ہندوستان ان کی مسیحا نفسی کے فیض سے اسلام کا قلعہ بن چکا تھا۔ لیکن یہ اثرات ابھی ہندوستان کے صرف چند خطوں تک محدود تھے کہ ۴۱۵ھ میں سومنات کی فتح کے بعد فاتح اعظم حضرت سید سالار مسعود غازی (متوفی ۴۲۴ھ ۱۰۳۳ء) علیہ الرحمۃ والرضوان غزنی سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور ۴۲۰ھ ۱۰۲۹ء میں دہلی میں ان کا ورود شمالی ہند کے لئے مژدۂ جانفزا بنا ہوا تھا۔

چنانچہ ابھی تک شمالی ہند میں اسلام کی جاذب اور دلکش شعائیں نہیں پہونچ سکی تھیں۔ حضرت سیدنا سالار غازی میاں علیہ الرحمۃ نے جہاں عساکر اسلامیہ کی قیادت میں فتح و کامرانی کا پھریرا نصب فرمایا وہیں اسلامی تبلیغ کا اثر و نمود دلوں کی کایا پلٹ چکا تھا اور شمالی ہندوستان بھی اسلام کی روحانی توانائیوں کی آماجگاہ بن گیا لیکن حضرت غازی علیہ الرحمۃ کی شہادت کے بعد اسلام کی آبیاری کا وہ جذبہ قائم نہ رہ سکا کیونکہ قدرت تاجدار ہند کی جلوہ سامانیوں کا اہتمام پردۂ غیب سے کر چکی تھی۔

اور خواجہ خواجگان سلطان الہند سیدنا معین الحق والدین سنجری علیہ الرحمۃ کا تسلط دائمی طور پر ہندوستان کا دائمی حصہ بن چکا تھا۔ چھٹی صدی ہجری کا نصف آخر جس کی ابتدائی اکائیوں میں افق ہند کا مطلع کسی شمس الاولیاء کی تابانیوں کے لئے صاف ہو چکا تھا۔ حضرت خواجۂ خواجگان علیہ الرحمۃ نے اجمیر معلیٰ کو اپنے قدوم میمنت سے سرفراز فرما کر ہندوستان میں اسلام کا غلغلہ ہر چہار سو بلند کیا جیسا کہ مرقوم ہے کہ

"حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین والملت دو مہینہ تک حضرت مخدوم علی ہجویری کے مزار پر معتکف رہے بعد حصول



فوائد بیشار کے دہلی تشریف لائے اور ایک مدت تک دہلی میں قیام فرمایا پھر متوجہ خطۂ اجمیر ہوئے اور تاریخ دس محرم الحرام ۵۶۱ھ کو اجمیر میں نزول اجلال فرمایا،،

(قطب الاقطقطاب مہرولی گائڈ صفہ ۷)

پھر تو پورے، ہندوستان میں اسلام کی ایک لہر تھی جو ہر چہار سو محسوس کی جا رہی تھی اور ہند کی سرزمین پر اولیا کا لامتناہی سلسلہ وارد ہوتا رہا۔ مشرق میں حضرت سیّدنا اخی سراج الدین علیہ الرحمۃ اور اولیائے پنڈوہ اپنے کشف سے زنگ آلود دلوں کو مجلّی کرتے رہے۔ یوں بھارت اولیاء اور علماء سے کھچا کھچ بھر گیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کا کی حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت بندہ نواز گیسو دراز، حضرت مخدوم سمنانی، حضرت قطب رانچوری، حضرت مخدوم بہار وغیرہم علیہم الرحمۃ جیسے جلیل القدر اولیاء نے سوز نفسی کا وہ کام کیا۔ ہندوستان میں ہر سو اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔ سلاطین اسلام مغلیہ، لودھی، التمش وغیرہ نے مزید سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور پورا بھارت اسلامی روپ اختیار کر گیا ذرّوں کو اوج ثریا سے بلند کر کے نور و نکہت کی وہ تازگی بخشی گئی کہ اس سے بام و در جگمگا اٹھے اور بھارت کے کونے کونے میں اسلام زندہ باد کے فلک شگاف نعرے سنے جانے لگے۔

ماخذ :- تاریخ فرشتہ، تاریخ الخلفاء، تذکرہ سید سالار، مقدمہ کشف المحجوب

